تعارف

علماءِ اہل حدیث

انوارِ خورشید

فاضل وفاق المدارس العربیّۃ پاکستان

فاضل جامعہ مدنیہ، لاہور

المکتبۃ المدنیۃ

دیوبند 247554

تعارف
علماءِ اہلِ حدیث

تالیف

انوارِ خورشید
فاضل وفاق المدارس العربیہ پاکستان
فاضل جامعہ مدنیہ لاہور

ناشر
مکتبہ مدنیہ دیوبند

تفصیلات

نام کتاب	:	تعارف علماء اہلحدیث
مؤلف	:	حضرت مولانا انوار خورشید صاحب
صفحات	:	۱۸۰
طبع ثانی	:	اکتوبر ۲۰۰۰ء
تعداد	:	۲۲۰۰
ناشر	:	مکتبہ مدنیہ دیو بند 247554
باہتمام	:	مدنی برادران
قیمت		

ملنے کے پتے

مکتبہ مدنیہ سفید مسجد دیو بند، فون 23183

مکتبہ الحق ۔ ماڈرن ڈیری، جوگیشوری ۔ ممبئی

فہرست مضامین

گزارش احوال

اکابر احناف کثر اللہ سوادھم پر غیر مقلدین کی جارحانہ تنقیدات اور ان کے متعلق مسلسل غلط پروپیگنڈہ کو دیکھتے ہوئے بارہا ارادہ ہوا کہ ان حضرات کو لگام دینے کے لیے ان کے اکابر کے حالات و واقعات اور ان کے مزعومہ اجتہادات جو خود ان کی کتابوں میں بکھرے ہوئے ہیں انہیں یکجا کر کے عوام کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ سادہ لوح عوام ان کے مکر و فریب سے بچیں اور اکابر احناف کثر اللہ سوادہم کے متعلق کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔ جمعیت اہل سنت، لاہور کی طرف سے شائع کردہ رسائل اہل حدیث جلد اول و دوم کے مقدمات کو پڑھا تو محسوس ہوا کہ کسی حد تک ہماری ضرورت پوری ہو گئی ہے (گو کہ اس موضوع پر تفصیل سے لکھنے کی ابھی ضرورت ہے) ان مقدمات میں غیر مقلدین کے اکابر کے متعلق بہت سی باتیں آگئی ہیں جو فائدہ سے خالی نہیں۔ ان مقدمات کی افادیت کے پیش نظر خیال ہوا کہ ان کو علیحدہ کتابی شکل میں چھاپ دیا جائے تاکہ ہر کس و ناکس ان سے فائدہ اٹھا سکے۔ چنانچہ خدام امام ابوحنیفہؒ ان مقدمات کو ان کی اصل شکل میں جزوی ترمیم کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔

ترمیم فقط اس حد تک ہے کہ بعض حوالہ جات دوسری کتب کے حوالے سے دیئے گئے تھے کیونکہ اس وقت وہ کتب دستیاب نہ تھیں اب ان کے طبع ہو جانے پر اصل کتب کے حوالے درج کر دیئے گئے نیز بعض مقامات پر طباعت میں کچھ اغلاط رہ گئی تھیں انکی تصحیح کرا دی گئی۔ بعض عبارات میں کچھ سقم تھا وہ دور کر دیا گیا

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ خدام امام ابوحنیفہؒ کی اس کاوش کو قبول و منظور فرمائے اور لوگوں کے لیے ان مقدمات کو اصلاح کا ذریعہ بنائے

وما علینا الا البلاغ

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ متحدہ ہندو پاک میں اسلام لانے والے اور اسلام کی نشر واشاعت کرنے والے سب مسلمان اہل سنت والجماعت حنفی تھے۔ سلاطین بھی اکثر وبیشتر حنفی تھے۔ اسی لیے کئی صدیوں تک یہاں اسلامی قانون کی حیثیت سے فقہ حنفی نافذ رہی۔ اسی کے مطابق احکامات جاری ہوتے تھے اور اسی کے مطابق فیصلے ہوتے تھے۔ اور فقہ حنفی کی روشنی میں شریعت پر عمل کرنے میں کسی قسم کا کوئی اختلاف و انتشار نہیں تھا چنانچہ اس حقیقت کا اظہار نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی بھی فرماتے ہیں

نواب صاحب لکھتے ہیں

"خلاصۂ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں۔ اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل، قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے ہیں۔" [1]

بدقسمتی سے اس سرزمین پر جب انگریز کے منحوس قدم پڑے اور اس کا تسلط یہاں پر ہوگیا تو اسکے ساتھ ہی دین بیزاری، ذہنی انتشار اور فکری آوارگی کا ایک شدید سیلاب بھی آگیا۔ انگریز نے اس خطہ سے اسلام کو مٹانے کی ہر ممکن کوشش کی۔ ہزاروں علماء اور لاکھوں مسلمانوں کو تہ تیغ کیا لیکن وہ اسلام کے جیالے سپاہیوں کے دلوں سے اسلام

---

[1] صدیق حسن خان بھوپالی بنواب ترجمان وہابیہ صنا طبع مطبع محمدی لاہور

کو نکالنے میں ناکام رہا۔ اور اسلام کو مٹانے کے لیے اس کی ناپاک کوششیں کامیاب نہ ہوئیں، فرنگی شاطر نے جب یہ دیکھا کہ وہ ظلم و ستم کے ذریعے اسلام کو ختم نہیں کر سکتا تو اس نے اس کام کے لیے اہل اسلام میں سے چند افراد کو خریدا تاکہ وہ انگریز کے اصول ڈیوائڈ اینڈ رول "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے تحت امت مسلمہ کے شیرازہ کو بکھیریں انگریز نے انہیں اس کام کے لیے ہر قسم کی مدد فراہم کی۔ بیشمار دولت اور بڑی بڑی جائیدادیں دیں انگریز کے ان پروردہ وزر خرید لوگوں نے اپنے آقا کی اس خطرناک سکیم کو بڑی تندہی کے ساتھ عملی جامہ پہنایا، نتیجۃً امت مسلمہ کا اتحاد پارہ پارہ ہوگیا اور اتحاد و اتفاق کی جگہ نفاق و شقاق اور اختلاف و انتشار نے لے لی بہت سے جدید فتنے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جنہوں نے امت مسلمہ کے امن و چین کو برباد کر دیا۔

ان فتنوں میں سے ایک عجیب فتنہ غیر مقلدیت کا ہے۔

اس فتنے کے بانیین نے عمل بالحدیث کی آڑ میں تقلید کا انکار کیا اور ان اعمال کو رواج دینے کی سعی کی جو یا تو ائمہ اربعہ میں مختلف فیہ ہیں یا بالکل متروک ہو چکے ہیں اور ائمہ اربعہ کے مقلدین میں سے کسی کا بھی ان پر عمل نہیں ہے اور نہ خود اجتہادی کے نشے میں ایسے ایسے مسائل کو تختہ مشق بنایا جو خیر القرون سے ائمہ مجتہدین کے درمیان اجماعی اور متفق علیہ چلے آ رہے ہیں اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ اسلاف سے بدگمانی پیدا ہوئی۔ رفتہ رفتہ ان کی باتوں پر نکیر۔ اور خود ان پر بدزبانی ہونے لگی انجام کار۔ گھر گھر سر پھٹول، روائی جھگڑے اور سرکاری مقدمات کی نوبت آنی شروع ہوگئی۔ انگریز تو چاہتا ہی یہی تھا کہ مسلمان تفاق و اتحاد سے نہ رہیں اس لیے اس نے ان لوگوں کی خوب حوصلہ افزائی کی اور انہیں ہر قسم کی امداد و اعانت فراہم کی۔ (جس کی قدرے تفصیل اسی مقدمہ میں آگے آ رہی ہے) دوسری طرف غیر مقلدین نے بھی انگریز کی حکومت کو اپنے لیے ابر رحمت سمجھتے ہوئے اسے مستحکم کرنے

اور انگریز کے مخالفین کو کچلنے کے سلسلہ میں انگریز کی مکمل حمایت اور بہر نوع اس کا تعاون کیا ؎

دونوں طرف ہے آگ برابر لگی ہوئی

اس لیے یہ بات ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ غیر مقلدیت کا فتنہ انگریز کا کھڑا کیا ہوا ہے۔ متحدہ ہندوستان میں انگریز کی آمد سے پہلے اس کا کوئی وجود نہ تھا، اس سلسلہ کے کچھ شواہد پیش کیے جاتے ہیں یہ شواہد ہمارے طبع زاد نہیں ہیں بلکہ یہ وہ حقائق ہیں جو غیر مقلدین کی کتب میں بکھرے ہوئے ہیں ہم نے صرف انہیں اکٹھا کر دیا ہے ؎

انہیں کے مطلب کی کہہ رہا ہوں   زبان میری ہے بات ان کی

۱۔ انگریز کی آمد سے پہلے متحدہ ہند وپاک میں کوئی مسلمان بھی تقلید کا منکر نہ تھا سب اہل سنت والجماعت حنفی تھے

نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں۔

"خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے" [۱]

جب سے اس سرزمین پر انگریز کے منحوس قدم آئے تو دین و مذہب سے آزادی اور بے راہ روی کی رو بھی چل نکلی

مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں۔

"اے حضرات! یہ مذہب سے آزادی اور خود سری و خود اجتہادی

---

[۱] صدیق حسن خان   ترجمان وہابیہ صفحہ ۱۰

کی تیز ہوا یورپ سے چلی ہے اور ہندوستان کے ہر شہر و بستی و کوچہ و گلی میں پھیل گئی ہے جس نے غالباً ہندوؤں کو ہندو اور مسلمانوں کو مسلمان نہیں رہنے دیا۔ حنفی اور شافعی مذاہب کا تو کیا پوچھنا ہے۔"[1]

آزادی کی یہ ہوا اتفاقاً نہیں چلی تھی بلکہ اس میں انگریزی حکومت کی منشا و مرضی بھی شامل تھی چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں

"فرمانروایان بھوپال کو ہمیشہ آزادگئ مذہب میں کوشش رہی جو خاص منشاء گورنمنٹ انڈیا کا ہے ...... دولت عالیہ برٹش نے اس معاملہ میں قدیماً و حدیثاً ہر جگہ انصاف پر نظر رکھی ہے کسی جگہ مجرد تہمت و افتراء پر کارروائی خلاف واقع نہیں فرمائی بلکہ اشتہار آزادی مذہب جاری کیے۔"[2]

مزید لکھتے ہیں:۔

"اگر کوئی بدخواہ و بداندیش سلطنت برٹش کا ہوگا تو وہی شخص ہوگا جو آزادگئ مذہب کو ناپسند کرتا ہے اور ایک مذہب خاص پر جو باپ دادوں کے وقت سے چلا آتا ہے جما ہوا ہے۔"[3]

ایک اور مقام پر یوں رقمطراز ہیں:۔

"یہ آزادگی ہماری مذاہب جدیدہ (حنفی شافعی وغیرہ مذاہب، ناقل) سے عین مراد قانون انگلشیہ ہے۔"[4]

---

[1] محمد حسین بٹالوی : مولوی — اشاعۃ السنۃ ج ۹، ش ۸، ص ۲۵۱

[2] صدیق حسن خان — ترجمان وہابیہ ص ۳

[3] صدیق حسن خان — ترجمان وہابیہ ص ۵

[4] ″ ″ — ترجمان وہابیہ ص ۲۰

ان حوالہ جات سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ غیر مقلدیت جس میں مذہبی آزادی اور ذہنی و فکری آوارگی پائی جاتی ہے وہ اسی برٹش گورنمنٹ کے عہد میں وجود میں آئی ہے۔ اس سے پہلے اس کا وجود نہ تھا۔

۲۔ انگریز کی آمد سے پہلے یہاں کے مسلمان کفار سے جہاد کرتے رہے کسی نے بھی جہاد کے خلاف کوئی فتویٰ نہیں دیا لیکن غاصب انگریز سے جب مجاہدین ہند نے جہاد کیا تو غیر مقلدین نے اس کی سخت مخالفت کی۔ ہندوستان کو "دارالاسلام" قرار دیا اور انگریزی حکومت کے خلاف جہاد کے بالکل ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا۔ بلکہ عزم جہاد کو گناہِ کبیرہ قرار دیا، اور جہاد کرنے والوں کے لیے نہایت سخت الفاظ استعمال کیے۔

نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں :۔

"کل مسلمانوں کو سرکار کی مخالفت ناجائز ہے اور کسی شخص کو حیثیتِ موجودہ پر ہندوستان کے دارالاسلام ہونے میں شک نہ ہے۔" [1]

نیز فرماتے ہیں :۔

"جب یہ ملک "دارالاسلام" ہوا تو پھر یہاں جہاد کرنا کیا معنیٰ! بلکہ عزم جہاد ایسی جگہ ایک گناہ ہے بڑے گناہوں سے۔" [2]

ایک مقام پر موصوف کا ارشاد ہے۔

"پس فکر کرنا ان لوگوں کا جو اپنے حکم مذہبی سے جاہل ہیں اس امر میں کہ حکومت برٹش مٹ جائے اور یہ امن و امان جو آج حاصل ہے فساد کے پردہ میں جہاد کا نام لے کر اٹھا دیا جائے سخت نادانی

---

[1] صدیق حسن خان — ترجمان وہابیہ ص ۲۶

[2] " " ص ۵

اور بیوقوفی کی بات ہے۔" ۱؎

مزید رقمطراز ہیں۔

"جو لڑائیاں غدر میں واقع ہوئیں وہ ہرگز شرعی جہاد نہ تھیں اور کیونکر وہ شرعی جہاد ہو سکتا ہے کہ جو امن و امان خلائق کا اور راحت و رفاہ مخلوق کا حکومت انگلشیہ سے زمین ہند میں قائم تھا اس میں بڑا خلل واقع ہوگیا۔" ۲؎

آگے چل کر ارقام فرماتے ہیں:۔

"یہ بغاوت جو ہندوستان میں بزمانہ غدر ہوئی اس کا نام جہاد رکھنا ان لوگوں کا کام ہے۔ جو اصل دین سے آگاہ نہیں اور ملک میں فساد ڈالنا اور امن و امان اٹھانا چاہتے ہیں۔" ۳؎

نواب صاحب جہاد آزادی ۱۸۵۷ء سے اپنی اور اپنے فرقہ کی برأت ظاہر کرتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں۔

"کسی نے نہ سنا ہوگا کہ آج تک کوئی موحد، متبع سنت، حدیث و قرآن پر چلنے والا، بیوفائی اور قرار توڑنے کا مرتکب ہوا یا فتنہ انگیزی اور بغاوت پر آمادہ ہوا۔ جتنے لوگوں نے غدر میں شر و فساد کیا اور حکامِ انگلشیہ سے برسرِ عناد ہوئے وہ سب کے سب مقلدانِ مذہب حنفی تھے۔" ۴؎

۱؎ صدیق حسن خان ترجمان وہابیہ ص۷

۲؎ " " " ص۱۸

۳؎ " " " ص۲۴

۴؎ " " " ص۲۵

قارئین کرام یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ انگریز کے خلاف جہاد کرنے کے مخالف صرف نواب صاحب ہی تھے بلکہ دیکھا جائے تو گروہ غیر مقلدین کے تقریباً سب اکابر و اصاغر جہاد کے مخالف تھے،

ع۔ نہ تنہا من دریں مے خانہ مستم

میاں نذیر حسین دہلوی صاحب کے سوانح نگار "گورنمنٹ انگلشیہ کے ساتھ وفاداری (لوائیلٹی)" کی شہ سرخی کے تحت لکھتے ہیں:۔

"حج کو جاتے وقت جو چھٹی کمشنر دہلی وغیرہ نے میاں صاحب کو دی تھی اس کی نقل سفر حج کے بیان میں ہدیۂ ناظرین کی جائے گی مگر اسی کے ساتھ یہ بتا دینا بھی ضرور ہے کہ میاں صاحب گورنمنٹ انگلشیہ کے کیسے وفادار تھے۔ زمانہ غدر ۱۸۵۷ء میں جبکہ دہلی کے مقتدر اور بیشتر معمولی مولویوں نے انگریزوں پر جہاد کا فتویٰ دیا تو میاں صاحب نے نہ اس پر دستخط کیا، نہ مہر۔ وہ خود فرماتے تھے کہ میاں وہ ہلڑ تھا۔ بہادر شاہی نہ تھی، بیچارہ بوڑھا بہادر شاہ کیا کرتا حشرات الارض خانہ برانداز وں نے تمام دہلی کو خراب، ویران، تباہ اور برباد کر دیا۔ شرائط امارت و جہاد بالکل مفقود تھے ہم نے تو اس فتوے پر دستخط نہیں کیا، مہر کیا کرتے اور کیا لکھتے۔ مفتی صدر الدین خان صاحب چکر میں آگئے۔ بہادر شاہ کو بھی بہت سمجھایا کہ انگریزوں سے لڑنا مناسب نہیں ہے مگر وہ باغیوں کے ہاتھ کٹھ پتلی ہو رہے تھے کرتے تو کیا کرتے"۔[1]

---

[1] فضل حسین بہاری الحیاۃ بعد المماۃ ص ۱۲۷، طبع المکتبۃ الاثریہ سانگلہ ہل

میاں صاحب کے پاس ایک استفتار آیا کہ جہاد فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟ اور اس وقت جہاد ہے یا نہیں۔ میاں صاحب نے اس کے جواب میں فرضیت جہاد کی چار شرطیں بیان فرمائیں اور آخر میں لکھا۔

"پس جب یہ بات بیان ہو چکی تو میں کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں ان چار شرطوں میں سے کوئی شرط موجود نہیں تو کیونکر جہاد ہوگا ہرگز نہیں ہوگا"[۱]

میاں صاحب اپنے آپ کو انگریزی اقتدار کا معاہد قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"علاوہ بریں ہم لوگ معاہد ہیں سرکار سے عہد کیا ہوا ہے پھر کیونکر عہد کے خلاف کر سکتے ہیں۔ عہد شکنی کی بہت مذمت حدیث میں آئی ہے۔"[۲]

ایک اور سائل کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں :

"ہندوستان میں شوکت و قوت اور قدرت سلاح و آلات مفقود ہے اور امان و پیمان یہاں موجود۔ پس جبکہ شرط جہاد کی اس دیار میں معدوم ہوئی تو جہاد کا کرنا یہاں سبب ہلاکت اور معصیت کا ہوگا۔"[۳]

میاں نذیر حسین صاحب کے اس فتوے پر درج ذیل غیر مقلد علماء نے بھی تائیدی دستخط ثبت فرمائے ہیں :

(۱) سید محمد ابوالحسن (۲) سید محمد عبدالسلام ۱۲۹۹ھ (۳) محمد یوسف ۱۳۰۲ھ (۴) محمد عبدالحمید ۱۲۹۱ھ

---

[۱] میاں نذیر حسین فتاوی نذیریہ ج ۲ ص ۴۷۲ مطبوعہ دلی پرنٹنگ ورکس دار السلطنت دہلی

[۲] " " " " " "

[۳] " " " " " "

(۵) محمد عبدالصمد خان بن ملا عبدالواحد ۱۲۹۲ھ (۶) المعتصم بحبل اللہ الاحد ابوالبرکات حافظ محمد ۱۲۹۲ھ (۷) محمد عبدالغفار ۱۲۸۸ھ (۸) محمد عبدالعزیز ۱۲۸۸ھ (۹) محمد اسحٰق ۱۲۵۵ھ (۱۰) شہاب الدین ۱۲۸۸ھ (۱۱) عبدالغفور ۱۲۸۸ھ (۱۲) محمد عبدالخالق عفی عنہ کھولنوی (۱۳) وصیت علی عفی عنہ (۱۴) ابوالفضل محمد عبدالسلام نصیرآبادی (۱۵) محمد سعید عفی اللہ عنہ البنارسی ۔

مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے ۱۸۷۶ء میں انگریز سے جہاد کے خلاف ایک رسالہ " الاقتصاد فی مسائل الجہاد "، لکھا جس میں انہوں نے بزعم خویش یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے اس لیے یہاں جہاد جائز نہیں بلکہ اس وقت دنیا میں کہیں بھی جہاد جائز نہیں

پروفیسر محمد ایوب قادری صاحب لکھتے ہیں :-

" مولوی محمد حسین بٹالوی نے سرکار برطانیہ کی وفاداری میں جہاد کی منسوخی پر ایک مستقل رسالہ " الاقتصاد فی مسائل الجہاد " ۱۲۹۲ میں لکھا۔ انگریزی اور عربی زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے۔ یہ رسالہ سرچارلس ایچی سن اور سرجیمس لائل، گورنران پنجاب کے نام معنون کیا گیا۔ مولوی محمد حسین نے اپنی جماعت کے علماء سے رائے لینے کے بعد ۱۲۹۶ میں یہ رسالہ اشاعت السنۃ کی جلد دوم شمارہ گیارہ میں بطور ضمیمہ شائع کیا پھر مزید مشورہ و تحقیق کے بعد ۱۳۰۶ میں باضابطہ کتابی صورت میں شائع ہوا۔"[1]

اس سلسلہ میں خود مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی رقمطراز ہیں :-

---

[1] محمد ایوب قادری : پروفیسر جنگ آزادی ۱۸۵۷ء، ص ۶۲

"یہ رسالہ میں نے ۱۸۶۷ء میں تالیف کیا اور اس میں علمار اسلام کی رائیں لینے اور ان کا توافق رائے حاصل کرنے کے لیے لاہور سے عظیم آباد پٹنہ تک سفر کیا اور اکابر علمار مختلف فرقہ ہائے اسلام کو یہ رسالہ حرف بحرف سنا کر ان کا توافق رائے حاصل کیا" اور بعض بلاد ہندوستان و پنجاب میں (جہاں راقم خود نہیں جا سکا) اس رسالہ کی متعدد کاپیاں بھجوا کر ان بلاد کے اکابر علمار کا اتفاق رائے حاصل کیا پھر ۱۸۷۹ء میں اس رسالہ کے اصل اصول مسائل کو بہ ضمن ضمیمہ نمبر ۱ جلد ۲ رسالہ اشاعت السنۃ بعنوان استشہاد عام لوگوں میں شائع کیا اور اس میں عام اہل اسلام کو ان مسائل میں اپنی آراء ظاہر کرنے کا موقع دیا جس پر بہت سے مواضع ہندوستان و پنجاب کے (جہاں وہ ضمیمہ پہنچا) صدہا عوام و خواص نے ان مسائل کی نسبت اپنا اتفاق رائے ظاہر کیا۔"[۱]

مزید لکھتے ہیں :-

"اگرچہ اس مضمون منسوخی جہاد کے رسائل گورنمنٹ اور ملک کے اور خیر خواہوں نے بھی لکھے ہیں لیکن جو ایک خصوصیت اس رسالہ میں ہے وہ آج تک کی کسی تالیف میں پائی نہیں جاتی وہ یہ ہے کہ یہ رسالہ صرف مؤلف کا خیال نہیں رہا۔ اس گروہ کے عوام و خواص نے .... اس کو پسند کیا، اور اس سے اپنی آرار کا توافق ظاہر کیا، اس توافق رائے حاصل کرنے کے لیے

---

[۱] محمد حسین بٹالوی، الاقتصاد فی مسائل الجہاد ص ۲،۳

مولف نے عظیم آباد پٹنہ تک ایک سفر کیا تھا جس میں لوگوں کو یہ رسالہ سنا کر اتفاق حاصل کیا اور جہاں خود نہیں پہنچا اس رسالہ کی متعدد کاپیاں ارسال کر کے توافق حاصل کیا۔" [۱]

مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب اپنے رسالہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"اس مسئلہ اور اس کے دلائل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملک ہندوستان باوجودیکہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے۔ دارالاسلام ہے، اس پر کسی بادشاہ کو عرب کا ہو خواہ عجم کا، مہدی سوڈان ہو یا خود حضرت سلطان (ترکی کا بادشاہ)، شاہ ایران ہو خواہ امیر خراسان، مذہبی لڑائی و چڑھائی کرنا جائز نہیں ہے۔" [۲]

آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"ان دو نتیجوں سے ایک اور نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بھی شرعی جہاد کی کوئی صورت نہیں ہے کیونکہ اس وقت نہ کوئی مسلمانوں کا امام موصوف بصفات و شرائط امامت موجود ہے، اور نہ ان کو ایسی شوکت و جمعیت حاصل ہے جس پر وہ اپنے مخالفوں پر فتح یاب ہونے کی امید کر سکیں۔ ہم جب کبھی بعض اخبارات میں یہ خبر دیکھتے ہیں کہ سلطنت روم یا ریاست افغانستان وغیرہ بلاد اسلام سے جہاد کا اشتہار دیا گیا ہے تو ہم کو سخت تعجب ہوتا ہے اور اس خبر کا یقین نہیں آتا اور یہ سوال پیدا

۱؎ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء ص ۶۴ بحوالہ اشاعت السنۃ جلد ۸ ص ۲۶۱-۲۶۲

۲؎ محمد حسین بٹالوی الاقتصاد فی مسائل الجہاد ص ۲۵

ہوتا ہے کہ اس وقت روئے زمین پر امام کہاں ہیں جس کی پناہ
میں اور اس کے امر و اجازت سے مسلمان جہاد کر سکیں اور ایسی
جمعیت و شوکت کس کو میسر ہے جس سے وہ اپنے دشمنوں اور
مخالفوں پر فتح یاب ہونے کی امید رکھیں۔" [1]

قارئین کرام : **ان اقتباسات خصوصاً فتاویٰ اور ان کے مصدقین کو مدنظر رکھنے** کے بعد اس بات میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا کہ غیر مقلد علماء کی بڑی اکثریت اور ان کے جمہور نے انگریز کے خلاف جہاد کرنے کی مخالفت کی ہے :۔

(۳) انگریز کی آمد سے پہلے غیر مقلدین حضرات کے کسی مدرسہ و مسجد کا نام و نشان تک نہیں ملتا اور نہ ہی کسی کتاب یا کم از کم کسی چھوٹے سے رسالہ کا سراغ ملتا ہے جس میں کم از کم نماز کا طریقہ اور اس کے عام پیش آنے والے مسائل کا ذکر ہو ، لیکن جونہی ہندوستان میں انگریز کی آمد ہوتی ہے اور نواب صدیق حسن خان صاحب ، ریاست بھوپال کے لیے ، ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے مقرر کردہ والیہ شاہجہان بیگم کے نکاح میں آتے ہیں جس کے صلہ میں انہیں بے پناہ دولت ملتی ہے تو ہر طرف سے غیر مقلدین کی کتب کی بھرمار ہو جاتی ہے۔ بڑی بڑی کتابیں ان کی شروحات اور تراجم چھپنے لگتے ہیں ۔ اس حقیقت کو سامنے رکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ غیر مقلدین کا وجود ، منحوس انگریز ہی کا رہین منت ہے۔

(۴) ہندوستان میں بسنے والے مسلمانوں میں سے کسی نے انگریز کی اتنی خوشامد اور چاپلوسی نہیں کی جتنی غیر مقلدین نے کی ہے ان حضرات نے اپنے آپ کو انگریزی حکومت کا سب سے زیادہ خیر خواہ ، اور وفادار ثابت کیا ، انگریزی حکومت کو عادل و

---

[1] محمد حسین بٹالوی — الاقتصاد فی مسائل الجہاد ص ۴۷

مہربان گورنمنٹ اور خدا کی رحمت قرار دیتے ہوئے اس کے زیر سایہ رہنے کو اسلامی سلطنتوں کے زیر سایہ رہنے سے بہتر قرار دیا۔

نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

"کوئی فرقہ ہماری تحقیق میں زیادہ تر خیر خواہ اور طالب امن و امان و آسائش رعایا کا اور قدر شناس ہندولست گورنمنٹ کا اس گروہ سے نہیں ہے جو آپ کو اہل سنت و حدیث کہتا ہے اور کسی مذہب خاص کا مقلد نہیں۔" [1]

میاں نذیر حسین صاحب کے شاگرد رشید اور سفر حج کے رفیق مولوی تلطف حسین صاحب نے ایک موقع پر پاشا سے گفتگو کرتے ہوئے کہا:

"ہم یہ کہنے سے معذور سمجھے جائیں کہ انگریزی گورنمنٹ ہندوستان میں ہم مسلمانوں کے لیے خدا کی رحمت ہے۔" [2]

مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب تحریر فرماتے ہیں

"اس گروہ اہل حدیث کے خیر خواہ و وفادار رعایا برٹش گورنمنٹ ہونے پر ایک بڑی روشن اور قوی دلیل یہ ہے کہ یہ لوگ برٹش گورنمنٹ کے زیر حمایت رہنے کو اسلامی سلطنتوں کے زیر سایہ رہنے سے بہتر سمجھتے ہیں اور اس امر کو اپنے قوی وکیل اشاعت السنۃ کے ذریعہ سے گورنمنٹ پر بخوبی ظاہر اور مدلل کرچکے ہیں جو آج تک کسی اسلامی فرقہ رعایا گورنمنٹ نے ظاہر نہیں کیا اور

---

[1] صدیق حسن خان — ترجمان وہابیہ ص ۵۸

[2] تلطف حسین بہاری — الحیاۃ بعد المماۃ ص ۴۲

نہ آئندہ کسی سے اس کے ظاہر ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔" لے

مولوی عبدالرحیم عظیم آبادی اپنی کتاب "الدر المنثور فی تراجم اہل صادق فور" میں حکومت برطانیہ کو عادل اور مہربان گورنمنٹ قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"خاص کر فرقہ اہلحدیث کے لیے تو کسی اسلامی سلطنت میں بھی یہ آزادئ مذہبی نہ کہ وہ بلا مزاحمت اپنے تمام ارکانِ دینی ادا کریں، نصیب نہیں جو برٹش حکومت میں انہیں حاصل ہے پس ان کا فرض مذہبی و منصبی دونوں ہے کہ وہ ایسی عادل اور مہربان گورنمنٹ کی مطیع و فرماں بردار رعایا ہوں اور ہمیشہ دعاگوئے سلطنت رہیں۔ فتدبر ولاتکن من الغافلین"۔ ۲ے

غیر مقلدین کے اکابر نے ملکہ وکٹوریہ کے جشن جوبلی پر ملکہ کے حضور سپاس نامہ پیش کیا پھر ۲۴ مارچ ۱۸۸۷ء میں گورنر پنجاب ایچی سن کے حضور اس کی رخصت کے موقع پر ایک سپاس نامہ پیش کیا۔ ۱۸۸۸ء میں ہندوستان کے گورنر جنرل اور وائسرائے لارڈ ڈفرن کے حضور اس کی وطن واپسی کے موقع پر پھر ایک سپاس نامہ پیش کیا یہ سپاس نامے کیا تھے، انگریزی حکومت سے عقیدت و محبت اور وفاداری گورنمنٹ برٹش کا ایک کامل وثیقہ تھے۔ ان میں غیر مقلدین کے علماء و صلحانے گورنمنٹ انگلشیہ کے حضور خوشامد و چاپلوسی کی انتہا کر دی، بخوف طوالت ان کا یہاں ذکر نہیں کیا جا رہا۔ تفصیل کے لیے "اہل حدیث اور انگریز" نامی کتاب ملاحظہ فرمائیں:

(۵) اسلامی تاریخ میں کوئی واقعہ ایسا نہیں ملتا کہ کسی مسلم جماعت نے اپنا مذہبی و مسلکی نام کسی غیر مسلم حکومت سے الاٹ کروایا ہو۔ ہاں ہندوستان کے انگریزی

لے اہلحدیث اور انگریز بحوالہ اشاعت السنۃ ج ۸، شمارہ ۹، ص ۲۶۲

۲ے عبدالرحیم عظیم آبادی الدر المنثور طبع اول ص۲۷

دور میں یہ واقعہ ضرور ملتا ہے کہ غیر مقلدین نے برٹش گورنمنٹ کو یہ درخواست دی کہ انہیں وہابی کے بجائے اہلحدیث کے نام سے مخاطب کیا جائے برٹش گورنمنٹ نے غیر مقلدین کی خدمات کے پیش نظر یہ درخواست منظور کی اور سرکاری دفاتر اور کاغذات میں غیر مقلدین کو وہابی کے بجائے اہلحدیث لکھنے کا حکم دیا۔

مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی غیر مقلد رقمطراز ہیں:

"مولوی محمد حسین بٹالوی نے اشاعت السنۃ کے ذریعہ اہلحدیث کی بہت خدمت کی۔ لفظ "وہابی" آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہلحدیث کے نام سے موسوم کیا گیا .... آپ نے حکومت کی خدمت بھی کی اور انعام میں جاگیر پائی۔" ؎

یہاں ایک سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ غیر مقلدین کو اپنے لیے اہلحدیث نام الاٹ کروانے کی آخر ضرورت کیوں پیش آئی، اس کا جواب آسان پیرایہ میں یہی دیا جا سکتا ہے کہ چونکہ انگریز دشمنوں اور سرفروشوں کو ایک سازش کے تحت وہابی کے نام سے موسوم کر دیا گیا تھا جہاں کوئی انگریز کے خلاف بات کرتا اسے وہابی کہہ دیا جاتا، اب اگر غیر مقلدین کو بھی وہابی کہا جاتا تو انگریز دشمنی کا الزام لگتا اور انگریز کی نمک خواری اور وفاداری میں فرق آتا اور بجائے نوازشات کے دارو گیر سے دوچار ہونا پڑتا اس بناء پر غیر مقلدین نے گورنمنٹ برٹش کے حضور درخواست دے کر اپنا نام بجائے وہابی کے اہلحدیث رکھوالیا۔

یہیں سے غیر مقلدین کے اس مغالطہ کا پردہ بھی چاک ہو جاتا ہے جو وہ عام طور پر

؎ عبدالمجید سوہدروی ... حاشیہ سیرت ثنائی ص ۳۷۲

لوگوں کو دیا کرتے ہیں کہ ہمارا فرقہ نیا نہیں ہے بلکہ قدیم سے چلا آرہا ہے حدیث و تاریخ کی کتابوں میں اہلحدیث کے نام سے ہمارا تذکرہ موجود ہے۔

کیونکہ غیر مقلدین کا فرقہ اگر قدیم سے چلا آرہا ہوتا اور یہ پہلے ہی سے اہلحدیث کے نام سے موسوم ہوتے تو اب انہیں انگریزی حکومت کو اپنا نام اہلحدیث رکھوانے کی درخواست نہ دینی پڑتی۔ معلوم ہوا کہ یہ ان حضرات کا محض ایک مغالطہ ہے۔ کتب و حدیث و تاریخ میں جہاں کہیں لفظ اہلحدیث دیکھا غلط طور پر سمجھ بیٹھے کہ یہ ہمارے ہی طبقہ کا ذکر ہے:

چہ نسبت خاک را بعالم پاک

(۶) غیر مقلدین حضرات نے برٹش گورنمنٹ کی خوب خدمت کی جس کے صلہ میں انہیں اعزازات و انعامات سے نوازا گیا، دولت وحشمت بھی ملی، اور جاگیریں بھی پائیں۔ نواب صدیق حسن خان صاحب کی شادی والیہ بھوپال سے خاص انگریزی حکومت کی منشاء و مرضی سے ہوئی۔ نواب صاحب اپنی شادی کی روداد خود ذکر فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں؛

نواب صاحب لکھتے ہیں:-

"جب دوسرا سال گزرا رئیسہ معظمہ نے اپنی زوجیت سے مجھے عزت و افتخار بخشا اور یہ امر باطلاع گورنمنٹ عالیہ وحسب مرضی سرکار انگلشیہ ظہور میں آیا اور یہ علاقہ موجب ترقی و منصب اور عروج و عزت روزافزوں کا ہوا۔ اور چوبیس ہزار روپیہ سالانہ اور خطابات معتمد المہامی سے سرفراز حاصل ہوئی اور خلعت گرامی قیمتی دو ہزار روپیہ مع اسپ و فیل وچنور، پالکی و شمشیر وغیرہ عنایت ہوا بعد چندی خطاب نوابی و امیر الملکی و والاجاھی کا

فیرشلنگ سے سربلندی عطا فرمائی اور اقطاع یک لک روپیہ
سال اوپر مزید مرحمت ہوئے۔" [1]

میاں نذیر حسین صاحب کو ایک میم کی خدمت کے صلہ میں ۱۳۰۰ روپیہ اور وفاداری کے سرٹیفکیٹ ملے، اور شمس العلماء کے خطاب سے سرفراز ہوئے۔

میاں صاحب کے سوانح نگار لکھتے ہیں:

"عین حالت غدر میں جبکہ ایک ایک بچہ انگریزوں کا دشمن ہو رہا تھا مسز لیسنس ایک زخمی میم کو رات کے وقت میاں صاحب اُٹھوا کر اپنے گھر لے آئے، پناہ دی، علاج کیا، کھانا دیتے رہے، اس وقت اگر ظالم باغیوں کو ذری خبر بھی ہو جاتی تو آپ کے قتل اور خانماں بربادی میں مطلق دیر نہ لگتی، طرہ اس پر یہ ہے کہ پنجابی کٹرہ والی مسجد کو تغلباً باغی دخل کیے ہوئے تھے اور اسی سے ملا ہوا زنانہ مکان تھا۔ اسی میں اس میم کو چھپائے ہوئے تھے مگر ساڑھے تین مہینے تک کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ حویلی میں کتنے آدمی ہیں۔ ساڑھے تین مہینے کے بعد جب پوری طرح امن قائم ہو چکا تب اس نیم جان میم کو جو اب بالکل تندرست اور توانا تھی انگریزی کیمپ میں پہنچا دیا جس کے صلہ میں مبلغ ایک ہزار تین سو روپے اور مندرجہ ذیل سارٹیفکٹیں ملیں۔" [2]

(میاں صاحب کو) "شمس العلماء کا خطاب گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف

---

[1] صدیق حسن خاں — ترجمان وہابیہ ص ۲۸

[2] فضل حسین بہاری — الحیاۃ بعد المماۃ: ص ۱۰

سے ۲۲ر جون ۱۸۹۷ء مطابق ۲۱ محرم ۱۳۱۵ روز سہ شنبہ کو ملا۔" ؎

یاد رہے کہ انگریزی حکومت کی طرف سے شمس العلماء کا خطاب صرف میاں نذیر حسین صاحب ہی کو نہیں ملا۔ بلکہ غیر مقلدین کے بہت سے علماء و زعماء شمس العلماء و خان بہادر کے خطاب سے سرفراز ہوئے ہیں۔ مولوی عبدالرحیم عظیم آبادی نے اپنی کتاب "الدر المنثور فی تراجم اہل صادقفور" میں ان غیر مقلد علماء و زعماء کی فہرست ذکر کی ہے جنہیں انگریزی حکومت کی طرف سے شمس العلماء و خان بہادر کا خطاب ملا ہے۔ ذیل میں وہ فہرست ذکر کی جاتی ہے۔ ایک نظر اس پر بھی ڈالتے چلیں:

نمبر ۱ : شمس العلماء جناب حضرت مولانا محمد سعید قدس سرہ ساکن محلہ مغلپورہ شہر پٹنہ

نمبر ۲ : شمس العلماء جناب حضرت مولانا محمد حسن رحمۃ اللہ علیہ ساکن محلہ صادقپور شہر پٹنہ

نمبر ۳ : شمس العلماء، برادرم عزیز مولوی عبدالرؤف مرحوم و مغفور ساکن محلہ صادقپور شہر پٹنہ

نمبر ۴ : شمس العلماء مولوی امجد علی صاحب ایم۔ اے پروفیسر میور سنٹرل کالج الہ آباد ساکن صادقپور پٹنہ

نمبر ۵ شمس العلما جناب حضرت مولانا نذیر حسین مدظلہ محدث دہلوی ساکن سورج گڑھ ضلع مونگیر

نمبر ۶ مولوی محمد یوسف جعفری رنجور

نمبر ۷ خان بہادر جناب قاضی سید محمد اجمل مرحوم ساکن قصبہ باڑہ ضلع پٹنہ

نمبر ۸ خان بہادر جناب قاضی مولوی فرزند احمد صاحب سلمہ ساکن گیا۔ ؎

مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب کو انگریز سے جہاد کرنے کے خلاف رسالہ

؎ عبدالرحیم عظیم آبادی الدر المنثور ٹائٹیل ص ۲

"الاقتصاد فی مسائل الجہاد" لکھنے پر جاگیر ملی۔

مسعود عالم ندوی صاحب لکھتے ہیں :۔

"معتبر اور ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ اس کے معاوضہ میں سرکار انگریزی سے انہیں جاگیر بھی ملی تھی۔" [1]

نیز رقمطراز ہیں :۔

"اس کتاب پر (مولوی محمد حسین بٹالوی) انعام سے بھی سرفراز ہوئے تھے جماعت اہلحدیث کو فرقہ کی شکل دینے میں ان کا خاص حصہ ہے اور یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے اس سادہ لوح فرقہ میں وفاداری کی خو بو پیدا کی۔ نہ صرف یہ بلکہ دوسرے معاصر علماء کو سرکار کی مخالفت کے طعنے بھی دیئے۔" [2]

مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی غیر مقلد لکھتے ہیں :۔

"آپ نے حکومت کی خدمت بھی کی اور انعام میں جاگیر پائی۔" [3]

قارئین کرام آپ نے غیر مقلدین کی کچھ مختصر سی تاریخ خود ان کی کتابوں کے حوالوں سے، ملاحظہ فرمائی۔ اس سے آپ نے یقیناً یہ اندازہ لگالیا ہوگا کہ غیر مقلدین کا فرقہ سراسر انگریز کا رہینِ منت ہے۔ انگریز کی آمد سے پہلے اس کا کوئی وجود نہیں ملتا۔ غیر مقلدین حضرات نے قرآن وحدیث کی آڑ میں تقلیدِ ائمہ کا انکار کرکے انگریز کی منشار کے مطابق دین متین میں وہ رخنہ ڈالا ہے جس کی نظیر نہیں پیش کی جاسکتی۔ آج ان کا دعویٰ ہے کہ

---

[1] مسعود عالم۔ ندوی ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک ص ۴۲ طبع مکتبہ چراغ اسلام

[2] ″ ″ ″ ″ ص ۱۷۱

[3] عبدالمجید سوہدروی۔ حاشیہ سیرت ثنائی ص ۳۵۲

ہم قرآن وحدیث کا نور پھیلانے والے ہیں۔ ہم کسی امتی کے مقلد نہیں۔ براہ راست حضور کی اتباع کرتے ہیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اپنے دعویٰ میں بالکل جھوٹے ہیں، شواہد وحقائق ان کے دعوی کی سراسر تغلیط کرتے ہیں۔ اس کی کچھ تفصیل قارئین خود غیر مقلدین کی کتابوں کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں گے۔ درحقیقت یہ لوگ نہایت متعصب ہیں۔ حضرات امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی فقہ سے ان حضرات کو خدا واسطے کا بیر ہے۔ آئے دن فقہ حنفی کے خلاف چھوٹے موٹے پمفلٹ رسالے اور کتابیں شائع کرتے رہتے ہیں جس میں سوائے دجل وفریب کے کچھ نہیں ہوتا۔ حدیث کے نام پر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں ویسے تو تقلید کے منکر ہیں لیکن اپنے مولوی کی بات کو نبی کی بات کی طرح تصور کرتے ہیں۔

ان اوراق میں غیر مقلدین کے چند اکابر کا تذکرہ خود ان کی کتابوں کے حوالے سے پیش کیا جاتا ہے۔ ان حوالہ جات کی روشنی میں قارئین خود اندازہ فرمالیں گے کہ ان حضرات کا قول کیا ہے اور عمل کیا ہے۔

نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی

ریاست بھوپال میں آپ غیر مقلدیت کے بانی ہیں۔ آپ تقلید کو عار سمجھتے ہیں ائمہ اربعہ کے اقوال تو دور رہے آپ صحابہ کرام کی تفسیر قرآن کی حجیت کے بھی قائل نہیں۔ ائمہ فقہ وتصوف بالخصوص حضرت امام ابوحنیفہ سے سوء ظنی رکھتے تھے۔ آپ نے خود اجتہادی کے زعم میں اپنی طرف سے نت نئے مسائل ایجاد کیے جو قرآن وحدیث کے بالکل خلاف ہیں۔

نواب صاحب لکھتے ہیں

” ہم لوگ صرف کتاب وسنت کی دلیلوں کو اپنا دستور العمل

ٹھہراتے ہیں اور اگلے بڑے بڑے مجتہدوں اور عالموں کی طرف منسوب ہونے سے عار کرتے ہیں" [۱]

نواب صاحب فرماتے ہیں:

"حاصل آنکہ حجت بتفسیر صحابہ غیر قائم ست لاسیما نزد اختلاف"[۲]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحابہ کرام کی (قرآن کی) تفسیر سے دلیل قائم نہیں ہوتی خصوصاً اختلاف کے موقعہ پر"

حکیم عبد الحئی لکھنوی لکھتے ہیں:

"وکان لہ سوء ظن بائمۃ الفقہ والتصوف جدا، لاسیما ابی حنیفۃ"[۳]

"آپکو ائمہ فقہ و تصوف، خصوصاً امام ابوحنیفہ سے بہت بدگمانی تھی"[۴]

شاید یہی وجہ ہے کہ نواب صاحب نے حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ان کے تلامذہ کو روایت حدیث میں ضعیف قرار دیا ہے۔ نواب صاحب نے اپنی کتاب بدور الاھلۃ میں ایک حدیث کا ضعف ثابت کرنے کے لیے اس کے ایک راوی ربیع بن صبیح پر ائمہ کرام کی جرح نقل کی ہے لیکن چونکہ کچھ ائمہ نے انہیں شیخ صالح و رجل صالح بھی کہا ہے جس سے ان کی توثیق ہوتی ہے اس لیے نواب صاحب نے اس توثیق کا جواب

---

۱ صدیق حسن خان — ترجمان وہابیہ ص ۲۰

۲ " " — بدور الاھلۃ ص ۳۹

۳ عبد الحی لکھنوی — نزھۃ الخواطر ج ۸ ص ۹۱

۴ نزھۃ الخواطر کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آخر عمر میں جب نواب صاحب کا تعلق حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی حنفی سے ہوا تو آپ کے خیالات میں تبدیلی آ گئی تھی اور آپ نے تصوف اور ائمہ تصوف کے بارے میں سابقہ خیالات سے توبہ کر لی تھی۔

دیا کہ ان ائمہ کے صالح کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہ راوی حدیث میں بھی ثقہ ہو پھر آپ نے اس کی مثال دی کہ دیکھو امام ابوحنیفہ باتفاق مخالف و موافق رجل صالح ہیں لیکن وہ ائمہ حدیث کے نزدیک اپنے تلامذہ کی مانند ضعیف ہیں۔

نواب صاحب کی اپنی تحریر ملاحظہ فرمایئے:۔

"و ابوزرعہ گفتہ شیخ صالح و ابو حاتم گفتہ رجل صالح انتہی و از وصفش بصلاح لازم نمی آید کہ در حدیث ثقہ باشد

چنانچہ امام ابوحنیفہؒ مثلاً صالح ست باتفاق موافق و مخالف ولکن نزد ائمہ حدیث در حدیث ضعیف ست مثل تلامذہ خود" [1]

نواب صاحب کی کتاب "بدور الاھلۃ من ربط المسائل بالادلۃ" سے نواب صاحب کے چند اجتہادی مسائل بطور مشتے نمونہ ازخروارے ذکر کیے جاتے ہیں:۔

نواب صاحب کے نزدیک:۔

نمبر۱: منی، شراب، مردار[2]، کتا، خنزیر[3] تمام جانوروں کا پیشاب[4] سوائے حیض و نفاس کے خون کے باقی تمام جانوروں اور انسانوں کا خون سب پاک ہیں[5]

نمبر۲: عورت کی نماز بغیر تمام ستر چھپائے صحیح ہے عورت تنہا ہو یا دوسری عورتوں کے ساتھ ہو یا اپنے شوہر کے ساتھ ہو یا دوسرے محارم کے ساتھ ہو غرض

---

[1] - صدیق حسن خان بدور الاھلۃ ص ۲۳۵
[2] - " " " ص ۱۵
[3] - " " " ص ۱۶
[4] - " " " ص ۱۵، ۱۶
[5] - " " ص ۸

ہر طرح صحیح ہے زیادہ سے زیادہ مر چھپا لے۔ ؎۱

نمبر۳: مال تجارت اور سونے چاندی کے زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ ؎۲

نمبر۴: دوران حج صحت کر لینے سے حج فاسد نہیں ہوتا اور حج کرنے والے کے ذمہ کسی قسم کا تاوان بھی نہیں ؎۳

نمبر۵: چھ چیزوں کے سوا باقی تمام اشیاء میں سود لینا دینا جائز ہے ؎۴

نمبر۶: جو جانور بندوق کے شکار سے مرجائے وہ حلال ہے۔ ؎۵

نمبر۷: سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے جائز ہیں۔ ؎۶

نمبر۸: قربانی کی ایک بکری بہت سے گھر والوں کی طرف سے کفایت کرتی ہے اگرچہ سو آدمی ہی ایک مکان میں کیوں نہ ہوں ؎۷

نمبر۹: جوان مردوں اور لڑکوں کو چاندی کا زیور پہننا جائز ہے ؎۸

مولوی عبدالحق بنارسی

بنارس اور اس کے مضافات میں ترکِ تقلید کا شیوع آپ کی بدولت ہوا اگر آپ کو غیر مقلدین کا جد امجد کہا جائے تو بجا ہے۔ انکار تقلید کے نتیجہ میں آپ ۔ کے

؎۱ صدیق حسن خاں بدور الاھلۃ ص ۳۶

؎۲ " " " ص ۱۰۲

؎۳ " " " ۱۴۱

؎۴ " " " ص ۲۲۵، ۲۲۴

؎۵ " " " ص ۳۳۵

؎۶ " " " ص ۳۵۲

؎۷ " " " ص ۳۴۱

؎۸ " " " ص ۳۴۶

افکار و نظریات کیا ہو گئے تھے اور آپ نے کیا طرزِ عمل اپنا لیا تھا یہ آپ کے ہمعصر علماء کی زبانی ملاحظہ فرمائیے:

میاں نذیر حسین صاحب دہلوی کے استاذ اور خسر مولانا عبد الخالق صاحب فرماتے ہیں:

"سو بانی مبانی اس طریقہ نو احداث (غیر مقلدیت) کا عبد الحق ہے جو چند روز سے بنارس میں رہتا ہے اور حضرت امیر المومنین (سید احمد شہیدؒ) نے ایسے حرکات ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے اس کو نکال دیا اور علماء حرمین معظمین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا۔ مگر کسی طرح بھاگ کر وہاں سے بچ نکلا پھر اسی کے شاگرد خاص اور پیرو با اخلاص دوسرے شہروں میں مثل عظیم آباد کلکتہ وغیرہ کے کئی حاکم شرع اور علماء صاحب ورع کا کچھ خوف (کیا) تو یہاں اپنے تئیں خلیفہ امیر المومنین کے مشہور کر لوگوں کو اپنے عقائد سے بتدریج مطلع کیا اور جاہلوں کو گمراہ بنایا، جب یہ معاملہ علماء دین اور حضرت کے سچے خلیفوں پر ظاہر ہوا اور اس کے سبب سے بڑا فتنہ و فساد مسلمانوں میں پڑ گیا، یہاں تک کہ باپ بیٹے کا اور بھائی بھائی کا اور خاوند جورو کا اور نوکر آقا کا مخالف بنا اور آپس میں ان کے ایسی پھوٹ ہوئی کہ وہ کام جو دین کا سب پر مقدم تھا اس میں بھی خلل آ گیا لوگ متفرق ہوئے اور ایک ایک کا مخالف بن گیا۔"[۱]

---

۱ عبد الخالق مولانا تنبیہ الضالین برحاشیہ تنویر الحق ص ۲۷

قاری عبدالرحمٰن پانی پتی مرحوم شاگرد حضرت شاہ اسحٰق صاحبؒ لکھتے ہیں:۔

"مولوی عبدالحق صاحب بنارسی نے ہزارہا آدمی کو عمل بالحدیث کے پردہ میں قیدِ مذہب سے نکالا اور مولوی صاحب نے ہمارے سامنے کہا کہ عائشہؓ حضرت علیؓ سے لڑکر مرتد ہوئی اگر بے توبہ مری تو کافر مری (والعیاذ باللہ) اور صحابہ کو پانچ پانچ حدیثیں یاد تھیں ہم کو سب کی حدیثیں یاد ہیں صحابہ سے ہمارا علم بڑا ہے صحابہ کو علم کم تھا، بعد تھوڑے عرصہ کے مولوی عبدالحق صاحب مولوی گلشن علی صاحب کے پاس جو دیوان راجہ بنارس کے شیعہ مذہب تھے گئے اور یہ کہا کہ میں شیعہ ہوں اب ظاہر شیعہ ہوتا ہوں اور میں نے عمل بالحدیث کے پردہ میں وہ کام کیا کہ عبداللہ بن سبا سے نہ بنا تھا، ہزارہا اہل سنت کو قیدِ مذہب سے نکال دیا اب ان کا شیعہ ہونا بہت آسان ہے چنانچہ مولوی گلشن علی صاحب نے تیس روپے ماہواری ان کی نوکری کرادی"۔[1]

میاں نذیر حسین صاحب دہلوی

آپ فرقۂ غیر مقلدین کے شیخ الکل ہیں پہلے آپ اپنے حنفی ہونے کا دم بھرتے تھے لیکن بعد میں کھل کر تقلید کا انکار کرنے لگے آپ نے تقلید کے خلاف "معیار الحق" نامی کتاب لکھی، انگریز کے خلاف جہاد کو ناجائز قرار دیا، انگریز کی خدمت کے صلہ میں نقد انعام، سرٹیفکیٹ اور شمس العلماء کے خطاب سے سرفراز ہوئے دہلی میں غیر مقلدیت کو ایک منظم تحریک کی شکل میں چلانے والے اور انکار تقلید کو ذریع

---

[1] عبدالرحمٰن پانی پتی: قاری کشف الحجاب ص ۲۱

دینے والے سب سے پہلے غیر مقلد آپ ہی ہیں آپ خود کو حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے نواسے حضرت شاہ اسحٰق صاحبؒ کا شاگرد بتلاتے ہیں، اکثر غیر مقلد علماء کے آپ استاذ ہیں۔ غیر مقلدین آپ کو خاتم المحدثین اور شیخ الکل فی الکل، اور ان جیسے ڈھیروں القابات سے نوازتے ہیں، آپ کی تعریف کرتے نہیں تھکتے۔ کیا واقعی آپ حضرت شاہ اسحٰق صاحبؒ کے شاگرد رہیں ؟ اور کیا واقعتاً آپ علم کی اسی سٹیج پر پہنچے ہوئے ہیں جہاں آپ کو غیر مقلدین پہنچا ہوا باور کراتے ہیں یہ آپ میاں صاحب کے ہمعصر علماء کی زبانی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت شاہ اسحٰقؒ صاحب کے تلمیذ اجل اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی مجالس وعظ کے حاضر باش قاری عبدالرحمٰن پانی پتی لکھتے ہیں

"سید نذیر حسین صاحب نے کس روز میاں صاحب سے پڑھا ہے فقط ہجرت کے ایام میں بطمع اغوائے خلق کے ایک ا حدیث اوائل چند کتب کی سنا کر ایک پرچہ سند کا لکھوالیا وعظ میں بھی کبھی جانا نصیب ہوا ہو۔ کبھی کبھی تعطیل میں مسئلہ پوچھنے کو جاتے تھے اور حفیظ اللہ خان صاحب وعظ میں جاتے تھے کبھی کوئی حرف جلالین کا پوچھنے کو آتے تھے اور جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے زمانہ میں تو ان دونوں کا وجود بھی دہلی میں نہ تھا کبھی ان کو ہم نے بڑے شاہ صاحب کے زمانہ میں نہیں دیکھا۔ دونوں میاں صاحب اہل سنت وسنی تھے اور یہ متقی (تقیہ کرنے والے نقل) غیر مقلد بشکل اہل سنت ہیں جس طرح عوام ان کو جناب میاں صاحب کے تلمذ کے وسیلے سے ان کر مانتے ہیں اور اپنا دین برباد کرتے ہیں"۔ لہ

کشف الحجاب ص ۱۳ — عبدالرحمٰن پانی پتی قاری

حکیم عبدالحی صاحب لکھنوی اپنے سفرنامہ "دہلی اور اس کے اطراف" میں لکھتے ہیں:

"روز سہ شنبہ ۱۷ رجب اس وقت بھی ابر و باد ہے اور راستہ بالکل خراب ہے لیکن میں مولانا ممدوح کے پاس جانے کو بالکل تیار ہوں ۷ بجے مولوی صاحب کی درسگاہ جو میری درسگاہ سے بالکل قریب ہے گیا۔ راستہ ایسا خراب ہے کہ دو چار قدم چلنا مشکل معلوم ہوتا ہے وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ بخاری شریف کا سبق شروع ہو گیا ہے اس میں شریک ہو گیا اس کے بعد مقدمہ صحیح مسلم ہوا بالکل سادہ سادہ سا درس ہے مالہٗ و ماعلیہ سے بحث نہیں ہوتی اس کے بعد بیضاوی کا سبق شروع ہوا مولوی صاحب کے بھتیجے مولوی عبدالحفیظ پڑھتے ہیں اس کا سبق بالکل خراب ہوتا ہے پڑھنے والے قطعاً نہیں سمجھتے عبارت بالکل غلط پڑھتے ہیں جس سے سننے والا بھی صحیح مطلب اخذ نہیں کر سکتا مولوی صاحب کی نسبت سوءِ فہم کا گمان سوءِ ظن ہے کیا عجب ہے کہ کبرسنی کی وجہ سے اخذ مطلب کے متحمل نہ ہو سکتے ہوں۔ شواہد میں اعشیٰ کا ایک شعر آ گیا۔ اس میں دیر تک قاری و سامع متوجہ رہے مگر پھر بھی ناکامیاب رہے مولوی صاحب نے فرمایا حل الابیات ہمارے پاس ہے اس میں خوب حل کر دیا ہے میرے دل میں بار بار آتا تھا کہ میں کچھ بولوں مگر مولوی صاحب کی خفگی کی وجہ سے نہیں بولا وہ بہت جلد خفا ہو جاتے ہیں اور طالب علموں کو الفاظ سخت و درشت کہتے ہیں......... یہ مصرع بہت پڑھتے ہیں ع

عیسیٰ کے اصطبل میں کوئی خر بھی چاہیئے۔ اور طالب علم ان کا سننا

بھی فخر وسعادت سمجھتے ہیں یہ رو سیاہ ان باتوں کے سننے کو بسبب اجنبیت کے گوارہ نہیں کرسکتا۔ افسوس ہے کہ بیضاوی صرف نام ہی کے واسطے پڑھی جاتی ہے کاش اس کی جگہ پر حدیث کا سبق ہوتا تو گو وہ نہ سمجھیں لیکن الفاظ نبوی کے ادا ہونے سے ثواب میں داخل ہوتے۔ مولوی صاحب نے اثنا سبق میں بیضاوی کی نسبت بھی الفاظ نا ملائم کہے کہ وہ فلسفی تھا کچھ نہیں سمجھتا آیات بینات کو اپنی قابلیت جتانے کے واسطے مشکل کر دیا ہے شاہ ولی اللہ صاحب کبھی اس کو نہیں دیکھتے تھے ان کو اس کی طرف بالکل اعتناء نہ تھا الیٰ آخرہ اس کے بعد اور سبق بھی ہوتے رہے۔ میں خاموشی سے سنتا رہا طالب علم اکثر سمجھدار بھی ہیں لیکن متعصب اور بیباک حنفیہ کے اقوال کی طرف بالکل اعتنار نہیں کرتے بلکہ کبھی کبھی نام آتے ہی ناک بھوں چڑھاتے ہیں " ؎

جیساکہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ میاں صاحب پہلے پہل حنفی ہونے کا دم بھرتے تھے اس لیے پہلے آپ رفع یدین بھی نہیں کرتے تھے لیکن جب آپ تارک تقلید ہوئے تو فرقہ نیچریہ کے بانی سرسید کے کہنے پر آپ نے رفع یدین کرنا شروع کر دیا مشہور مؤرخ شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

" سرسید ۱۸۹۵ء کے ایک خط میں یعنی اپنی وفات سے تین سال پہلے لکھتے ہیں:

میں نے وہابیوں کی تین قسمیں قرار دی ہیں۔ ایک وہابی، دوسرے

؎ عبد الحی لکھنوی حکیم دہلی اور اس کے اطراف ص ۲۷۔ ۲۸

وہابی کریلا۔ تیسرے وہابی کریلا نیم چڑھا۔ میں اپنے تئیں تیسری قسم میں قرار دیتا ہوں......... جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی کو میں نے ہی نیم چڑھا وہابی بنایا ہے وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر اس کو سنت ہدیٰ جانتے تھے میں نے عرض کیا نہایت افسوس ہے کہ جس بات کو آپ نیک جانتے ہیں لوگوں کے خیال سے اس کو نہیں کرتے جناب ممدوح میرے پاس تشریف لائے تھے جب یہ گفتگو ہوئی میں نے سنا کہ میرے پاس سے اٹھ کر وہ جامع مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے گئے اور اس وقت سے رفع یدین کرنے لگے۔"[1]

میاں صاحب جب تارک تقلید ہوئے تو آپ نے افعال صحابہ کی حجیت کا بھی انکار کیا آپ فرماتے ہیں:

"افعال الصحابة رضی اللہ عنہم لا تنتہض للاحتجاج بہا"

یعنی صحابہ کے افعال سے حجت شرعیہ قائم نہیں ہو سکتی۔"[2]

نیز آپ کو فقہائے کرام بالخصوص حضرت امام اعظم رح اور ان کی فقہ سے کد ہو گئی انتہا یہ کہ مطاعنِ امام ابو حنیفہ کی جستجو میں شیعوں سے استمداد کرنے سے بھی گریز نہیں کیا۔ قاری عبد الرحمٰن پانی پتی مرحوم لکھتے ہیں:۔

"مولوی نذیر حسین صاحب نے سید محمد مجتہد شیعہ سے بذریعہ خطوط مطاعن ابو حنیفہ کے طلب کیے اور بہت آپ کی بالکل طرف

---

[1] محمد اکرام شیخ   موج کوثر ص۶۹-۷۰

[2] مظالم روپڑی ص۵۰ بحوالہ فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص۱۹۶

مطاعن ائمہ فقہا اور تجہیلات صحابہ کے مصروف ہے اور مدار قول ابوحنیفہ کا جو قرآن یا حدیث صحیح ہے اس سے بالکل چشم پوشی ہے سب عبادات اور دینیات کو چھوڑ کر فقط مطاعن صحابہ اور فقہا کو عبادات اور جہاد قرار دے کر مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کو عبادت عظمیٰ قرار دیا اور اپنی نافہمی سے احادیث کو یا اپنی جہالت سے موضوعات کو حدیث قرار دے کر مخالفت ابوحنیفہ کی طرف نسبت کی ہے لہذا مولوی نذیرحسین کے شیعہ ہونے میں شبہ نہیں ہے۔“ ؎

غیر مقلدیت کی ترویج اور حنفیت کی تردید کے سلسلہ میں میاں صاحب کی مساعی بالآخر رنگ لائیں اور میاں صاحب کے شاگردوں اور متعلقین نے احناف کے ساتھ جو سلوک کیا تاریخ اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتی کھلے عام احناف پر تبرا بازی کی جاتی تھی ان کی عورتوں کو بغیر طلاق کے حلال اور خود ان کو مستحل الدم قرار دینے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا تھا ان واقعات کو تحریر کرتے ہوئے قلم تھراتا اور دل لرزتا ہے بادل نخواستہ ہم صرف دو واقعات ذکر کرتے ہیں انہیں پر آپ باقی حالات کو قیاس کر لیجئے،

حکیم عبدالحیؒ لکھنوی لکھتے ہیں:۔

”روز جمعہ ۲۷ رجب (۱۳۱۲ھ) آج صبح سے دوپہر تک قیام گاہ میں رہا، دوپہر کو کھانا کھا کر جامع مسجد نماز کے واسطے گیا۔ نماز کے بعد چار جگہ وعظ ہونے لگا منبر پر مولوی محمد اکبر وعظ

؎ عبدالرحمٰن پانی پتی کشف الحجاب ص ۹

کہتے ہیں یہ بزرگ حنفیوں کا خوب خاکہ اڑاتے، دل کھول کر تبرا کرتے ہیں اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہدایہ پڑھانے سے توبہ کی ہے فرماتے تھے کہ " آج کون ہے کہ جس نے ہدایہ پڑھانے سے توبہ کر کے کلام مجید کی تعلیم شروع کی ہو سب جہنم میں جائیں گے" اور وعظ میں ہر ہر بات پر اپنی بڑائی بیان کرتے ہیں ہر آیت کو اہل دہلی اور اپنے اوپر اتارتے ہیں اہل دہلی کو ظالمین اور مشرکین سے ملاتے ہیں اور اپنے تئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عیاذاً باللہ دوسرے صاحب میذنہ کے پاس بھی اسی طور پر حنفیہ کا خاکہ اڑا رہے تھے لیکن کف لسان کے ساتھ۔ تیسرے صاحب دوسری جانب میذنہ کے محدثین ومتبعین سب کی خبر لے رہے تھے انحنا وقیام تعظیمی کے منع کرنے پر سخت سست کہہ رہے تھے چوتھے صاحب حوض پر کچھ مناجاتیں اور نعتیہ غزلیں پڑھ کر لوگوں کو اپنی طرف راغب کر رہے تھے الغرض ایک ہڑبونگ تھا۔ اس ہڑبونگے پن کو دیکھ کر نہایت افسوس ہوا خدا کی مرضی میں کسی کو دخل نہیں۔ جب سلطنت اسلام جاتی رہی تو جس کا جو جی چاہے کرے"۔[1]

ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

" یہ بھی قصہ مولوی عبدالعلی صاحب نے بیان کیا کہ سبزی منڈی یہاں سے بہت قریب ہے اس محلہ میں ایک مولوی صاحب اگر

---

[1] عبدالحیٔ لکھنوی دہلی اور اس کے اطراف ص ۶۸،۶۹

رہتے تھے، وہ غیر مقلد تھے۔ دن کو میاں صاحب کے مدرسہ میں
رہتے تھے اور رات کو وہاں کرایہ سے مکان تھا اس میں ایک بیوی صاحبہ
بھی تھیں اسی محلہ میں ایک کبیر السن میاں جی رہتے تھے وہ پابند اوقات
تھے۔ محلہ کے لوگ ان کی تعظیم کرتے تھے ایک دن ایک بڑھیا نے ان
سے آکر کہا کہ مولوی صاحب کی بیوی نے آپ کو بلایا ہے، کھڑے کھڑے
ذری کی ذری سن جایئے میاں صاحب گئے پردہ کے پاس بیوی صاحب
نے آکر کہا کہ آپ باخدا آدمی ہیں مجھ کو للّٰہ اس ظالم کے پنجہ سے
چھڑایئے انہوں نے کہا خیر ہے؟ اس نے کہا خیر کہاں ستر ہے، یہ
میرا پیر ہے میں اس کی مرید، میرے خاوند موجود ہیں دھوکہ سے مجھے
نکال لایا ہے۔ میاں جی صاحب کو سن کر نہایت ہی تعجب ہوا اور واقعی
تعجب کی بات ہے میں نے یہاں تک جب قصہ سنا تو مجھ کو عجیب
حیرت ہوئی مولوی صاحب فرمانے لگے کہ میاں صاحب نے اس کی
تسلی تشفی کی۔ اس کے بغیر چلے آئے لیکن موقعہ کے منتظر رہے، ایک
دن مولوی صاحب سے خلوت میں کہا کہ مجھ کو تنہائی میں آپ
سے ایک راز کہنا ہے بشرطیکہ وہ کسی پر ظاہر نہ ہونے پائے، آپ
تک رہے، انہوں نے کہا فرمایئے، میاں جی صاحب نے کہا کہ
میں بھی آپ کا ہم مذہب ہوں مگر حضرت کیا کیجیے اس محلہ کے
لوگ ایسے سخت ہیں آپ جانتے ہیں کہ یہ لوگ آدمی مار ڈالتے
ہیں اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی۔ اگر میں اظہار کردوں تو خدا جانے
میری کیا حالت ہو، مولوی صاحب نے کہا خیر یہ بہت مناسب
ہے آپ اپنا مطلب بیان کیجیے۔ انہوں نے کہا اصل یہ ہے۔

کہ اس محلہ میں ایک عورت سے مجھ کو کمال درجہ کی الفت ہے لیکن اس کے خاوند موجود ہے میں چاہتا ہوں کوئی ایسی تدبیر ہو کہ وہ میرے قابو میں آجائے اور شریعت میں بھی جائز ہو انہوں نے کہا کہ یہ کوئی دشوار امر نہیں ہے یہ لوگ یعنی حنفی المذہب مستحق الدم ہیں ان کا مال مال غنیمت ہے، ان کی بیویاں ہمارے واسطے جائز ہیں آپ قابو میں لا سکتے ہوں تو شوق سے لائیے انہوں نے کہا بس مجھ کو یہی چاہیئے تھا اور وہاں سے چلے گئے دوسرے وقت محلہ کے عمائد سے یہ قصہ بیان کیا اور یہ شرط کر لی کہ ان کو جان سے نہ ماریں ان لوگوں نے اس کے خاوند کو بلا بھیجا. جب مولوی صاحب نماز کے واسطے آگے بڑھے تو ایک شخص نے نہایت درشتی کے ساتھ ان کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیا اور نہایت ہی مرمت کی، اور خاوند اپنی جورو کو لے کر چلا گیا، یہ واقعہ حال ہی کا ہے مجھ کو اس کے سننے سے عورت کے نکال لانے پر اتنا استعجاب نہیں ہوا جتنا ان کا حنفیہ کے مستحل الدم سمجھنے پر تعجب ہوا باوجودیکہ اس میں کچھ نہیں ہے، بھوپال میں عبداللہ نابینا کہتا ہے کہ دنیا میں صرف ڈھائی مسلمان ہیں، مولوی محمد بشیر صاحب حنفیہ کو مشرک سمجھتے ہیں۔"[1]

میاں صاحب کے ایک شاگرد مولوی رحیم بخش پنجابی نے تقلید کے خلاف ایک کتاب لکھی۔" اشاعت الدین المتین فی رد التقلید والمقلدین۔" اس کتاب میں مولوی صاحب نے جی بھر کر تقلید کو برا کہا اور سب وشتم کی حد کر دی۔ اس کتاب کے

---

[1] عبدالحیٔ لکھنوی دہلی اور اس کے اطراف ص ۵۹ - ۶۰

چند اقتباسات ملاحظہ فرمایئے۔ مولوی رحیم بخش کا کہنا ہے:

"تقلید شخصی کسی ایک امام کی حقیقت میں گمراہی اور شرک فی العبادت ہے۔"[۱]

مولوی صاحب لکھتے ہیں:

"فرقہ حنفیہ مرجیہ کو فیہ بباعث عقیدۂ گندیدۂ ارجار کے فرق ضالہ اہل ہوا و بدعت میں داخل ہے اور طائفہ ناجیہ مہدیہ، محمدیہ اہلِ سنت والجماعت عامل ماانا علیہ واصحابی سے، پس اسی وجہ سے اکابرین محدثین ائمہ الدین اہل سنت والجماعت اصحاب حدیث مثل امام مالک، وامام شافعی........نے اپنی اپنی مرویات وتصنیفات ہدایت آیات کتب حدیث مثل صحاح ستہ وغیرہ میں ابی حنفیہ کو فی راس المرجیہ اور اس کے مقلدین مضلین فرقہ مرجیہ سے ایک حدیث تک بھی روایت نہیں کی۔"[۲]

مولوی صاحب کے چند اشعار تقلید اور اہل تقلید کے متعلق ملاحظہ فرمائیں:-

"کیا ہے بے حیا اس مرتبہ تقلید نے ان کو
کہ ہر دم افترا کرنے کو ہیں تیار بد مذہب
مقلد افترا وکذب کے ہر دم پوجاری ہیں
گلے میں ڈال کر تقلید کا زنار بد مذہب
روا ہے افترا و کذب یارو ان کے مذہب میں
بھلا پھر کیوں نہ بولیں جھوٹ یہ ہر بار بدمذہب

---

[۱] رسلوٰۃ خلف غیر المقلدین ص ۴-۵ بحوالہ اشاعت الدین المتین ص ۵

[۲] " " " " ص ۸-۹ " " ص ۴۴

نشۂ تقلید شخصی سے مقلد مست لا یعقل
کہ بکتے جھوٹ ہیں یارو بلا تکرار یہ ہر بار بد مذہب
ازل کے روز سے ہے جھوٹ یارو ان کی طینت میں
نہ بولیں گے کبھی سچ فاجر و بدکار بد مذہب
تراب اب ہوگیا شہرہ یہ عالم میں بحمد اللہ
کہ ہیں مشرک مقلد جھوٹے بے تکرار بد مذہب " لہ

قارئین یہ ساری کتاب اسی قسم کی متعفن عبارت سے بھری ہوئی ہے جا بجا مقلدین کو کتے اور خنزیر سے تشبیہ دی گئی ہے اس کتاب کا جو اثر احناف کو ہونا تھا وہ ظاہر ہے وقت کے سنجیدہ علماء نے میاں صاحب سے مولوی صاحب کی شکایت کی اور درخواست کی کہ اسے اس طرح کی باتوں سے منع کر دیں۔ بجائے اس کے کہ میاں صاحب اپنے شاگرد کو منع کرتے یہ جواب دیا کہ اگر وہ تمہیں یا مقلدین کو کافر و مشرک اور بے ایمان بد مذہب کہتے ہیں تو آپ ان سے دلائل طلب کیجئے

مولانا ابو الفرح عبد الحمید حنفی پانی پتی اس پر احتجاج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" اس سب وشتم میں میاں نذیر حسین دہلوی و نیز دیگر علماء غیر مقلدین شریک ہیں کیونکہ علی العموم یہ رسالہ سب غیر مقلدین کی خدمت میں بھیجا گیا ہے بالخصوص نذیر حسین صاحب دہلوی کی کیونکہ اسی رسالہ کے صفحہ ۶ سطر ۶ میں ایک چھٹی چھپی ہے جس میں خاص کر میاں نذیر حسین صاحب سے مقلدین نے یہ کہا ہے کہ آپ کا شاگرد رشید رحیم بخش تمام علماء اہل اسلام مقلدین کو یہودیوں اور نصرانیوں

لہ لاصلوٰۃ خلف غیر المقلدین ص ۱۰ بحوالہ اشاعت الدین المتین ص ۵۵

کے علماء کی مانند بتاتا ہے اور سب کو مشرک اور بے ایمان کہتا ہے اور کافرین و مشرکین کا خطاب دے کر پکارتا ہے آپ اس کو منع کر دیں اس کے جواب میں میاں نذیر حسین صاحب نے ایک چھٹی ۲۹ جمادی الاولی ۱۳۰۲ھ کو بدین مضمون لکھی کہ ٭ اگر وہ تمہیں یا مقلدین کو کافر و مشرک اور بے ایمان بدمذہب کہتے ہیں تو آپ ان سے دلائل طلب کیجئے۔" (دیکھو رسالہ مذکورہ صفحہ ، سطر ۸) پس اس سوال و جواب کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ میاں نذیر حسین صاحب غیر مقلدوں کے قبلہ و کعبہ اس بدزبانی اور گستاخی سے نابلد نہیں ہیں اور جان کر ایسا جواب دیتے ہیں کہ ان سے دلائل طلب کرو اور صاف لفظوں میں یہ نہ کہا گیا کہ وہ جھک مارتا ہے اور بُرا کرتا ہے تاکہ اس کی بدزبانی پر مہر لگتی مگر وہ کیوں کہتے جبکہ وہ آپ ہی کا شاگرد رشید استاد کے قدم بقدم چل رہا ہے پھر فرمایئے کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ وہ مشرکین مقلدین کی مسجدوں میں جو یہود و نصاریٰ کی کلیسا ٹھہرتی ہے آکر نماز پڑھیں اور ان مقلدین مشرکین سے خلا ملا ہوں یہی وجہ ہے جو فتویٰ دیا گیا ہے کہ غیر مقلدین ، مقلدین کی مساجد میں نہ آنے پائیں"۔[1]

مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب

مشرقی پنجاب کے شہر بٹالہ میں غیر متقلدیت کو شیوع اور فروغ آپ ہی کی ذات سے ہوا آپ نے انگریز کے حق میں منسوخیٔ جہاد کے متعلق ایک رسالہ "الاقتصاد فی مسائل

---

[1] عبدالمجید پانی پتی لاصلوٰۃ خلف غیر المقلدین ص ۱۱-۱۲

الجہاد، لکھا تھا جس کے صلہ میں آپ کو جاگیر ملی۔ آپ نے ہی برٹش گورنمنٹ سے اپنی جماعت کے لیے اہلحدیث نام الاٹ کروایا تھا آپ وکیلِ اہلحدیث کہلاتے ہیں حضرات ائمہ مجتہدین کے متبعین خصوصًا احناف کی مخالفت میں بہت ہی پرجوش تھے۔ چیلنج بازی اور انعامی اشتہار بازی آپ کا عام مشغلہ تھا۔ پنجاب میں سب سے پہلے آپ ہی نے ۲۰ رکعات تراویح کے متعلق جوکہ صحابہ کرام کے درمیان اجماعی مسئلہ تھا اور ۱۱ صدیوں سے جس پر ساری دنیا میں شرقاً غرباً عمل جاری تھا یہ فتوی دیا کہ تراویح فقط ۸ رکعات ہی سنت ہیں۔

مولوی عبدالمجید سوہدروی لکھتے ہیں

:۔ "لاہور میں آٹھ تراویح کی ترویج آپ ہی سے ہوئی"۔ ؎۱

نواب نورالحسن خان صاحب

آپ نواب صدیق حسن خان صاحب کے صاحبزادے ہیں عقائد و اعمال میں اپنے والد کے نقش قدم پر تھے آپ نے بھی عمل بالقرآن کی آڑ میں اقوال و اجتہاد صحابہ کا انکار کیا۔ اجماعِ امت اور قیاس مجتہد کے منکر ہوکر خود اجتہادی کے زعم میں نت نئے مسائل گھڑے، ذیل میں آپ کے چند وہ مسائل ذکر کیے جاتے ہیں جن میں آپ اپنے والد بزرگوار کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔

نواب نورالحسن خان صاحب لکھتے ہیں :۔

(۱) "اصول میں یہ بات طے ہوگئی ہے کہ صحابہ کا قول حجت نہیں"۔ ؎۲

(۲) "صحابہ کا اجتہاد امت میں سے کسی فرد پر بھی حجت نہیں"۔ ؎۳

؎۱ عبدالمجید سوہدروی — حاشیہ سیرت ثنائی ص۴۵۲

؎۲ نورالحسن خان: نواب — عرف الجادی ص۱۰۱

؎۳ " — " " ص۲۰۷

(۳) "اجماع و قیاس کی کوئی حیثیت نہیں"۔ [1]

(۴) "مشت زنی کرنا ضرورت کے وقت جائز ہے اور اگر فتنہ کا خوف ہو مثلاً یہ کہ عورت کو تانک جھانک کرے گا۔ تو ایسی صورت میں مستحب ہے اور اگر اس حرکت کے بغیر گناہ سے بچنا ممکن نہ ہو تو واجب ہے منقول ہے کہ صحابہ کرام بھی مشت زنی کر لیا کرتے تھے (العیاذ باللہ) اور مشت زنی کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ایسے ہی سمجھے جیسے بدن سے دوسرے فضلات نکلتے ہیں ایسے ہی منی نکل گئی۔" [2]

(۵) "کافر کا ذبیحہ حلال ہے اس کا کھانا جائز ہے۔" [3]

(۶) "بیک وقت چار عورتوں سے زیادہ سے نکاح جائز ہے۔" [4]

(۷) "اونچی قبروں کو زمین کے برابر کر دینا واجب ہے چاہے نبی کی قبر ہو یا ولی کی۔" [5]

(۸) "انبیاء و اولیاء کی قبروں پر نہیں جانا چاہیے تاکہ امر جاہلیت رواج نہ پائے۔" [6]

نواب وحید الزماں صاحب

آپ طبقہ غیر مقلدین میں صحاح ستہ کے مترجم کی حیثیت سے معروف ہیں آپ

۱	نور الحسن خان	عرف الجادی ص ۳
۲	"	" ص ۲۰۷
۳	"	" ص ۱۰
۴	"	" ص ۱۱۱
۵	"	" ص ۶۰
۶	"	" ص ۸۵

اجماع اور قیاس شرعی کو ٹھکرا کر خود اجتہادی کے زعم میں اتنے آگے نکلے ہیں کہ شیعوں کو بھی مات کر گئے ہیں، آپ نے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی افضلیت کا انکار کیا، بہت سے صحابہ کرام پر سب وشتم کیا حتیٰ کہ انہیں فاسق تک کہہ دیا، نت نئے مسائل گھڑے، بطور نمونہ چند مسائل ذکر کیے جاتے ہیں یہ مسائل ایسے دلخراش ہیں جن کے ذکر سے کلیجہ منہ کو آتا ہے صرف تصویر کا ایک رُخ دکھانے کے لیے ذکر کیے جا رہے ہیں:

نواب صاحب لکھتے ہیں:-

(۱) "اس مسئلہ میں قدیم سے اختلاف چلا آیا ہے کہ عثمانؓ اور علیؓ دونوں میں سے افضل کون ہیں لیکن شیخین کو اکثر اہل سنت حضرت علی سے افضل کہتے ہیں اور مجھ کو اس امر پر بھی کوئی دلیل قطعی نہیں ملتی۔" [1]

(۲) "خلفاء راشدین کو گالیاں دینے سے آدمی کافر نہیں ہوتا۔" [2]

(۳) "خطبۂ جمعہ میں خلفاء کے ذکر کا التزام بدعت ہے [3] خطبہ میں سے خلفاء راشدین کے ذکر کو چھوڑ دینا اولیٰ ہے۔" [4]

(۴) "ولید (بن عقبہ) معاویہ (بن سفیان) عمرو (بن عاص) مغیرہ (بن شعبہ) سمرہ (بن جندب) فاسق ہیں۔" [5] العیاذ باللہ۔

(۵) "بھلا ان پاک نفسوں پر معاویہ کا قیاس کیونکر ہو سکتا ہے جو نہ مہاجرین

---

[1] وحید الزمان: نواب حیات وحید الزماں صفحہ ۱۰۲ بحوالہ وحید اللغات مادہ عشم

[2] " " " نزل الابرار ج ۲ ص ۲۰۳

[3] " " " ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۱۰

[4] " " " نزل الابرار ج ۱ ص ۱۵۲

[5] " " " ج ۳ ص ۹۴

ہیں سے نہ انصار میں سے نہ انہوں نے آنحضرت کی کوئی خدمت
کی اور جان نثاری کی بلکہ آپ سے لڑتے رہے اور فتح مکہ کے دن
ڈر کے مارے مسلمان ہوگئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
کے بعد حضرت عثمان کو یہ رائے دی کہ علی اور طلحہ اور زبیر کو قتل
کر ڈالیں۔" [1]

(۶) "ایک سچے مسلمان کا جس میں ایک ذرہ برابر بھی پیغمبر صاحب کی محبت
ہو دل یہ گوارا کرے گا کہ وہ معاویہ کی تعریف اور توصیف کرے
البتہ ہم اہلسنت کا یہ طریق ہے کہ صحابہ سے سکوت کرتے ہیں اس
لیے معاویہ سے بھی سکوت کرنا ہمارا مذہب ہے اور یہی اسلم اور
قرین احتیاط ہے۔ مگر ان کی نسبت کلمات تعظیم مثل حضرت و
رضی اللہ عنہ کہنا سخت دلیری اور بے باکی ہے اللہ محفوظ رکھے۔" [2]

(۷) "رام چندر، لچھمن کرشن جی جو ہندوؤں میں مشہور ہیں، اسی طرح فارسیوں
میں زرتشت، اور چین اور جاپان والوں میں کنفیوس، اور بدھا
اور سقراط و فیثاغورث یونانیوں میں جو مشہور ہیں ہم ان کی نبوت
کا انکار نہیں کرسکتے کہ یہ انبیاء وصلحا تھے۔" [3]

(۸) "عورت سے لواطت کو جائز سمجھنے والا کافر تو کجا فاسق بھی نہیں۔" [4]

---

[1] وحید الزمان : نواب حیات وحید الزمان ص ۱۰۱ بحوالہ وحید اللغات مادہ عز
[2] " " " " ص ۱۰۹
[3] " " " ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۸۸
[4] " " " نزل الابرار ج ۱ ص ۴۶

(۹) "متعہ کا جواز قرآن کی قطعی آیت سے ثابت ہے" [۱]

(۱۰) "نکاح میں بینڈ باجے بجوانے زمانہ کے دستور کے مطابق مستحب ہیں اور دف بجانا واجب ہے" [۲]

(۱۱) "غیر اللہ سے استعانت کرنا اور ان سے مدد چاہنا جائز ہے شرک نہیں" [۳]

(۱۲) "غیر اللہ کو ندا کرنا مطلقاً جائز ہے" [۴]

(۱۳) "فاتحہ مروجہ رسمیہ سے، گانے اور مزامیر سے روکنا نہیں چاہیے" [۵]

(۱۴) "متعہ کرنے والے کو، شطرنج کھیلنے والے کو اور مروجہ مجالس میلاد سے لوگوں کو روکنا نہیں چاہیے" [۶]

(۱۵) "جوتیوں سمیت نماز پڑھنا مسنون ہے" [۷]

قارئین یہ صرف چند مسائل ذکر کیے گئے ہیں ان جیسے سینکڑوں مسائل ان کی کتابوں میں موجود ہیں جو بخوف طوالت ذکر نہیں کیے گئے۔ آپ ان چند مسائل ہی سے غیر مقلدین حضرات کی ذہنیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

---

[۱] وحید الزماں نزل الابرار ج ۲ ص ۲۳، ۲۴
[۲] " " " " ج ۲ ص ۳
[۳] " " ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۹
[۴] " " " " ج ۱ ص ۲۳
[۵] " " " " ج ۱ ص ۸
[۶] " " " " " "
[۷] " " کنز الحقائق ص ۱۹

مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب

آپ غیر مقلدین کے یہاں رئیس المناظرین اور شیخ الاسلام کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں آپ غیر مقلدین کے مسلک کے پر جوش داعی اور مناظر تھے مرزائیوں سے مناظرہ اور مقابلہ کرتے رہے لیکن مرزائیوں کے بارے میں آپ کا موقف کیا تھا یہ آپ کی تحریرات کے آئینہ میں ملاحظہ فرمایئے، لکھتے ہیں

"اسلامی فرقوں میں خواہ کتنا بھی اختلاف ہو مگر آخر کار نقطۂ محمدیت پر جو درجہ ہے "والذین معہ" کا سب شریک ہیں اس لیے گو ان میں باہمی سخت شقاق ہے مگر اس نقطۂ محمدیت کے لحاظ سے ان کو باہمی رحماء ہونا چاہیئے۔ مرزائیوں کا سب سے زیادہ مخالف میں ہوں مگر نقطۂ محمدیت کی وجہ سے میں ان کو بھی اس میں شامل سمجھتا ہوں" ؎۱

ایسا ہی ایک اور مقام پر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے مرزائیوں کو مسلم فرقوں میں شمار کیا ہے وہ مولوی عبد اللہ روپڑی صاحب کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"لطیفہ، حافظ عبد اللہ اور ان کے نامہ نگار کے نزدیک متقی کا دائرہ اتنا تنگ ہے کہ کوئی اور دائرہ اتنا تنگ نہ ہوگا۔ غیر مسلم تو متقی کی تعریف سے بالبداہت خارج ہیں۔ مسلم فرقوں میں سے را[فضی]، خارجی معتزلہ، جہمی، قادیانی، عرشی، فرشی وغیرہ سب لوگ غیر متقی ہیں" ؎۲

؎۱ ترکِ تقلید کے بھیانک نتائج بحوالہ اخبار اہلحدیث امرتسر ص۳ - ۱۶ اپریل ۱۹۱۵ء

؎۲ ثناء اللہ امرتسری : مولوی مظالم روپڑی ص۳۷

یہی وجہ ہے کہ آپ مرزائی عورت سے نکاح جائز قرار دیتے ہیں، چنانچہ آپ لکھتے ہیں :

" اگر عورت مرزائن ہے تو علماء کی رائے ممکن ہے مخالف ہو میرے ناقص علم میں نکاح جائز ہے "۔ ؎۱

اور اسی وجہ سے آپ کے نزدیک مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے اور آپ مرزائی کی اقتدا میں نماز پڑھ بھی لیتے تھے۔

مولوی عبدالعزیز سیکرٹری جمعیۃ مرکزیہ اہلحدیث ہند لکھتے ہیں :

" آپ نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی آپ مرزائی کیوں نہیں، آپ نے فتویٰ دیا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے اس سے آپ خود مرزائی کیوں نہیں۔ آپ نے مرزائیوں کو عدالت میں مرزائی وکیل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مرزائیوں کو مسلمان مانا اس سے آپ مرزائی کیوں نہیں ہوئے "۔ ؎۲

آپ نے عربی میں قرآن پاک کی ایک تفسیر لکھی تھی تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن اس تفسیر کی حقیقت کیا تھی اور اس تفسیر کے لکھنے پر آپ کی کس قدر پذیرائی ہوئی یہ چیز انہی کے ہم مسلک علماء کی تحریرات سے ملاحظہ فرمائیے مولوی عبدالحق صاحب غزنوی نے ایک رسالہ " الاربعین " لکھا ہے جس میں انہوں نے چالیس ایسے مقامات کی نشان دہی کی ہے جو ان کے نزدیک قابل اعتراض ہیں، اس تفسیر کے بارے میں ان کے تاثرات یہ ہیں :

" الفاظ غلط، معانی غلط، استدلالات غلط، بلکہ تحریفات میں

؎۱ ترک تقلید کے بھیانک نتائج بحوالہ اہلحدیث امرتسر ۲ر نومبر ۱۹۳۲ء

؎۲ عبدالعزیز فیصلہ مکہ ص ۳۶

یہودیوں کی بھی ناک کاٹ ڈالی ہے"[1]

"حقیقت میں یہ بے انصاف . ناحق شناس بدنام کنندہ نکونامے چندناحق اہلحدیث کو بدنام کر رہا ہے بلکہ اہلحدیث سے بالکل مخالف اور اہل سنت وجماعت سے خارج ہے فلاسفہ اور نیچریوں اور معتزلہ کا مقلد ہے، ناسخ ومنسوخ . تقدیر ،معجزات ، کرامات، صفات باری ، دیدار الٰہی . میزان ، عذاب قبر . عرش، لوح محفوظ دابۃ الارض ،طلوع شمس ازمغرب وغیرہ وغیرہ جو اہل سنت میں مسائل اعتقادیہ اجماعیہ ہیں اور آیات قرآنیہ ان پر شاہد ہیں اور علماء اہل سنت نے اپنی تفاسیر میں بالاتفاق جن آیات کی تفسیر ان مسائل کے ساتھ کی ہے انہوں نے ان سب آیتوں کو بتقلید کفرۂ یونان و فرقہ ضالہ معتزلہ وقدریہ وجہمیہ خذلھم اللہ محرف ومبدل کرکے سبیل مومنین کو چھوڑ کر اپنے آپ کو وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا کا مصداق بنایا"[2]

یہ صرف مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کی اپنی رائے نہیں ہے بلکہ امرتسر لاہور راولپنڈی . ملتان . دیوبند مدراس وغیرہ کے چوراسی اہلحدیث وغیرہ ذمہ دار علماء نے اپنی تقریظوں میں الاربعین کی تائید کی ہے اور اس تفسیر کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام صحابہ کرام اور متقدمین کی تفاسیر کے مخالف قرار دیا ہے۔

امام اہلحدیث مولوی عبدالجبار غزنوی اپنی تقریظ میں رقمطراز ہیں :

---

[1] عبدالحق غزنوی الاربعین ص ۲
[2] " " " ۵

"مولوی مذکور نے اپنی تفسیر میں بہت جگہ تفسیر نبوی اور تفاسیر خیر قرون اور تفاسیر اہل سنت وجماعت کو چھوڑ کر تفسیر جہمیہ اور معتزلہ وغیرہ فرق ضالہ کو اختیار کیا۔ میرے فہم میں اس نے کچھ معتزلہ کچھ جہمیہ کچھ فلاسفہ کچھ قدریہ سے اخذ کر کے اپنے مذہب کو ایک معجون مرکب بنایا بایں ہمہ اہل سنت وجماعت پھر اہل سنت میں فرقہ اہل حدیث کا دعویٰ کرنا اس کی دھوکہ دہی اور ابلہ فریبی ہے بلکہ اہل حدیث تو درکنار اہل سنت و جماعت سے خارج ہے"۔[1]

وکیل اہلحدیث مولوی محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں:

"تفسیر امرتسری کو تفسیر مرزائی کہا جائے تو بجا ہے تفسیر چکڑالوی کا خطاب دیا جائے تو روا ہے اور اس کو تفسیر نیچری کہنا تو کمال زیبا ہے اور حق بحقدار رسید کا مصداق، اس کا مصنف اس تفسیر سراپا الحاد وتحریف میں پورا مرزائی، پورا چکڑالوی اور چھٹا ہوا نیچری ہے"۔[2]

۱۳۴۴/ ۱۹۲۶ میں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کی تجویز پر اس تفسیر کا معاملہ سعودی فرمانروا عبدالعزیز بن سعود کے سامنے پیش کیا گیا۔ موصوف نے یہ معاملہ اپنے ملک کے مقتدر علماء کے سامنے پیش کیا ان علماء نے الاربعین کی تائید کی اور مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس سے رجوع کرنے کے لیے کہا:

شیخ عبداللہ بن سلیمان آل بلہید نے اپنی رائے یوں بیان کی:

"میں نے ان کو اہل حدیث اور اہل سنت کے مذہب ومسلک

---

[1] عبدالحق غزنوی — الاربعین ص ۲۷

[2] " " " ص ۴۳

کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دی مگر باوجود ان سب باتوں کے انہوں نے اپنی غلطیوں پر اصرار کیا اور معاندانہ روش اختیار کی۔" لے

ریاض کے قاضی شیخ محمد بن عبداللطیف نے لکھا:

" نہ تو مولوی ثناء اللہ سے علم حاصل کرنا جائز ہے اور نہ اس کی اقتدار جائز ہے اور نہ اس کی شہادت قبول کی جائے اور نہ کوئی بات اس سے روایت کی جائے اور نہ اس کی امامت صحیح ہے ہیں نے اس پر حجت قائم کردی مگر وہ اپنی بات پر اڑا رہا پس اس کے کفر اور مرتد ہونے میں کوئی شک نہیں۔" ۲ے

مولوی عبدالاحد صاحب خانپوری مولوی ثناء اللہ صاحب کے متعلق لکھتے ہیں۔

" اور ثناء اللہ ملحد زندیق کا دین اللہ کا دین نہیں ہے اس کا کچھ دین تو فلاسفہ دہریہ، نمارده صابئین کا ہے جو ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دشمن ہیں ...... اور کچھ دین اس کا ابوجہل کا ہے جو اس امت کا فرعون تھا بلکہ اس سے بھی بدتر ہے ..... پس وہ بحکم قرآن واجب القتل ہے۔" ۳ے

مولوی ثناء اللہ صاحب نے تو اس اعتماد پر اہل عرب سے فیصلہ کرانے کی تجویز پیش کی تھی کہ فیصلہ ان کے حق میں ہو جائے گا اور اس طرح ان کے مخالفین کا منہ بند ہو جائے گا

لے عبدالعزیز فیصلہ مکہ ص ۱۵

۲ے " " ۱۷

۳ے عبدالاحد خانپوری الفیصلۃ الحجازیۃ ص ۸

مگر وائے شوئ قسمت کہ اپنی ہی تجویز کردہ عدالت سے کفر و الحاد کا فیصلہ ہو گیا ؏
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے ۔

حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی لکھتے ہیں :

"مولوی ثناء اللہ صاحب کا کلام الٰہی کے متعلق عقیدہ ملحدانہ ہے
اس سے ان کو توبہ کرنی چاہیے ورنہ وہ اہل حدیث سے خارج
ہیں ۔ جہمیہ ۔ معتزلہ ، زندیق ۔ ملحد ۔ کافر اور بدعتی ہیں " لہ

حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی

طبقۂ غیر مقلدین میں مجتہد العصر کے لقب سے یاد کیے جاتے ہیں آپ نے احناف کے خلاف بہت سے رسائل لکھے ہیں تقلید کے سخت مخالف ہیں آپ کے نزدیک تقلید شرک و بدعت ہے ۔ چونکہ بزعم خویش خود مجتہد ہیں اس لیے دوسروں کے اجتہادات ماننے کو تیار نہیں ۔ آپ کے چند اجتہادات نذرِ قارئین کیے جاتے ہیں ۔

(۱) آپ سے سوال ہوا کہ کیا عورت ناخن پالش ناخنوں پر لگا کر وضو کر کے نماز پڑھ سکتی ہے ؟

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا

"ناخن پالش مہندی کی قسم سے ہے مہندی کا رنگ بھی دو تین دفعہ لگانے سے گاڑھا ہو جاتا ہے جو بالاتفاق جائز ہے ایسا ہی ناخن پالش کو سمجھ لینا چاہیئے " لہ

لہ مظالم روپڑی ص۱۶ بحوالہ التنظیم ۲۲ر دسمبر ۱۹۳۹ء

لہ عبد اللہ روپڑی — فتاویٰ اہلحدیث ج ا ص ۲۵۱

(۱۲) بے نمازی کے بارے میں حافظ صاحب کا یہ نظریہ ہے کہ وہ کافر ہے لہذا اس سے میل جول رکھنا صحیح، نہ اسکا ذبیحہ مسلمان کا ذبیحہ ہے اور نہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے

آپ لکھتے ہیں

"بے نماز بے شک کافر ہے خواہ ایک نماز کا تارک ہو یا سب نمازوں کا کیونکہ من ترك الصلوٰة متعمدا فقد کفر عام ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ ہر تارک کافر ہے رہا بے نماز کا ذبیحہ کا حکم سو وہ اہل کتاب کے حکم میں ہونے کی وجہ سے درست ہو سکتا ہے خواہ نیک ذبح کرنے والا پاس ہو یا نہ۔ ہاں نیک ہر طرح سے بہتر ہے اور بے نماز جب کافر ہوا تو اس کا کھانا مثل عیسائی کے کھانے کے سمجھ لینا چاہیے حتیٰ الوسع اس سے پرہیز رکھے عند الضرورۃ کھالے۔" [1] ....

"جو کبھی نماز پڑھے اور کبھی نہ پڑھے یا بالکل نماز کا تارک ہو اس کے ساتھ دوستانہ تعلق اور اس کے ساتھ محبت کے طور پر سلوک کرنا یا تحفہ وغیرہ بھیجنا اور ضیافت کرنا بالکل جائز نہیں ہاں عام لین دین جیسے ہندوؤں سے کرتے ہیں ان کی دوکانوں سے سودا وغیرہ لیتے ہیں اور ان کی دوکانوں سے اشیاء وغیرہ فروخت کرتے ہیں اس کا کوئی حرج نہیں" [2]

---

[1] عبداللہ روپڑی — فتاویٰ اہل حدیث ج ۱ ص ۳۷۷

[2] " " " "

بے نماز کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہیئے۔"[1]

(۳) خاوند بیوی کے اتحاد و اتفاق سے رہنے کے متعلق آپ لکھتے ہیں:

"خاوند بیوی کا تعلق اور ان کا اتفاق و محبت سے رہنا اس کو شریعت نے اتنی اہمیت دی ہے کہ اس کے لیے اللہ پر جھوٹ بولنا بھی جائز ہے۔"[2]

مولوی ثناء اللہ صاحب اس فتوے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ناظرین کس قدر جرأت ہے کتنی دلیری ہے کتنی زن پرستی ہے کہ بیوی کی خاطر اللہ پر جھوٹ بولنا بھی جائز ہے سچ ہے
كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ"[3]

مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب رقمطراز ہیں:

"ایک دفعہ حافظ عبداللہ صاحب روپڑی کے دل میں معارف قرآن لکھنے کا شوق پیدا ہوا تو آپ نے سب سے پہلے آیت واذ قال ربك للملئكة انى جاعل فى الارض خليفة کو منتخب کیا اور یکم مئی ۱۹۳۲ء کے پرچہ میں معارف القرآن کا عنوان دے کر یہ آیت لکھی اور اس سے بڑے بڑے معارف مستنبط کیے جن کی بابت یہ کہنا بالکل بجا ہے لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ (نہ کسی آنکھ نے دیکھے نہ کسی کان نے سنے) ہم پبلک سے حافظ صاحب کے معارف کی قدر کرانے کو انہی کے الفاظ میں نقل

---

[1] عبداللہ روپڑی — فتاوی اہل حدیث ج ۲ ص ۴۸

[2] مظالم روپڑی ص ۵۲ بحوالہ تنظیم یکم ستمبر ۱۹۳۲ء ص ۱۰

[3] ثناء اللہ امرتسری — مظالم روپڑی ص ۵۲

کرتے ہیں۔

"رحم کی شکل قریباً صراحی کی ہے۔ رحم کی گردن عموماً چھ انگل سے گیارہ انگل اسی عورت کی ہوتی ہے ہمبستری کے وقت قضیب (آلتِ مرد) گردن رحم میں داخل ہوتی ہے اور اسی رستے منی رحم میں پہنچتی ہے اگر گردن رحم اور قضیب لمبائی میں برابر ہوں تو منی وسط (گہرائی) رحم میں پہنچ جاتی ہے ورنہ ورے رہتی ہے اور بعض دفعہ مرد کی منی زیادہ دفق (زور) کے ساتھ نکلے تو یہ بھی ایک ذریعہ وسط میں پہنچنے کا ہے مگر یہ طاقت اور قوت مردمی پر موقوف ہے"

(تنظیم یکم مئی ۲۷ء صہ ۶ کالم ۱)

"رحم مثانہ (پیشاب کی تھیلی) اور رودہ مستقیم (پاخانہ نکلنے کی انتڑی) کے درمیان پھٹے کی طرح سفید رنگ کا گردن والا ایک عضو ہے جس کی شکل قریب قریب الٹی صراحی کے بتلایا کرتے ہیں مگر پورا نقشہ اس کا قدرت نے خود مرد کے اندر رکھا ہے، مرد اپنی آلت (ذکر) کو اٹھا کر پیڑو کے ساتھ لگالے تو آلت مع خصتین رحم کا پورا نقشہ ہے، آلت بمنزلہ گردن رحم کے ہے اور خصتین بمنزلہ پچھلے حصہ رحم کے ہیں، پچھلا حصہ رحم کا ناف کے قریب سے شروع ہوتا ہے اور گردن رحم کی عورت کی شرمگاہ میں واقع ہوتی ہے جیسے ایک آستین دوسری آستین میں ہو، گردن رحم پر زائد گوشت لگا ہوتا ہے اس کو رحم کا منہ کہتے ہیں اور یہ منہ ہمیشہ بند رہتا ہے، ہمبستری کے وقت آلت کے اندر جانے سے کھلتا ہے یا جب بچہ پیدا ہوتا ہے۔ قدرت نے رحم کے منہ میں خصوصیت

کے ساتھ لذت کا احساس رکھا ہے اگر آلت اس کو چھوئے تو مرد عورت دونوں محظوظ ہوتے ہیں خاصکر جب آلت اور گردن رحم کی لمبائی میں یکساں ہوں تو یہ مرد عورت کی کمال محبت اور زیادتی لذت اور قرار حمل کا ذریعہ ہے۔ رحم منی کا شائق ہے اسی لیے ہمبستری کے وقت رحم کا جسم گردن کی طرف مائل ہوجاتا ہے گردن رحم کی عموماً چھ انگشت اسی عورت کی ہوتی ہے اور زیادہ سے زیادہ گیارہ انگشت ہوتی ہے، منہ رحم کا عورت کی شرمگاہ میں پیشاب کے سوراخ سے ایک انگلی سے کچھ کم پیچھے ہوتا ہے اور گردن رحم کی کسی عورت میں دائیں جانب اور کسی میں بائیں جانب مائل ہوتی ہے رحم کی باہر کی طرف اگرچہ ایسی نرم نہیں ہوتی لیکن باطن اس کا نہایت نرم شکن دار ہوتا ہے تاکہ آلت (ذکر) کے دخول کے وقت دونوں محظوظ ہوں۔ نیز ربڑ کی طرح کھینچنے سے کھچ جاتا ہے تاکہ جتنی آلت داخل ہو، اتنا بڑھتا جائے۔ کنواری عورتوں میں رحم کے منہ پر کچھ رگیں سی تنی ہوتی ہیں جو پہلی صحبت سے پھٹ جاتی ہیں اسی کو ازالہ بکارت کہتے ہیں

(تنظیم یکم جون ۱۹۳۲ء صفحہ ۳ کالم ۲)[1]

ان معارف قرآنی کو ذکر کر کے مولوی ثناء اللہ صاحب اس پر تبصرہ فرماتے ہیں:

"ناظرین خصوصاً علما محدثین ان معارف کو ملاحظہ کر کے امور ذیل کی بابت اطلاع دیں:

---

[1] مظالم روپڑی ص۵۵ بحوالہ تنظیم یکم جون ۱۹۳۲ء ص۳، کالم ۲

(۱) کیا یہ معارف قرآن ہیں یا کوک شاستر ؟
(۲) یہ معارف آیت موصوفہ سے مستنبط ہو سکتے ہیں ؟
(۳) سلفِ صالحین میں سے کسی چھوٹے بڑے مفسر نے ان معارف کو استنباط کیا ہے ؟
(۴) کیا علماءِ کرام اجازت دیں گے کہ ان معارف کو چھوٹے سے رسالہ کی صورت میں لکھوا کر لڑکوں اور لڑکیوں کے مدارس میں داخل تعلیم کیا جائے ،
(۵) کیا حافظ عبداللہ صاحب موجد معارف پسند کریں گے کہ خاص ان کے موضع کمیر پور کے مدرسہ بنات میں اس رسالہ (معارف قرآن یا کوک شاستر) کو داخل نصاب کیا جائے ۔ اگر ناپسند کریں تو کیا یہ معارف صرف مردوں کے لیے ہیں عورتوں کا ان معارف قرآنیہ میں حصہ کیوں نہیں ؟

شرم ! سچ ہے ؎

حافظا ! می خور و رندی کن و خوش باش ولے
دام تزویر مکن چو دگراں قرآن را" [1]

حافظ عبداللہ صاحب روپڑی نے اپنے اخبار مورخہ ۲۹ نومبر ۱۹۳۵ء میں ایک نعت شائع کی تھی جس کا ایک شعر یہ تھا ؎

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِكَ الْبَدْرُ اکْتَسیٰ
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَۃٌ بِنُوْرِ بَھَاکَا

اس شعر کے خلاف صحیفہ اہلحدیث دہلی میں علماء اہلحدیث کا فتوی شائع ہوا تھا چند مولویانِ کرام کے فتاوی کے اقتباس ملاحظہ فرمایئے

مولوی محمد صاحب جوناگڑھی لکھتے ہیں :

" یہ مولوی صاحب جھوٹے ہیں ، بدعقیدہ ہیں ۔ اسے علم دین سے

---

[1] ثناء اللہ امرتسری — مظالم روپڑی ص ۵۵

بلکہ خود دین سے بھی مس نہیں لہٰذا ایسے جہلا کا ہم عقیدہ ہونا اپنا ایمان برباد کرنا ہے۔" [1]

مولوی عبید اللہ مدرس مدرسہ زبیدیہ دہلی لکھتے ہیں:

"شخص مذکور فی السوال ملحد بد دین ہے ایسے عقیدہ فاسدہ سے ہر ایک مسلمان کو گریز کرنا لابدی ہے اور جو اس شخص کے ہم خیال ہیں ان سے اجتناب کرنا واجب ہے۔" [2]

مولوی محمد اسحٰق صاحب شاگرد مولوی عبدالوہاب امام جماعت غربا اہلحدیث لکھتے ہیں:

"واقعی ایسا شخص ملحد اور زندیق ہے .... بے شک ایسا شخص لائق امامت نہیں، ہاں اگر توبہ کرے تو مسلمان ہے۔" [3]

مولوی محمد یوسف نجاوری لکھتے ہیں:

بلا شک وشبہ ایسا عقیدہ رکھنے والا شخص مرتد و ملحد خارج عن الاسلام ہے اور پکا مشرک ہے اس پر جنت حرام ہے اور اس کی کوئی عبادت قولی و بدنی و مالی قبول نہیں اور ایسا شخص انہ من یشرک باللہ فقد حرم اللہ علیہ الجنۃ کا مستحق ہے ایسے شخص کی کوئی عبادت وعظ درس قبول نہیں بلکہ وہ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ الآیۃ کا مستحق ہے . . . . فی الحقیقت

---

[1] ثناء اللہ امرتسری — مظالم رد پڑی ص ۴۸

[2] 〃 — 〃 〃 ۴۹

[3] 〃 — 〃 〃 ۵۰

ایسا شخص مشرک مرتد اور اکفر ہے ۔ [1]

مولوی عبدالوہاب صاحب ملتانی صدری دھلوی

آپ جماعت غرباء اہل حدیث کے امیر اور غیر مقلدین کے استاذ الاساتذہ ہیں ۔ آپ کا کہنا ہے کہ میں کسی امام کو نہیں مانتا میں خود امام ہوں ۔

"میں امام وقت ہوں ۔" [2]

" امام وقت اپنے نبی کا نائب ہوتا ہے جو حالت نبی کی ہوتی ہے وہ ہی امام کی ہوتی ہے ۔" [3]

" یہ جو فرق بتایا گیا ہے کہ نبی کافروں میں ہوتا ہے یہ ٹھیک نہیں کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھو کہ وہ مسلمانوں میں آئے مکہ کے لوگ مسلمان تھے ۔" [4]

" میری بیعت مثل ابوبکر صدیق کے ہوئی جیسے ابوبکر صدیق کی بیعت پر صحابہ باتیں بناتے تھے کہ یہ اَذَل قبیلہ (بہت ذلیل قبیلہ) کا ہے لائق امامت بیعت نہیں بلکہ دوسرا اس کا مستحق ہے ایسے ہی لوگ مجھ کو کہتے ہیں [5]

---

[1]	ثناء اللہ امرتسری	مظالم روپڑی ص ۵۱
[2]	عبدالجبار کھنڈیوی	مقاصد الامامۃ ص ۲
[3]	" "	" ص ۱۲
[4]	" "	" ص ۱۵
[5]	" "	" ص ۷

قارئین آپ نے مولوی عبدالوہاب صاحب کا دعویٰ امامت ملاحظہ فرمالیا۔ اب ذرا غیر مقلدین کے ان امام صاحب کے احکامات بھی ملاحظہ فرمایئے:

ارشاد ہوتا ہے:

"جو امام وقت کی بیعت کے بغیر مرے گا وہ جاہلیت کی موت مرے گا اور جو امام وقت کی اجازت بغیر زکوٰۃ دے گا تو اس کی زکوٰۃ قبول نہ ہوگی۔ اور ایسے ہی امام وقت کی اجازت بغیر طلاق، نکاح بھی درست نہیں اور جو اس وقت مدعی امامت ہوگا وہ واجب القتل ہے" [1]

مولوی صاحب کے اجتہادی مسائل پر بھی نظر ڈال لیجئے

(۱) مولوی عبدالوہاب اور ان کی جماعت کا مذہب ہے کہ مرغ کی قربانی جائز ہے [2]

(۲) چار آٹھ آنے کا گوشت بازار سے خرید کر قربانی کے دنوں میں تقسیم کر دینا قربانی ہے۔ [2]

(۳) بیع مضاربت ہندوؤں سے اس طرح کرنی کہ وہ نفع میں شریک اور نقصان میں شریک نہیں جائز ہے۔ [3]

(۴) قربانی اور نیاز بیت اللہ کے روپیہ کسی دوسرے مصرف یعنی کسی کار خیر میں مثل مسجد وغیرہ کے اپنے ملک ہندوستان میں صرف کر دینا جائز ہے [5]

(۵) قربانی کے روپیہ بیت اللہ میں ایک مالدار شخص کے حوالے کر دے اور اس میں یہ خیال کر لے کہ دینے والے کو ایک لاکھ کا ثواب ہو گیا

---

[1] عبدالجبار کھنڈیلوی	مقاصد الامامۃ	ص ۲
[2] "	"	ص ۵
[3] "	"	ص ۵
[4] "	"	ص ۵
[5] "	"	ص ۳

اور پھر اس روپیہ کو ہندوستان لاکر مسجدیں وغیرہ بنانا جائز ہیں۔ [1]

مولوی عبدالوہاب اور ان کی جماعت "جماعت غرباء اہلحدیث" کے متعلق مشہور غیر مقلد محمد مبارک صاحب استاذ نبی باغ ضیاء الدین میموریل کالج کراچی نے کچھ ریمارکس دیئے ہیں قارئین انہیں بھی ملاحظہ فرماتے چلیں،

محمد مبارک صاحب لکھتے ہیں

"جماعت غرباء اہلحدیث کی بنیاد صرف محدثین کی مخالفت پر رکھی گئی تھی صرف یہی مقصد نہیں بلکہ "تحریک مجاہدین" یعنی سید احمد بریلوی کی تحریک کی مخالفت کر کے انگریز کو خوش کرنے کا مقصد پنہاں تھا۔ جس کا اظہار اس طرح کیا گیا کہ ۱۳۱۸ھ میں مولوی عبدالوہاب ملتانی صاحب نے اپنے امام ہونے کا دعویٰ کیا اور ساتھ ہی یہ کہا جو میری بیعت نہیں کرے گا وہ جہالت کی موت مرے گا۔" [2]

مزید لکھتے ہیں:

"جماعت غرباء اہلحدیث باغی جماعت ہے جس کا جماعت اہلحدیث سے کوئی تعلق نہیں بلکہ پوری جماعت مع امام کے واجب القتل ہے افسوس سید احمد شہید کی تحریک کامیاب ہو جاتی تو ضرور جماعت غرباء اہلحدیث کو مع امام کے قتل کیا جاتا جس طرح سیدنا امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب اور اس کے

---

[1] عبدالجبار کھنڈیلوی — مقاصد الامامۃ ص ۳

[2] محمد مبارک — علماء احناف اور تحریک مجاہدین ص ۴۸

ساتھیوں کو کیفر کردار تک پہنچا دیا تھا جس طرح مسلیمہ کذاب کی حمایت
کرنے والے مجرم تھے اسی طرح وہ علماء جو جماعت غرباء اہلحدیث
کے جلسوں کو رونق بخشتے ہیں وہ بھی مجرم ہیں۔" [۱]

جس وقت مولوی عبدالوہاب صاحب نے یہ دعویٰ کیا کہ میں امام وقت ہوں اور مجھے نہ دینے والے کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی تو بہت سے غیر مقلد علماء اُن سے بگڑ گئے اور ان کے خلاف سخت، سخت فتوے دیئے۔ ذیل میں صرف ایک فتویٰ نقل کیا جاتا ہے یہ فتویٰ مولوی ابوسعید محمد شرف الدین صاحب کا ہے جو میاں نذیر حسین صاحب کے مدرسہ کے صدر مدرس ہیں :

وہ لکھتے ہیں

"ایسے ملا، مولوی، نفس کے بندے خواہش نفسانی کے لیے گھڑ گھڑ کر مسئلے بناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں یہ قرآن وحدیث کا مسئلہ ہے اور یہ خدا ورسول کا حکم ہے ....
ایسے مولوی کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ دینے والے سخت گنہگار ہیں۔ یہ مولوی مصرف زکوٰۃ میں خرچ بھی نہیں کرتا اپنی جائداد خریدتا ہے اسی زکوٰۃ سے وہ بہت بڑا مالدار بن گیا ہے اور خود زکوٰۃ نہیں دیتا، تارک فرض ہے حالانکہ خود قائل ہے کہ جو ایک فرض ادا نہیں کرتا اس کے اور فرض بھی ادا نہیں ہوتے، پہلے تو وہ اس کا قائل تھا، نہ معلوم اب کیا حال ہے اس لیے کہ وہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا رہتا ہے ایک متعہ ہی کو دیکھ لو۔" [۲]

---

[۱] محمد مبارک — علماء احناف اور تحریک مجاہدین ص ۵۳-۵۲

[۲] محمد جوناگڑھی : مولوی — خلافت محمدی ص ۳۰-۳۱

حکیم فیض عالم صدیقی صاحب

غیر مقلدین کے بے نظیر[۱] مایہ ناز محقق ہیں، انہیں اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین سے خصوصی پرخاش ہے دریدہ دہنی پر آتے ہیں تو صحابہؓ تابعین کو بھی نہیں بخشتے۔ حکیم صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے "سیدنا حسن ابن علیؓ" اس میں آپ نے ایک نہایت ہی روح فرسا عنوان قائم کیا ہے

"سیدنا علیؓ کی نام نہاد خلافت اور سیدنا حسنؓ"

اس عنوان کے تحت حکیم صاحب نے بزعم خویش دو چیزیں ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ایک تو یہ کہ (معاذ اللہ) حضرت علی مرتضیٰؓ خلافت کے اہل نہیں تھے، دوسرے یہ کہ (معاذ اللہ) آپ کی خلافت نام نہاد تھی اس پر انہوں نے بہت زور صرف کیا ہے۔

حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کی صحابیت کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"حضراتِ حسنینؓ کو زمرہ صحابہ میں شمار کرنا صریحاً سبائیت کی ترجمانی ہے یا اندھا دھند تقلید کی خرابی"[۲]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ سید نا حسنؓ کو اپنی ماں کا دودھ پینے کا موقع نہ ملا تھا آپ کی پرورش دوسرے دودھ سے ہوئی تھی اس لیے صحت کے لحاظ سے آپ کمزور تھے اور کما حقہ نشوونما نہ پا سکے

---

[۱] حکیم فیض عالم کی کتاب "شہادت ذوالنورین" کے تبصرہ نگاروں نے حکیم صاحب کے لیے یہ لقب استعمال کیے ہیں ملاحظہ فرمائیے شہادت ذوالنورین ص ۲۳-۲۵

[۲] فیض عالم۔ حکیم سید نا حسن بن علی ص ۲۳

تھے اور اس پر کثرت بے حرم کی زندگی اکثرت جماع، ناقل ،
کے دلدادہ تھے جس کی وجہ سے آپ کو بعض روایات کے مطابق
آخری ایام میں سِل کا عارضہ لاحق ہوگیا تھا۔،،[1]

جلیل القدر تابعی بخاری ومسلم و دیگر کتب حدیث کے مرکزی راوی
حضرت ابن شہاب زہریؒ کے متعلق حکیم صاحب لکھتے ہیں

"ابن شہاب منافقین وکذابین کے دانستہ نہ سہی نادانستہ ہی سہی
مستقل ایجنٹ تھے اکثر گمراہ کن خبیث اور مکذوبہ روائتیں انہیں
کی طرف منسوب ہیں .... ابن شہاب کے متعلق یہ بھی
منقول ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے بھی بلا واسطہ روایت کرتا تھا
جو اس کی ولادت سے پہلے مر چکے تھے، مشہور شیعہ مؤلف شیخ
عباس قمی کہتا ہے کہ ابن شہاب پہلے سنی تھا پھر شیعہ ہوگیا۔
(تتمہ المنتہیٰ ا صـ۱۲۸ عین الغزال فی اسماء الرجال میں بھی ابن شہاب
کو شیعہ ہی کہا گیا ہے،،[2]

قارئین کرام آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ حکیم صاحب جو بزعم خویش شیعوں کے سخت مخالف
ہیں تبرا بازی میں شیعوں کو بھی مات کر گئے ہیں:

یہ بات بھی قابلِ ملاحظہ ہے کہ حکیم صاحب ویسے تو شیعوں کے سخت مخالف ہیں لیکن
سنیوں کے جلیل القدر امامِ حدیث اور ایک عظیم تابعی حضرت ابن شہاب زہریؒ کو شیعہ
ثابت کرنے کے لیے بجائے سنیوں کی کتابوں کے حوالے دینے کے شیعوں کی کتابوں
کے حوالے دے رہے ہیں ہم اس پر اس کے سوا اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ یہ ترکِ تقلید

---

[1] فیض عالم: سید ناحسن ابن علی صـ۳۰

[2] فیض عالم: صدیقہ کائنات ص ۱۰۸ ، ۱۰۹

اور اہلحدیث دشمنی کا نتیجہ ہے اور کچھ نہیں۔ حکیم صاحب کی اکثر کتب اسی طرح کی بدگوئی اور دریدہ دہنی سے بھری ہوئی ہیں ۔ ان سے اقتباسات نقل کرنا تو درکنار ان کے پڑھنے سے بھی طبیعت اباء کرتی ہے۔ آج کل شبان اہلحدیث کے کنوینر قاضی عبدالقدیر خاموش ان کتابوں کو نئے انداز سے چھاپ رہے ہیں۔

احسان الٰہی ظہیر صاحب

آپ غیر مقلدین میں خطیب الامت ، قائد اہلحدیث اور " علامہ " جیسے القاب سے یاد کیے جاتے ہیں آپ نے اس دور میں غیر مقلدین کی گرتی ہوئی ساکھ کو سنبھالا دیا ہے غیر مقلد ہونے کے ناطے فقہ حنفی سے آپ بھی خصوصی بیر رکھتے تھے حضرت امام ابو حنیفہ کو بُرا کہنے میں ذرا بھی باک محسوس نہیں کرتے تھے ۔تصوف اور صوفیاء کرام سے بھی آپ کو نفرت تھی چنانچہ آپ نے وفات سے چند روز پہلے تصوف اور صوفیاء کے خلاف عربی میں کتاب لکھی۔ " التصوف المنشأ المصادر " اور اس کے چند روز بعد ہی ارشادِ خداوندی " مَنْ عَادیٰ لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ آذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ " (جس نے میرے ولی سے دشمنی کی تو اس سے میرا اعلان جنگ ہے) کا شکار ہو گئے

آپ کا مبلغ علم کیا تھا۔ آپ کے اخلاق و اوصاف کیسے تھے ؟ اور آپ کس کردار کے مالک تھے ؟ ان سب باتوں کے جاننے کے لیے ہفت روزہ اہلحدیث کے شمارہ ۳ اگست ۱۹۸۴ء کا مطالعہ کافی ہے۔

اس شمارہ میں صفحہ پانچ سے سات تک حافظ عبدالرحمٰن مدنی ، فاضل مدینہ یونیورسٹی کا ایک مضمون ہے جس کا عنوان ہے :

" احسان الٰہی کے لیے چیلنج مباہلہ "

ذیل میں اس مضمون کے چند اقتباسات پیش کیے جاتے ہیں :

- حقیقت یہ ہے کہ دنیا اس شخص کی محبت میں نہیں بلکہ اس کے شر سے بچنے کے لیے اسے سلام کرنے کی روا دار ہے چنانچہ اس کے چھچھورے پن کا یہ عالم ہے کہ بات بات پر لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔
- الحمد للہ مجھے اس شخص کی طرح کسی احساسِ کمتری کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں کہ اپنی تعریف میں خود ہی مضمون لکھ کر دوسروں کے نام سے یا دوسروں سے لکھوا کر اپنے نام سے شائع کروں اس سلسلہ میں کسی غیر کی گواہی کا محتاج بھی نہیں بلکہ میرے گواہ میرے اپنے شاگرد ہیں جو خود احسان الٰہی ظہیر کے لیے عربی اردو میں کتابیں لکھتے ہیں اور پھر احسان الٰہی ظہیر ان کا نام دیئے بغیر اپنے نام سے یہ کتابیں شائع کر کے اپنی شہرت کا ڈھنڈورا پیٹتا ہے۔
- کیا دنیا اس پر تعجب نہ کرے گی کہ جو شخص انگریزی زبان نہ بول سکتا ہو نہ پڑھ اور سمجھ سکتا ہو اس کی مستقل کتابیں انگریزی زبان میں اس کے نام سے شائع ہوں
- جہاں تک عربی دانی کا تعلق ہے اس کا بھی صرف دعویٰ ہی ہے ورنہ اس کی مطبوعہ کتابوں کا شاید ہی کوئی صفحہ گرامر یا زبان کی غلطیوں سے پاک ہوگا چنانچہ عربی دان حضرات اپنی مجلسوں میں احسان الٰہی ظہیر کی عربی کتب کے سلسلہ میں ایسی باتوں کا اکثر ذکر کرتے ہیں جبکہ یہ شکایت اس کی کتابوں میں اردو اور عربی اقتباسات کا مطالعہ کرنے والے عام حضرات کو بھی ہے کہ اردو عبارت کچھ ہوتی ہے اور عربی عبارت کچھ، جو یونہی عربی میں من گھڑت طور پر شائع کر دی جاتی ہے۔
- مسجد چینیانوالی اور احسان الٰہی ظہیر کے سابق اہل محلہ، ان دنوں کو نہیں بھولے جب یہ شخص چھوٹے بچوں کو چند ٹکے بلکہ لبسا اوقات روپے دے کر یہ سکھلایا کرتا تھا کہ مجھے علامہ کہا کرو اور اب بھی اس شخص نے اپنی ذات سے دوستی

یا دشمنی کا یہی معیار قرار دے رکھا ہے کہ کون ان کے نام سے پہلے " علامہ"
لگاتا ہے اور کون نہیں لگاتا۔

بہرحال ان خود ساختہ علامہ صاحب کے کویتی سرپرستوں کو تو ہم نے مباہلہ کا
چیلنج پہلے سے دے رکھا ہے اب ہم ان کے پیش کردہ نہ صرف جملہ نکات پر
ان کا مباہلہ کا چیلنج قبول کرتے ہیں بلکہ ان نکات میں ان حضرات کے بدنام
زمانہ کردار کا اضافہ کر کے اس کو بھی شامل مباہلہ کرتے ہیں۔

یعنی

(۱) کیا ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف قومی اتحاد کی تحریک میں اس شخص نے قومی اتحاد
کی جاسوسی کے عوض بھٹو حکومت سے لاکھوں روپے بطور رشوت یا برائے
نام قیمت پر پلاٹ اور کاروں کے پرمٹ حاصل نہ کیے تھے؟

(۲) یورپ کے نائٹ کلبوں میں پاکستان کے یہ علامہ صاحب " رئیس التحریر مجلہ
ترجمان الحدیث " کیا گل کھلاتے رہے ہیں۔

(۳) اس شخص کے وہ " رازہائے درون "، جو اس کی جلوتوں اور خلوتوں
کے امین ساتھیوں کی شہادتوں سے منظرِ عام پر آنے کی سعادت حاصل
کرتے ہیں۔ کیا یہ ان کی صداقت کے خلاف مباہلہ کر سکتا ہے؟

(۴) اپنے گھر میں جوان نوکرانیوں کے قصوں کے بارے میں مباہلہ کی جرات
پاتا ہے؟

(۵) حکومت عراق سے لاکھوں روپے آپ نے کس کارِ خیر کے سلسلہ میں وصول
فرمائے تھے؟

(۶) حکومتِ سعودیہ کو ورغلانے کے لیے موجودہ حکومتِ پاکستان کی شیعہ حمایت
کے بے بنیاد قصوں کے محاسبہ اور دونوں حکومتوں کے درمیان جاسوسی کے

متضاد کردار کو بھی شامل مباہلہ فرما لیجئے :

(۷) شاہی مسجد لاہور کے حالیہ واقعہ یارسول اللہ کانفرنس کے سلسلہ میں حکومت پاکستان کے خلاف پروپیگنڈہ کے لیے حکومت سعودیہ کو رپورٹیں دینے اور کویتی وفد سے طویل مجلس کو بھی عنوان مباہلہ کا شرف عنایت کیجئے :

(۸) "البریلویہ" کے نام سے عرب ممالک میں ایک عربی کتاب کی وسیع پیمانہ پر اشاعت لیکن انہی دنوں میں پاکستان کے بریلویوں سے اتحاد، جسے اخبارات نے "سہ جماعتی اتحاد" کا نام دیا۔ اسی طرح "الشیعہ والسنۃ" لکھنے کے باوجود شیعہ علماء کے لیے عرب ممالک کے ویزے کے لیے کوشش کرنے نیز حکومت کے ایک اعلیٰ عہدیدار کی والدہ کی وفات کی رسم قل میں شرکت۔ لیکن سٹیجوں پر اس رسم کو بدعت قرار دینے کو بھی موضوع مباہلہ بنا لیجئے

(۹) ریس کورس کے لیے گھوڑوں پر شرطیں بدنے اور اس خلاف اسلام کاروبار میں شرکت پر بھی مباہلہ کے سلسلہ میں نظر کرم ہو جائے۔

(۱۰) کویتی وفد کی اعلیٰ حیثیت اور ان کی طرف سے کروڑوں روپے کے تعاون کے اعلانات کے پس پردہ حالیہ حکومت پاکستان کے خلاف اسلام دشمن سیاسی تنظیموں کی سرپرستی اور ایم۔ آر۔ ڈی کو تقویت کو بھی مباہلہ میں شرکت کی اجازت چاہتی ہے۔

قارئین کرام : مندرجہ بالا الزامات جناب علامہ احسان الٰہی ظہیر صاحب کے خلاف سماجی اور سیاسی حلقوں میں مشہور ہیں ان میں سے بعض رسائل و جرائد میں بھی چھپ چکے ہیں لیکن حقیقت حال کی وضاحت نہ کی گئی اور ایک چپ میں ہزار بلائیں ٹال دی گئیں علاوہ ازیں ان جملہ "خدمات" کے ثبوت کے عینی شاہد ان حضرات کے منہ پر یہ باتیں بیان کرنے کی خواہش رکھتے تھے لیکن چونکہ بات

مباہلہ تک پہنچ چکی ہے اس لیے مباہلہ میں مولویت کے لبادے میں اس فتنہ پرور آدمی کے کردار سے پردہ اٹھ ہی جانا چاہیئے جس کے باعث جماعت اہلحدیث کسی بھی شرعی مسئلہ میں اختلاف نہ رکھنے کے باوجود بُری طرح انتشار کا شکار ہو کر رہ گئی ہے۔

∴ درحقیقت مذکورہ بالا الزامات حکومت کے ریکارڈ اور عینی گواہوں کی شہادتوں سے ثابت کیے جا سکتے تھے لیکن احسان الٰہی ظہیر نے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے گھناؤنے کردار کو چھپانے کے لیے خود پہلا وار کرنا مناسب سمجھا اور بوکھلا کر خود ہی مباہلہ کا چیلنج دے دیا حالانکہ یہ بھی ایک دھوکہ ہے۔

∴ ہمیں یقین ہے کہ انشاء اللہ اس مباہلہ کے ذریعہ ہم سرخرو ہوں گے اور اس کے جھوٹوں اور بہتانوں نیز اس کے اپنے کردار پر ایک عظیم اجتماع گواہ ہو سکے گا، یوں معلوم ہوتا ہے یہ شخص جس کی دراز دستیوں اور زبان درازیوں کی ابتدا اپنے ہی باپ پر زیادتی سے ہوئی تھی۔ اپنے انجام کو پہنچنا چاہتا ہے۔" لـه

قارئین کرام مندرجہ بالا اقتباسات کسی غیر کے نہیں ہیں بلکہ علامہ صاحب کے ہم مسلک بھائی اہلحدیث حافظ عبدالرحمٰن مدنی فاضل مدینہ یونیورسٹی کے ارشادات ہیں:

ذرا غور کیجئے کہ اس کردار کے حامل شخص ائمہ کرام اور صوفیاء عظام پر تبرا بازی کرتے ہیں اور ان کی پاک روحوں کو تکلیف پہنچاتے ہیں اور دعوی ہے کہ ہم قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہیں۔

قارئین کرام آپ نے غیر مقلدین کے اکابر کا حال ملاحظہ فرمایا اس سے اندازہ کر لیجئے کہ جن کے اکابر کا یہ حال ہے ان کے اصاغر کا کیا حال ہو گا سه

لـه عبدالرحمٰن مدنی : حافظ ہفت روزہ اہلحدیث لاہور شمارہ ۳ اگست ۱۹۸۴ء صـ۵۔

اذا کان رب البیت بالطبل ضاربا
فلا تلم الاولاد فیہ علی الرقص

مذکورہ حالات و واقعات سے مندرجہ ذیل باتیں بڑی واضح طور پر ثابت ہو رہی ہیں:

(۱) غیر مقلدین کا فرقہ بالکل ایک نو مولود فرقہ ہے

(۲) ان کی تخلیق انگریز سے ہوئی انگریز کی آمد سے پہلے ان کا کوئی وجود نہیں تھا اسی لیے ان کے اکابر کو انگریز سے خصوصی تعلق و تملق تھا جو انگریز کی انتہائی کاسہ لیسی کا سبب بنا۔

(۳) ان لوگوں کو عرف عام میں وہابی کہا جاتا تھا انہوں نے انگریز کی منت سماجت کر کے اپنے لیے " اہلحدیث " نام الاٹ کروایا۔ انگریز نے انہیں " اہلحدیث " نام الاٹ کیا، اس کے بعد سے یہ اہلحدیث کہلانے لگے گویا انگریز کی آمد سے پہلے متحدہ ہند و پاک میں کوئی اپنے آپ کو اہلحدیث کہلانے والا نہ تھا آج یہ لوگ نام کے اشتراک سے فائدہ اٹھا کر اپنے ڈانڈے طبقہ محدثین سے ملاتے ہیں:

؎ چہ نسبت خاک را بعالم پاک

(۴) ان لوگوں نے قرآن و حدیث پر عمل کی آڑ میں دلائل شرعیہ اجماع امت اور قیاس شرعی کا انکار کیا، صحابہ کرام کے فتاوٰی اور ان کے موقوفات کو بے وقعت کیا اور ناقابلِ استدلال ٹھہرایا۔

(۵) تقلید کا انکار کر کے بے راہ روی و بے دینی، خود پسندی و خود اجتہادی کی راہ ہموار کی۔

(۶) خود اجتہادی کے زعم میں ایسے ایسے بے سر و پا مسائل گھڑے جن کا

قرآن میں وجود ہے نہ احادیث میں۔

(۷) ان لوگوں کو ائمہ مجتہدین خصوصاً حضرت امام ابوحنیفہؒ اور ان کی فقہ سے انتہائی درجہ کا بیر ہے، فقہ حنفی کے خلاف آئے دن زہر اگلنا ان کا عام مشغلہ ہے۔

(۸) ائمہ کرام سے بغض کی وجہ سے فقاہت سے محروم ہیں۔

(۹) ان کا قول کچھ ہے اور عمل کچھ ہے۔

(۱۰) اسلاف پر بدزبانی کی وجہ سے خود آپس میں بھی ایک دوسرے پر بدزبانی کا شکار ہیں۔

قارئین کرام غیر مقلدین کے یہی وہ حالات ہیں جن سے مقلدین احناف تو اپنی جگہ رہے۔ بعض شریف الطبع غیر مقلدین بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

مولانا محمد داؤد غزنوی فرماتے ہیں:

"دوسرے لوگوں (مقلدین) کی یہ شکایت کہ اہلحدیث حضرات ائمہ اربعہ کی توہین کرتے ہیں، بلا وجہ نہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے علاقہ میں عوام اس گمراہی میں مبتلا ہو رہے ہیں اور ائمہ اربعہ کے اقوال کا تذکرہ حقارت کے ساتھ بھی کر جاتے ہیں، یہ رجحان سخت گمراہ کن اور خطرناک ہے اور ہمیں سختی کے ساتھ اس کو رد کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے"۔ [۱]

یہی وہ حالات و واقعات تھے جن کے پیش نظر احناف کو اپنے دفاع میں بہت سی کتب لکھنی پڑیں تاکہ عوام کو ان لوگوں کے مکر و فریب سے بچایا جا سکے۔

---

[۱] سید ابوبکر غزنوی مولانا داؤد غزنوی ص ۸۴-۸۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ

آجکل غیر مقلدین اپنے عوام کو یہ باور کرانے کے لیے کہ وہ کوئی جدید فرقہ نہیں ہیں قدیم سے چلے آرہے ہیں، خوب ایڑھی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ آئے دن کوئی نہ کوئی کتاب، رسالہ، پمفلٹ اس موضوع پر شائع کرتے رہتے ہیں، جو غلط باتوں سے پُر اور دجل وتلبیس سے بھرا ہوتا ہے، البتہ ان کی چکنی چپڑی باتوں میں پھنس جانے والے ان پڑھ لوگ مطمئن ہوجاتے ہیں اور سمجھنے لگتے ہیں کہ واقعی اہل حدیث حق پر ہیں، یہی قرآن وسنت پر چلنے والے ہیں جو قدیم سے چلے آرہے ہیں یہ نیا فرقہ نہیں ہیں۔

"رسائل اہلحدیث" جلد اول کے مقدمہ میں دلائل کے ساتھ یہ بات ذکر کردی گئی تھی کہ غیر مقلدین اپنے ان تمام دعووں میں جھوٹے ہیں، ان کا فرقہ انگریز کا پیدا کردہ فرقہ ہے۔ انگریز کی آمد سے پہلے اس کا کوئی وجود نہیں تھا۔ انگریز کے دور سے پہلے ان کا کوئی چھوٹا بڑا مدرسہ تھا، نہ مسجد تھی، نہ ہی نماز روزے سے متعلق دینیات کی کوئی چھوٹی بڑی کتاب تھی ـــــــ اب جب کہ "رسائل اہلحدیث" جلد دوم زیر اشاعت ہے ضروری محسوس ہوا کہ اس کے دیباچہ میں چند ایسی باتوں پر نظر ڈال لی جائے۔ جن کا غیر مقلدین کے یہاں بڑا زور وشور ہے لیکن حقیقت اس کے بالکل خلاف ہے چنانچہ سر دست درج ذیل نکات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ جن پر تفصیل سے اس دیباچہ میں کلام

کیا جائے گا۔

(۱) فرقہ غیر مقلدین ایک جدید اور نومولود فرقہ ہے۔

(۲) غیر مقلدین کے عمل بالحدیث کی ابتدا کب ہوئی۔؟

(۳) غیر مقلدین حدیث پر عمل کرتے ہیں یا اس سے بغاوت؟

(۴) غیر مقلدین کا مقصد احیاء سنت نہیں بلکہ امت میں اختلاف و انتشار پھیلانا ہے

(۵) غیر مقلدین کے عقائد و نظریات۔

فرقہ غیر مقلدین ایک جدید اور نومولود فرقہ

یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو مخالفین کے علاوہ خود غیر مقلدین کے بڑوں کے ہاں بھی مسلم ہے چنانچہ نواب صدیق حسن خان صاحب لکھتے ہیں:

"فقد نبتت فی ھذا الزمان فرقۃ ذات سمعۃ ورياء تدعی لا نفسها علم الحدیث والقرآن مع العمل بهما علی العلات فی کل شان" [۱]

اس زمانہ میں ایک شہرت پسند اور ریاکار فرقہ نے جنم لیا ہے جو ہر قسم کی خامیوں اور نقائص کے باوجود اپنے لیے قرآن و حدیث کے علم اور ان پر عامل ہونے کا دعویدار ہے۔

نواب صاحب کی یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۲۸۲ھ / ۱۸۶۵ء میں چھپی ہے یہ زمانہ انگریز کے عروج کا زمانہ تھا، نواب صاحب کے اس حوالے سے معلوم ہوا کہ یہ فرقہ نیا نیا وجود میں آیا ہے، انگریزی دور سے پہلے اس کا کوئی وجود نہ تھا۔

مولوی محمد صاحب شاہجہانپوری رقمطراز ہیں:

"کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ

---

[۱] صدیق حسن خان: نواب الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ ص ۱۵۲

دیکھنے میں آرہے ہیں جس سے لوگ بالکل ناآشنا ہیں ۔ پچھلے زمانہ میں شاذ و نادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں آئے بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سُنا ہے اپنے آپ کو تو وہ "اہلحدیث" یا "محمدی" یا "موحد" کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام "غیر مقلد" یا "لامذہب" لیا جاتا ہے"۔ [1]

اس بیان سے بھی معلوم ہوا کہ تیرھویں صدی کا آخری اور چودھویں صدی کا ابتدائی زمانہ ہی ان کی کثرت اور نشو و نما کا زمانہ ہے ۔ اگر فرقہ غیر مقلدین قدیم سے چلا آرہا ہوتا تو لازماً لوگ اس کے نام سے آشنا ہوتے اس کی خدمات سے واقف ہوتے اس کے خیالات وحالات سے مانوس ہوتے، لیکن لوگوں کا اس فرقہ سے بالکل ناآشنا ہونا اس کے نومولود ہونے پر برہانِ قاطع کی حیثیت رکھتا ہے ۔ البتہ اس فرقہ کی صحیح تاریخ ولادت آپ کو شاہ محمد فاخر الہ آبادی کے اس واقعہ سے معلوم ہوجائے گی جو اسی مضمون میں آگے آرہا ہے ۔

مولانا عبدالجبار صاحب غزنوی ارشاد فرماتے ہیں :

قد نشأت فی عصرنا فرقة تدعی اتباع الحدیث وهو بمعزل منه" الخ [2]

---

[1] محمد شاہجہانپوری : ۔ مولوی الارشاد الی سبیل الرشاد ص ۱۳

[2] عبدالجبار غزنوی : ۔ مولوی فتاویٰ علماء حدیث ج ۴ ص ۶۷ بحوالہ فتاویٰ غزنویہ

ہمارے اس زمانہ میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے جو اتباع حدیث کا دعویٰ رکھتا ہے اور در حقیقت وہ لوگ اتباعِ حدیث سے کنارے ہیں۔

میاں نذیر حسین صاحب کے استاذ وخسر مولانا عبدالخالق صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"سو بانی مبانی اس طریقۂ نو احداث (غیر مقلدیت) کا عبدالحق ہے جو چند روز سے بنارس میں رہتا ہے اور حضرت امیر المؤمنین (سید احمد شہیدؒ) نے ایسی حرکاتِ ناشائستہ کے باعث اپنی جماعت سے اس کو نکال دیا اور علماء حرمین معظمین نے اس کے قتل کا فتویٰ لکھا مگر کسی طرح بھاگ کر وہاں سے بچ نکلا" الخ [1]

مذکورہ حوالجات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ فرقۂ غیر مقلدین ایک جدید اور نومولود فرقہ ہے جس کا اسلافِ کرام سے کوئی تعلق نہیں۔

غیر مقلدین کا حضرت شاہ ولی اللہ شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید رحمہم اللہ سے برأت کا اظہار

آج تک تو یہ بات دلائل سے ثابت کرنی پڑتی تھی کہ غیر مقلدین کا اسلاف سے کوئی تعلق نہیں، لیکن اب معاملہ بدل چکا ہے اور غیر مقلدین خود ہی کھل کر کہنے لگے ہیں کہ ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ حال ہی میں ایک پمفلٹ "اہل توحید کے لیے لمحۂ فکریہ" کے نام سے دس ہزار کی تعداد میں غیر مقلدین نے شائع کر کے مفت تقسیم کیا ہے اس پمفلٹ کے مصنف ڈاکٹر شفیق الرحمٰن زیدی ہیں جو مشہور غیر مقلد پروفیسر طالب الرحمٰن کے قریبی عزیز ہیں، اس پمفلٹ میں ڈاکٹر صاحب نے حضرت شاہ ولی اللہ شاہ اسمٰعیل شہید، سید احمد شہید رحمہم اللہ سے کھل کر برأت و بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ اس پمفلٹ سے چند حوالے نذرِ قارئین کیے جاتے ہیں۔

---

[1] عبدالخالق: مولوی تنبیہ الضالین برحاشیہ نظام اسلام ص ۷۲

"حضرت شاہ عبدالرحیمؒ اور حضرت شاہ ولی اللہ کو اہل حدیث کہنا ظلم ہے"

ڈاکٹر شفیق الرحمٰن صاحب اپنے ہم مسلک عالم اشرف سندھو صاحب (جنہوں نے انفاس العارفین کی ایک عبارت کے پیش نظر شاہ ولی اللہ صاحبؒ کو اہلحدیث قرار دیا تھا) کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"شاہ عبدالرحیم صاحب کے اس قول کی بنا پر انہیں اور شاہ ولی اللہ صاحب کو بھی اہل حدیث قرار دیتے ہوئے یہ بات اشرف سندھو صاحب بھول گئے کہ اسی انفاس العارفین میں لکھا ہے .... ایسے نظریات والے کو صرف اس لیے اہل حدیث کہنا کہ انہوں نے فقہ حنفی کی مخالفت کی ظلم ہے"۔ [1]

ڈاکٹر صاحب کی اس تحریر سے یہ بات واضح ہو گئی کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب اہلحدیث نہیں ہیں، ان کا اہلحدیث ہونا تو درکنار ان کو اہلحدیث کہنا بھی ظلم ہے، البتہ ڈاکٹر صاحب کا یہ فرمانا کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے فقہ حنفی کی مخالفت کی ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب کی خام خیالی اور جہالت ہے۔ حضرت شاہ صاحب فقہ حنفی کے ہرگز مخالف نہیں تھے بلکہ وہ تو ہندوستان (جو حضرت شاہ صاحب کے زمانہ میں افغانستان تک پھیلا ہوا تھا) اور اس سے آگے ماوراء النہر کے علاقہ میں دوسرے مذاہب نہ ہونے کی بنار پر فقہ حنفی کی اتباع کو ضروری اور اس سے خروج کو حرام قرار دیتے ہیں چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ رقمطراز ہیں۔

"فاذا کان انسان جاهل فی بلاد الهند وبلاد ماوراء النهر ولیس هناك عالم شافعی ولا مالکی ولا حنبلی ولا کتاب من کتب هذه المذاهب وجب علیه ان

---

[1] شفیق الرحمٰن زیدی   اہل توحید کے لیے لمحہ فکریہ ص ۱۶۰

یقلد لمذهب ابی حنیفة ویحرم علیہ ان یخرج من مذهبہ لانہ حینئذ یخلع من عنقه ربقة الشریعة ویبقی سدی مهملاً" ؎۱

جب مسائل سے ناواقف آدمی ہندوستان اور ماوراء النہر کے شہروں میں ہو تو چونکہ وہاں نہ کوئی عالم شافعی مالکی حنبلی ہے اور نہ ان مذہبوں کی کوئی کتاب (اس لیے) اس پر امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی تقلید واجب ہے اور اس سے خروج حرام ہے کیونکہ ایسی صورت میں وہ اپنی گردن سے شریعت کا پھندا اتار کر بے کار و مہمل رہ جائے گا۔

ایک اور مقام پر حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ مذہب حنفی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

" عرفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی المذهب الحنفی طریقة انیقة هی اوفق الطرق بالسنة المعروفة التی جمعت و نقحت فی زمان البخاری واصحابه"۔ ؎۲

(دوران مکاشفہ) مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ (تشریح کتاب وسنت اور استنباط مسائل کے سلسلہ میں) مذہب حنفی کا طریقہ تمام طریقوں میں سب سے زیادہ سنت معروفہ (احادیث مبارکہ) کے موافق ہے جس کو امام بخاری وغیرہ کے زمانہ میں منقح کیا گیا اور جمع کیا گیا۔

یہ جو حضرت شاہ صاحبؒ کو بتلایا گیا ہے کہ سنت کی تشریح اور مسائل کے استنباط میں حنفی طریقہ سنت کے زیادہ موافق ہے اس کی متعدد وجوہ ہو سکتی ہیں۔

؎۱ شاہ ولی اللہؒ الانصاف مع ترجمہ وصاف ص ۷۰

؎۲ شاہ ولی اللہؒ فیوض الحرمین ص ۴۸

پہلی وجہ یہ ہے

کہ احناف نے استنباط مسائل میں حتی الوسع قرآن وسنت کو سامنے رکھا ہے اور کسی بھی مسئلہ کے صراحتاً قرآن وسنت میں ہوتے ہوئے قیاس واجتہاد نہیں کیا: یہی وجہ ہے کہ انہوں نے حدیث مرفوع کے ساتھ ساتھ حدیثِ موقوف اور حدیث مُرسَل کو بھی حجت مانا اور خبرِ واحد کے ساتھ ساتھ ضعیف حدیث کو بھی اجتہاد وقیاس پر مقدم رکھا اور اس کے ہوتے ہوئے قیاس نہیں کیا، چنانچہ علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں:

"واصحاب ابی حنیفۃ رحمہ اللہ مجمعون علی ان مذہب ابی حنیفۃ ان ضعیف الحدیث عندہ اولی من القیاس والرای وعلی ذالک بنی مذہبہ"۔ [1]

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اصحاب کا اس بات پر اجماع ہے کہ امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ ان کے نزدیک ضعیف حدیث بھی قیاس ورائے سے اولیٰ و بہتر ہے اور اسی پر انہوں نے اپنے مذہب کی بنیاد رکھی ہے۔

دُوسری وجہ یہ ہے

کہ احناف نے حتی المقدور مختلف احادیث، کے درمیان تطبیق اور جمع بین الاحادیث پر عمل کی کوشش کی ہے دوسرے لوگوں کی طرح ایسا نہیں کیا کہ ایک حدیث کو لے کر باقی کو چھوڑ دیا۔ اس سلسلہ میں ایک مثال پیش کی جاتی ہے باقی کو اسی پر قیاس کرلیں۔ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں۔ اس بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عمل کے متعلق احادیث مختلف آئی ہیں۔

---

[1] شمس الدین محمد بن ابی بکر۔ المعروف ابن قیم۔ اعلام الموقعین ج ۱ ص ۷۷

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ دونوں ہاتھ "فروع الاذنین" دونوں کانوں کے اوپر کے حصّے تک لے جاتے تھے۔[۱]

دوسری حدیث میں آتا ہے کہ "شحمۃ الاذنین" دونوں کانوں کی لَو تک لے جاتے تھے۔[۲]

تیسری حدیث میں آتا ہے کہ "منکبین" کندھوں تک لے جاتے تھے۔[۳]

احناف نے ان تینوں احادیث پر عمل کیا اور کسی حدیث کو بھی ترک نہیں کیا۔ چنانچہ رفع یدین کا طریقہ یہ بتلایا کہ نمازی اپنے دونوں ہاتھ اس طرح سے اُٹھائے کہ اس کی دونوں ہتھیلیوں کا نچلا حصّہ کندھوں کے برابر ہو جائے اور انگوٹھے کانوں کی لَو کے برابر ہو جائیں اور انگلیوں کے اوپر کے پورے کانوں کے اوپر کے حصّے کے برابر ہو جائیں۔ اس طرح تینوں احادیث پر عمل ہو جائے گا۔

تیسری وجہ یہ ہے

کہ احناف نے مختلف فیہ مسائل میں ممکن حد تک دوسرے مذاہب کی رعایت کرتے ہوئے خلاف سے بچنے کی کوشش کی ہے بلکہ خلاف سے بچنے کو مستحب قرار دیا ہے۔

چنانچہ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں:۔

"یستحب فی مذہبنا الخروج من الخلاف فانہ احتیاط فی الدین"[۴]

ہمارے مذہب میں خلاف سے بچنا مستحب ہے کیونکہ خلاف سے بچنے ہی

---

[۱] صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۸ — [۲] نسائی ج ۱ ص ۱۰۲

[۳] صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۶۸ — [۴] مرقاۃ المفاتیح ج ۲ ص ۲۰

میں دین کے اندر احتیاط ہے۔

چنانچہ اس کی بھی چند مثالیں ذکر کی جاتی ہیں ۔

(۱) عورت کو چھونے اور شرمگاہ پر ہاتھ لگنے سے احناف کے نزدیک وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن دیگر ائمہ کے نزدیک ٹوٹ جاتا ہے ۔ اس لیے فقہائے احناف نے فرمایا کہ جو شخص عورت کو چھوئے یا شرمگاہ کو ہاتھ لگائے اسے وضو کر لینا مستحب ہے۔[۱]

(۲) اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد احناف وضو کرنے کے قائل نہیں لیکن حضرت امام احمد بن حنبلؒ قائل ہیں اس لیے فقہائے احناف نے فرمایا کہ اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد بھی وضو کر لینا مستحب ہے۔[۲]

(۳) احناف کے نزدیک ظہر کا وقت دو مثل تک باقی رہتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل کے بعد شروع ہوتا ہے لیکن دیگر ائمہ کے نزدیک ظہر کا وقت ایک مثل پر ختم ہو جاتا ہے اور عصر کا وقت ایک مثل کے بعد شروع ہو جاتا ہے اس لیے فقہائے احناف نے فرمایا کہ احتیاط یہ ہے کہ ظہر ایک مثل سے پہلے پہلے پڑھ لی جائے اور عصر دو مثل کے بعد تاکہ نماز سب کے نزدیک صحیح وقت پر پڑھی جائے۔

(۴) جس شخص نے خود اپنا حج نہ کیا ہو وہ مذہب حنفی میں دوسرے کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہے مگر چونکہ دوسرے بعض مذاہب میں یہ جائز نہیں اس لیے صرف دوسرے مذہب کی رعایت کی خاطر فقہ حنفی میں ایسے شخص کا

---

[۱] حسن بن علی الشرنبلالی ۔ نور الایضاح ص ۳۵

[۲] حسن بن علی الشرنبلالی ، نور الایضاح مع شرح مراقی الفلاح ص ۴۷

۷۸ حج بدل کے لیے جانا مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ [۱]

(۵) اگر طواف کرنے والا بیت اللہ سے اتنا قریب چلے کہ اس کا بایاں ہاتھ شاذروان (بیت اللہ کی بنیاد) پر سے گزر رہا ہو تو مذہب حنفی میں اسکا طواف صحیح ہو جائے گا مگر محض دوسرے مذہب کی مراعات کے پیشِ نظر اس کو (فقہاء) مکروہ فرماتے ہیں۔ [۲]

ان تصریحات کی موجودگی میں ڈاکٹر صاحب اور ان کی جماعت کا حضرت شاہ ولی اللہؒ صاحب کو فقہ حنفی کا مخالف بتانا سینہ زوری اور ہٹ دھرمی کے سوا اور کچھ نہیں، باقی رہیں شاہ صاحب کی بعض وہ عبارات جن کو غیر مقلد حضرات اپنے موقف کی حمایت میں پیش کرتے ہیں تو ان کا تفصیلی جواب انشاء اللہ ہم اس مجموعہ کے دیباچہ میں عرض کریں گے جس میں شاہ صاحب کی الانصاف، عقد الجید وغیرہ شامل ہوں گی۔

---

[۱] رشید احمد: مفتی۔ احسن الفتاوی ج ۳ ص ۱۰۹

[۲] رشید احمد: مفتی۔ احسن الفتاوی ج ۳ ص ۱۰۹

"حضرت سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کو اہلحدیث کہنا ایمانی موت ہے"

ڈاکٹر صاحب اپنے ہم مسلک ایک دوسرے عالم عبد المجید سوہدروی (جنہوں نے سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کو اہل حدیث قرار دیا تھا) کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"یہاں یہ بحث نہیں کہ صراطِ مستقیم کتاب کس کی ہے بلکہ عبد المجید صاحب جیسے جید عالمِ اہلحدیث صراطِ مستقیم کے مضامین ہی کو مواعظِ حسنہ قرار دے رہے ہیں، کیا ایسی کتب کے حوالے سے سید احمد اور شاہ اسماعیل صاحب کو اہلحدیث ثابت کرنا ایمانی موت نہیں؟" [۱]

صراطِ مستقیم چھاپنی گناہ ہے

مولوی عبد العزیز صاحب نورستانی اپنے ایک مکتوب میں شاہ اسماعیل شہیدؒ کی کتاب صراطِ مستقیم کے ناشر مکتبہ سلفیہ لاہور کے متعلق لکھتے ہیں۔

"ان کتابوں کو جن لوگوں نے طبع فرمایا اور اس قسم کے شرکیہ کلام جو مسلک اہل حدیث کے سراسر خلاف ہے کو بلا تعلیق و تردید چھپوا کر شائع کیا۔ قابل مذمت ہے، ان کو اس گناہ سے توبہ کر کے اپنی توبہ کا اعلان کرنا چاہیئے" [۲]

یاد رہے کہ اس پمفلٹ پر غیر مقلدین کے جماعتی آرگن ہفت روزہ "الاعتصام" میں مدیر کے قلم سے تبصرہ بھی شائع ہوا ہے جو خود اس پمفلٹ کی دوسری اشاعت میں درج ہے اس میں تبصرہ نگار نے درج ذیل الفاظ میں اس کی تائید کی ہے اور اس کے مطالعہ کی دعوت دی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

"کتابچہ نہایت دلچسپ اور معلومات افزا ہے ہمارے طالبعلموں اور

---

[۱] شفیق الرحمٰن زیدی — اہل توحید کے لیے لمحۂ فکریہ ص ۲۰

[۲] شفیق الرحمٰن زیدی — " " " " ص ۱۵

علماء کرام کو بھی اس کا مطالعہ کرنا چاہیئے"۔ ؎۱

لہٰذا اب ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ جماعت غیر مقلدین اپنے ڈاکٹر صاحب کے ان نظریات سے متفق ہے اور بزبانِ حال کہہ رہی ہے کہ واقعی ہمارا ان اسلاف سے کوئی تعلق نہیں۔ اور تعلق ہو بھی کیوں کر کہ ان حضرات کا وجود انگریز کی دی ہوئی ذہنی و فکری آزادی کا مرہونِ منت ہے۔ اسی ذہنی و فکری آزادی کے سبب انکا ظہور ہوا ہے

چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی رقمطراز ہیں۔

"اے حضرات یہ مذہب سے آزادی اور خودسری وخود اجتہادی کی تیز ہوا یورپ سے چلی ہے اور ہندوستان کے ہر شہر و بستی وکوچہ و گلی میں پھیل گئی ہے جس نے غالباً ہندوؤں کو ہندو اور مسلمانوں کو مسلمان نہیں رہنے دیا۔ حنفی اور شافعی مذاہب کا تو کیا پوچھنا ہے"۔ ؎۲

نواب صدیق حسن خان صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"فرمانروایانِ بھوپال کو ہمیشہ آزادگئ مذہب میں کوشش رہی ہے جو خاص منشاء گورنمنٹ انڈیا کا ہے"۔ .... دولت عالیہ برٹش نے اس معاملہ میں قدیماً و حدیثاً ہر جگہ انصاف پر نظر رکھی ہے کسی جگہ مجرد تہمت و افتراء پر کارروائی خلاف واقع نہیں فرمائی بلکہ اشتہار آزادی مذہب جاری کئے"۔ ؎۳

معلوم ہوا کہ غیر مقلدیت جس میں مذہبی آزادی اور ذہنی و فکری آوارگی پائی جاتی ہے وہ اسی گورنمنٹ کے عہد میں وجود میں آئی اس سے پہلے اس کا کوئی وجود نہ تھا۔ اس صورت میں ان حضرات کا اسلاف سے تعلق نہ ہونا بالکل ظاہر ہے۔

؎۱ شفیق الرحمٰن زیدی اہل توحید کے لیے لمحۂ فکریہ ص ۸ بحوالہ الاعتصام ۹ ستمبر ۱۹۸۸ء

؎۲ محمد حسین بٹالوی : مولوی اشاعت السنۃ ج ۱۹ شمارہ ۸ ص ۲۵۵

؎۳ صدیق حسن خان : ترجمان وہابیہ ص ۳ مشمولہ رسائل اہلحدیث جلد اوّل

(۲) غیر مقلدین کے عمل بالحدیث کی ابتداء کب ہوئی؟

آمین بالجہر کی ابتداء

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کے سوانح نگار ابو یحییٰ امام خان صاحب نوشہری "پہلا دور۔ ہندوستان میں عمل بالحدیث کس طرح شروع ہوا" کی شہ سرخی کے تحت لکھتے ہیں

"شاہ ولی اللہ صاحب کے دور اور اس کے بعد قریبی زمانہ میں بھی ممدوح کے مؤلفات پڑھے پڑھائے جاتے کہ مقلدین نے حسب عادت ان اقوال کی توجیہہ میں اپنی پوری قوت استدلال صرف کر دی اور کسی عالم یا عامی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ ؎

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن
پس حدیث مصطفےٰ بر جان مسلم داشتن

پر بھی متوجہ ہو سکے۔ ماسوی شاہ محمد فاخر صاحب الہ آبادی کے جنہوں نے پہلی دفعہ جامع مسجد دہلی میں آمین بالجہر کہہ کر تقلید کی بکارت زائل کر دی۔"[1]

شاہ محمد فاخر صاحب شیخ حیات محمد سندھی غیر مقلد کے شاگرد ہیں اور غیر مقلدین کے یہاں مشہور و معروف شعر ؎ ما اہل حدیثیم دغا را نہ شناسیم — صد شکر کہ در مذہب ما حیلہ و فن نیست انہی شاہ محمد فاخر صاحب کا ہے۔ مندرجہ بالا حوالہ سے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں دہلی کی جامع مسجد میں سب سے پہلی آمین بالجہر شاہ محمد فاخر صاحب نے کہی جس کا صاف اور سیدھا مطلب یہ ہوا کہ ان سے پہلے یہاں کوئی آمین بالجہر نہیں کہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب انہوں نے آمین بالجہر کہی تو ایک اچھا خاصا ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔

---

[1] امام خان نوشہروی:۔ نقوش ابوالوفاء مطبوعہ ۱۹۶۹ء

[2] کنواری غیر شادی شدہ لڑکی کی شرمگاہ کا اندرونی پردہ جو پہلی ہمبستری سے پھٹ جاتا ہے

مشہور مؤرخ اسحٰق بھٹی صاحب رقمطراز ہیں :

"شیخ محمد فاخر جب (غالباً) پہلی مرتبہ دہلی میں رونق افروز ہوئے تو انہیں ایک عجیب واقعہ پیش آیا، وہ واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے دہلی کی جامع مسجد میں نماز پڑھی تو آمین بالجہر پکاری، ان لوگوں کے لیے یہ ایک نئی بات تھی اور وہ شیخ کے مرتبۂ علم و فضل سے بھی واقف نہ تھے، نماز میں آمین بالجہر کی آواز ان کے پردۂ سماع سے ٹکرائی تو سخت حیران ہوئے نماز کے بعد شیخ کو گھیر لیا اور مختلف قسم کی باتیں کرنے لگے۔ شیخ نے ہر چند حدیث کا حوالہ دیکر انہیں اپنی بات سمجھانے اور مطابق سنت ثابت کرنے کی کوشش کی مگر کسی نے ایک نہ مانی اور بدستور بحث کرتے رہے، آخر شیخ نے فرمایا میری بات تم نہیں مانتے تو مجھے اپنے شہر کے کسی عالم کے پاس لے چلو، ان سے مسئلہ پوچھ لیتے ہیں وہ لوگ آپ کو حضرت شاہ ولی اللہ کے پاس لے گئے اور ساری بات ان کے گوش گزار کی، شاہ صاحب نے لوگوں سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے آمین بالجہر پکارنا ثابت ہے۔ شاہ صاحب کی زبان سے یہ الفاظ سن کر لوگ چلے گئے اور بھیڑ چھٹ گئی۔ شیخ محمد فاخر اور شاہ ولی اللہ دونوں رہ گئے۔ موقع پاکر شیخ محمد فاخر نے شاہ صاحب سے کہا آپ کھلتے کیوں نہیں ؟ شاہ صاحب نے جواب دیا اگر کھل جاتا تو آج آپ کو کیسے بچاتا"؟ [1]

شاہ صاحب کا یہ آخری جواب محل نظر ہے کیونکہ اس سے حق پوشی کا الزام ان پر عائد ہوتا ہے نیز ان کا فتویٰ آپ پڑھ چکے ہیں کہ ہندوستان میں فقہ حنفی پر عمل واجب اور دوسرے مذاہب پر عمل حرام ہے۔ اسلیے اسکا انتساب شاہ صاحب کی طرف درست نہیں

---

[1] محمد اسحٰق بھٹی۔ فقہائے ہند ج پنجم حصہ دوم ص ۲۱۸

رفع یدین کی ابتداء

امام خان نوشہروی صاحب کچھ آگے چل کر ایک اور سُرخی قائم کرتے ہیں۔ " دوسر .... ہندوستان میں عمل بالحدیث کس طرح جاری ہوا "۔ اور اس سُرخی کے تحت محمد یوسف پنشنر (جو ساری زندگی انگریزی ملازمت کر کے ریٹائر ہونے کے بعد پنشن سے فیضیاب ہوا) کا قصہ درج فرماتے ہیں۔ تفریح طبع کے طور پر آپ بھی وہ طویل قصہ سُن لیجئے تاکہ آپ پر اچھی طرح واضح ہو جائے کہ ہندوستان میں غیر مقلدین کا عمل بالحدیث کس طرح اور کب جاری ہوا اور اس کو شروع کرنے والے کون لوگ تھے؟۔ نوشہروی صاحب اس کا قصہ خود اس کی زبانی نقل کرتے ہیں۔

" سن ۱۸۶۰ء کا واقعہ ہے کہ میری عمر تخمیناً ۲۰ برس کی تھی میں امرتسر میں کتب فروشی کرتا تھا کہ میرے پاس مظاہر حق بھی آئی۔ میں نے اس میں رفع یدین کی حدیث دیکھی تو اپنے استاد ابو عبداللہ مولوی غلام علی صاحب مرحوم امرتسری کی خدمت میں پیش کی، مولوی صاحب موصوف چونکہ ان دنوں حنفی تھے اس لیے انہوں نے جواب دیا یہ حدیث شافعیوں کی ہے۔ امام شافعی نے اس کو لیا ہے، ہمارے امام اعظمؒ نے اسے قبول نہیں کیا۔ (مگر بعد میں اہل حدیث ہو گئے) میں نے کہا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے یا نہیں؟ کیا رسولِ خدا نے یہ تقسیم کی ہے مولوی صاحب نے کہا حدیث تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے مگر ہمارے امام کا اس پر عمل نہیں، یہی جواب میرے دوست شیخ محی الدین مرحوم لاہوری نے دیا مگر میری تسلی اس سے نہ ہوئی تھی میں برابر مولوی غلام رسول صاحب کی مسجد میں رفع یدین کرتا رہا۔ ایک دفعہ مولوی صاحب موصوف نے مجھ کو اپنی مسجد سے نکال دیا۔ انہی دنوں امرتسر میں مولوی عبداللہ مرحوم سوڑیاں والے اور مولوی عبداللہ تونڈی اور سید حسن شاہ بٹالہ والے

آئے تھے۔ میں نے اُن کے پیچھے نماز پڑھی تو آمین بالجہر کی۔ اُنہوں نے مجھے منع کیا تو میں نے حدیث اُن کے سامنے پیش کی۔ انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو میرے اُستاد مولوی غلام علی صاحب مرحوم نے دیا تھا کہ اس حدیث پہ امام شافعی کا عمل ہے۔ ہمارے امام اعظم صاحب کا اس پر عمل نہیں۔ میں نے کہا یہ حکم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ امام شافعی عمل کرے اور امام اعظم عمل نہ کرے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا تو کس کا شاگرد ہے۔ میں نے کہا میں مولوی غلام علی صاحب کا شاگرد ہوں۔ بولے افسوس وہ تو حنفی تھے وہ کیوں لامذہب ہو گئے۔ پھر تینوں صاحب غصے میں مولوی صاحب موصوف کی مسجد میں پہنچے۔ پوچھا آپ نے اس لڑکے کو کیا سکھایا ہے؟ مولوی صاحب موصوف نے کہا میں نے تو اس کو مسجد سے نکلوا دیا ہے۔ وہ میری نہیں سُنتا۔ مگر تینوں صاحب اس پر مصر رہے کہ نہیں آپ ہی نے اس کو سکھایا ہے۔ تینوں کے اصرار کرنے پر مولوی صاحب ممدوح بھی میری طرف ہو گئے کہ اچھا اس کی یہ دلیل ہے تو آپ لوگ اس کا جواب دیں۔ جواب میں اُنہوں نے وہی کہا جو مولوی صاحب خود فرمایا کرتے تھے۔ مولوی صاحب نے اُس جواب کو توڑا تو اُن کو یقین ہو گیا کہ واقعی مولوی صاحب کی تعلیم ہے ادھر خدا نے مولوی صاحب کے قلب مبارک پر یہ اثر کیا کہ انہوں نے بھی رفع یدین اور آمین بالجہر شروع کر دی۔ کیونکہ مولوی صاحب موصوف گو میرے ساتھ سختی کرتے تھے مگر اُن مسائل کے متعلق کتابوں میں تحقیق کرتے رہتے تھے۔ آخر جو وقت خدا کے علم میں اس کام کے اجراء کا تھا وہ آ گیا۔ تو مولوی صاحب مرحوم نے علانیہ عمل بالحدیث شروع کر دیا۔ بس پھر کیا تھا، شہر امرتسر

میں ایک عام شور مچ گیا۔ مگر مولوی صاحب اس تمام شورش میں مستقل مزاج رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج امرتسر میں ہزاروں آدمی عمل بالحدیث کر رہے ہیں۔

امرتسر میں یہ گل کھلا کر میں اپنے وطن ضلع مظفر گڑھ میں شادی کرانے چلا گیا۔ ریل نہ ہونے کی وجہ سے کئی دنوں کا سفر تھا۔ راستے میں بھی یہی طریق رہا جہاں نماز پڑھی آمین بالجہر کہی اور شورش ہوئی۔ خدا خدا کر کے اپنے وطن حسین پور ضلع مظفر گڑھ میں پہنچے۔ وہاں بھی اپنے قصبہ (حسین پور) میں آمین بالجہر کہی تو عام شورش ہوئی یہاں تک کہ میرے سسرال والوں نے نکاح دینے سے انکار کر دیا۔ مگر اللہ مسبب الاسباب نے میرے لیے ایک عجیب سبب بنایا۔ کہ مولوی مظفر حسین صاحب مرحوم کاندھلی تک جب یہ خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کیوں اس لڑکے پر خفا ہوتے ہو۔ اس نے کوئی بُرا کام نہیں کیا۔ یہ تو سنت ہے اُن کے مُریدوں نے کہا۔ آپ کیوں نہیں کرتے۔ مولوی صاحب مرحوم نے فرمایا تم لوگوں کی شورش سے ڈر کر نہیں کرتا۔ تہجد میں کیا کرتا ہوں۔ مولوی صاحب مرحوم کے اتنا فرمانے سے میرا نکاح بھی ہو گیا۔ اور فتنہ بھی فرو ہوا۔ اس کے بعد میں دہلی چلا گیا تو وہاں بھی آمین بالجہر کرنے پر شور بپا ہوا۔ میں نے نواب قطب الدین صاحب مرحوم کی مسجد میں جا کر عمل بالحدیث کیا تو نواب صاحب خفا ہوئے۔ میں نے کہا آپ کی کتاب مظاہر حق سے تو مجھے ہدایت ہوئی اور آپ ہی منع کرتے ہیں۔ مگر نواب صاحب یہی فرماتے رہے کہ یہاں مت آیا کرو لیکن ایک جوشش جوانی۔ دوسرا جوش عشق کون رُکے۔ آخر میں نے اپنے ساتھ چند آدمی ملا لیے اور متفق ہو کر نواب صاحب کی مسجد میں گئے۔ کسی مصلحت سے نواب صاحب بھی خاموش رہے بلکہ فرمایا اچھا ہم نہیں منع کرتے حضرت میاں صاحب مرحوم بھی ان دنوں عمل بالحدیث نہ کرتے تھے۔ اس لیے

مولوی عبدالرب صاحب نے بڑی سختی سے میری تردید کی اور بطور طعنے کے کہا اگر یہ سنت ہے تو مولوی نذیر حسین صاحب کیوں نہیں کرتے ۔ یہ سُن کر میں حضرت میاں صاحب کی خدمت میں گیا ۔ میں نے جا کر عرض کیا یا تو یہ فرمائیے کہ یہ فعل سنت نہیں یا خود کیجئے ۔ علماء ہم کو طعن دیتے ہیں ۔ یہ سُن کر حضرت میاں صاحب نے فرمایا اچھا ہم بھی کریں گے ۔ چنانچہ انہوں نے بھی عمل بالحدیث شروع کر دیا ۔ بس پھر تو کیا تھا ۔ حضرت میاں صاحب کا سلسلہ شاگردی تو بہت وسیع تھا ۔ اس لیے دور دور تک اثر پہنچ گیا ۔ دہلی میں یہ رنگ دیکھ کر میں امرتسر آیا ۔ ملازمت کے طبقے میں داخل ہوا ۔ اس عرصے میں حضرت مولوی عبداللہ صاحب غزنوی امرتسر تشریف لائے جن کے اثر صحبت سے عمل بالحدیث کو بہت ترقی ہوئی ۔ [۱]

یوسف پنشنر کا یہ قصہ کہاں تک درست ہے یہ تو غیر مقلدین جانیں البتہ دو باتیں اس میں ضرور مشکوک نظر آتی ہیں ۔ اول یہ کہ اس نے یہ حدیث علماء احناف کے سامنے پیش کی تو سب نے ایک ہی جواب دیا کہ یہ حدیث امام شافعی کی ہے ان کا اس پر عمل ہے ہمارے امام صاحب کا اس پر عمل نہیں ۔ اس سے یہ ظاہر کرنا مقصد ہے کہ ان علماء کے پاس اس کے سوا اور کوئی جواب نہیں تھا ۔ اور حضرت امام ابوحنیفہؒ فی الواقع حدیث پر عمل نہیں کرتے تھے العیاذ باللہ ۔ یہ بات بالکل غلط ہے علماء احناف کے پاس اس حدیث کے بہت سے جوابات ہیں جو انہوں نے موقعہ بموقعہ دیئے ہیں لہٰذا یہ باور نہیں کیا جا سکتا کہ جن علماء سے یوسف پنشنر کو واسطہ پڑا وہ کوئی اور جواب نہ دے سکے ہوں اور اگر بالفرض ایسا ہی ہے تو اسے دیگر علماء محققین سے اس کی تحقیق کرنا چاہیئے تھی ۔ بات بالکل سیدھی سی ہے کہ احناف ثبوت رفع کے منکر نہیں ہیں بقاء و دوام رفع کے منکر ہیں اور غیر مقلدین بقاء و

---

[۱] امام خان نوشہروی نقوش ابوالوفا ص ۳۹ تا ۴۲ بحوالہ اہلحدیث امرتسر ۲۶ مئی ۱۹۱۱ء

دوامِ رفع کے مدعی ہیں احناف کا غیر مقلدین سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ ایک حدیث ایسی پیش کریں جس سے رفع یدین کا بقاء دوام ثابت ہوتا ہو۔ غیر مقلدین ایسی کسی ضعیف حدیث کو بھی پیش کرنے سے قاصر ہیں چہ جائیکہ کوئی قوی اور صحیح حدیث۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کے پیش نظر وہ بیسیوں احادیث و آثار ہیں جن سے ترکِ رفع ثابت ہوتا ہے۔ انہیں احادیث و آثار پر حضرت امام ابوحنیفہؒ عامل ہیں۔ دوسری بات یہ کہ یوسف پنشنر نے یہ جو کہا کہ مولوی مظفر حسین تک جب یہ بات پہنچی تو انہوں نے اسے سُنت قرار دیا اور جب ان کے مریدوں نے اعتراض کیا پھر آپ کیوں نہیں کرتے تو فرمایا کہ تم لوگوں کی شورش سے ڈر کر نہیں کرتا تہجد میں کرتا ہوں۔ یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کاندھلویؒ ایسی شخصیت ہیں جن کا زہد و تقویٰ اور اتباع سنت مشہور و معروف ہے ان جیسی ہستی سے بعید ہے کہ ایک کام کو سنت سمجھیں اور اسے محض لوگوں کی شورش کے ڈر سے چھوڑ دیں۔ آپ نے نکاح بیوگان کے سلسلہ میں جو لوگوں کی سختیاں برداشت کی ہیں وہ مخفی نہیں ہیں، لہٰذا یہ سمجھ نہیں آتا کہ آپ ایک امر کو سنت سمجھ کر محض لوگوں کے خوف سے اسے چھوڑ دیں، اور پھر یہ اظہار بھی کر دیں کہ میں تہجد میں کرتا ہوں، جب آپ کو لوگوں کا خوف ہی ہے تو یہ بتلانے کا کیا مقصد کہ میں تہجد میں کرتا ہوں ان دونوں باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یوسف پنشنر نے یہ باتیں اپنی طرف سے گھڑی ہیں حقیقت سے ان کا کوئی تعلق نہیں اور اس کو اس بات سے بھی تقویت ملتی ہے کہ یوسف پنشنر کی باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ میاں نذیر حسین صاحب نے عمل بالحدیث اس کے کہنے سے شروع کیا ہے حالانکہ تاریخی طور پر یہ بات غلط ہے کیونکہ میاں نذیر حسین صاحب نے رفع یدین بانیٔ فرقۂ نیچریہ سرسید احمد خان کے کہنے سے شروع کیا تھا

چنانچہ مشہور مؤرخ محمد اکرام لکھتے ہیں۔

” سرسید ۱۸۹۵ء کے ایک خط میں یعنی اپنی وفات سے تین سال پہلے

لکھتے ہیں میں نے وہابیوں کی تین قسمیں قرار دی ہیں ایک وہابی دوسرے وہابی کریلا تیسرے وہابی کریلا نیم چڑھا۔ میں اپنے تئیں تیسری قسم میں قرار دیتا ہوں ...... جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب دہلوی کو میں نے ہی نیم چڑھا وہابی بنایا ہے وہ نماز میں رفع یدین نہیں کرتے تھے مگر اس کو سنتِ ہدیٰ جانتے تھے میں نے عرض کیا نہایت افسوس ہے کہ جس بات کو آپ نیک جانتے ہیں لوگوں کے خیال سے اس کو نہیں کرتے جناب ممدوح میرے پاس تشریف لائے تھے جب یہ گفتگو ہوئی میں نے سنا کہ میرے پاس سے اُٹھ کر وہ جامع مسجد میں عصر کی نماز پڑھنے گئے اور اس وقت سے رفع یدین کرنے لگے۔ [1]

عیدین کی نماز میں بارہ تکبیریں

سابق امام جماعت غرباء اہلحدیث مولوی عبدالوہاب ملتانی متوفی ۱۳۵۱ھ کے سوانح نگار مولوی ابو محمد میانوالی رقم طراز ہیں۔

"مولانا مرحوم (عبدالوہاب ملتانی) سے قبل افراد جماعت اہلحدیث اور مولانا مرحوم کے استاذ شیخ الکل حضرت میاں سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی برادرانِ احناف کے ہمراہ پختہ چار دیواری عیدگاہ میں چھ تکبیروں کے ساتھ نماز عیدین ادا کرتے تھے لیکن مولانا مرحوم نے بعون اللہ وحسن توفیقہ اس سنت کو زندہ کیا اور کھلے میدان میں بارہ تکبیروں کے ساتھ نماز عیدین الگ ادا کرنی شروع کی۔ اس سُنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر جماعت اہلحدیث نے بھی عمل کرنا شروع کر دیا۔ آج الحمدللہ جمیع اہلحدیث کے ہاں اسی پر عمل ہے۔" [2]

---

[1] محمد اکرام شیخ — موج کوثر ص ۶۹-۷۰

[2] ابو محمد میانوالی — مجموعہ رسائل مکمل نماز و ہدایۃ النبی ص ۱۹

مستورات کو عیدگاہ لے جانا

"مولانا مرحوم (عبدالوہاب ملتانی) نے نماز دوگانہ و دعا مسلمین میں مستورات کے شریک ہونے کی احادیث صحیحہ پر عمل کرتے ہوئے اپنی بیویوں بہوؤں اور بیٹیوں کو نماز عید کے لیے عید گاہ لے گئے۔ اس سے قبل عوام اہلحدیث ایسی سنتوں پر عمل کرنا اپنی ہتک و بے عزتی اور مستورات کی بے پردگی سمجھتے تھے اس لیے شروع شروع اکابرین اہلحدیث نے مولانا مرحوم کو منع کیا اور صدہا قسم کے اندیشے ظاہر کئے لیکن آپ نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں کسی کی نہ سُنی اور عمل کرتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ دیگر اہلحدیث بھی اس مُردہ سنت پر عمل

پیرا ہونے لگے، آج بفضلہ اس سنت پر کماحقہ عمل

ہو رہا ہے"۔ [1]

خطبہ جمعہ اُردو زبان میں

"مولانا مرحوم سے قبل اہلحدیث حضرات بھی احناف کی طرح خطبہ جمعہ عربی زبان میں پڑھتے تھے لیکن مولانا موصوف نے (بزعم خویش ناقل) کتاب و سنت کے ثقہ دلائل کی بناء پر خطبہ جمعہ سامعین کی زبان (اردو) میں شروع کیا .... الحمد للہ اس سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر آج تمام مساجد اہلحدیث میں عمل ہو رہا ہے"۔ [2]

اونچی آواز سے نماز جنازہ

"مولانا موصوف سے پیشتر مثل احناف کے اہلحدیث بھی نماز جنازہ سری یعنی آہستہ پڑھتے تھے لیکن خدا بھلا کرے مولانا موصوف کا کہ آپ نے اس مردہ سنت

---

[1] ابو محمد میانوالی مجموعہ مسائل مکمل نماز و ہدایۃ النبی ص ۲۰، [2] ابو محمد میانوالی۔ مجموعہ مسائل مکمل نماز و ہدایۃ النبی ص ۲۰

کو زندہ کیا اور (بزعم خویش ناقل) ثقہ دلائل وبراہین کے ساتھ مسئلہ صلوۃ جنازہ بالجہر کو ثابت کیا اور عمل شروع کر دیا۔ آج تمام اہلحدیث حضرات کے ہاں اس طریقہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل ہے"۔ [1]

جمعہ کی پہلی اذان

"مساجد احناف واہلحدیث میں جمعہ کی دو اذانیں ہوا کرتی تھیں جیسا کہ آج کل احناف کے ہاں مروج ہے۔ مولانا موصوف نے پہلی اذان جو مسجد میں خطبہ سے گھنٹہ آدھ گھنٹہ پہلے ہوتی تھی اسے ثقہ دلائل سے بدعت ثابت کر کے موقوف کا فتوےٰ صادر فرمایا اور دوسری اذان عند جلوس الامام علی المنبر کے صحیح ہونے کا فتویٰ دیا آج اکثر مساجد اہلحدیث میں اس طریقہ نبوی پر عمل ہو رہا ہے"۔ [2]

مولوی عبدالوہاب صاحب کے سوانح نگار کے مطابق مولوی صاحب کی ولادت ۱۲۸۰ھ میں اور وفات ۱۳۵۱ھ میں ہوئی ہے۔ تحصیل علم سے فراغت کے وقت آپ ۱۹-۲۰ برس کے تھے اور ظاہر ہے کہ مولوی صاحب نے جن مردہ سنتوں کا احیاء بزعم سوانح نگار کیا ہے وہ فراغت کے بعد ہی کیا ہو گا۔ اس لحاظ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ تیرھویں صدی کے اختتام تک خود غیر مقلدین کے ہاں بھی یہ تمام اعمال پورے ہندوستان میں کوئی نہیں کرتا تھا۔ چودھویں صدی کے آغاز میں غیر مقلدین نے ان متروک یا مختلف فیہ اعمال کو محض اختلاف پیدا کرنے کے لیے اجاگر کیا ہے۔ کیونکہ اگر یہ اعمال مسنون تھے تو غیر مقلدین کے پہلے اکابران پر عمل کیوں نہیں کرتے تھے؟ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ غیر مقلدین کو ان اعمال کا علم نہ ہو اور اس وجہ سے وہ عمل نہ کرتے ہوں

۸ رکعات تراویح کی ابتداء

تیرھویں صدی ہجری کے اخیر تک پورے عالم اسلام میں شرقاً غرباً شمالاً جنوباً نیز

---

[1] ابو محمد میانوالی - مجموعہ رسائل مکمل نماز و ہدایۃ النبی ص ۲۰ - [2] ابو محمد میانوالی، مجموعہ رسائل مکمل نماز و ہدایۃ النبی ص ۲۱

حرمین شریفین میں تراویح ۲۰ رکعات پڑھی پڑھائی جاتی رہیں کیونکہ یہ اجماعی مسئلہ تھا۔ سب اسی پر عمل کرتے تھے اس لیے کسی نے بھی اس کے خلاف آواز نہ اٹھائی لیکن چونکہ غیر مقلدین کو اجماعی مسائل کی بھی قطعاً کوئی پرواہ نہیں اس لیے انہوں نے اس مسئلہ کو بھی چھیڑا اور ۱۲۸۴ھ میں ہندوستان کے مشہور شہر اکبرآباد کے کسی غیر مقلد مولوی نے فتویٰ دیا کہ تراویح آٹھ رکعات ہیں کیونکہ یہ فتویٰ ایک اجماعی مسئلہ کے خلاف تھا اور امت میں اختلاف و فتنہ کا سبب تھا اس لیے اس کے خلاف طوفان برپا ہوگیا اور اسی سن میں مطبع لطافت آگرہ سے ایک رسالہ بنام استفتار التراویح طبع ہوا جس میں اس علاقہ کے تقریباً ۱۸ علمار کرام کے پُرزور فتوے طبع ہوتے اور عوام الناس کو اس فتنے سے آگاہ کیا گیا۔ خطۂ پنجاب میں سب سے پہلے تراویح کے آٹھ ہونے کا فتویٰ مولوی محمد حسین بٹالوی نے دیا۔ اس کی تائید مولوی عبد المجید سوہدروی کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ

"لاہور میں آٹھ تراویح کی ترویج آپ ہی (مولوی محمد حسین بٹالوی) سے ہوئی۔" [۱]

مولوی محمد حسین بٹالوی کے فتویٰ کا رد ایک غیر مقلد عالم مولانا غلام رسول صاحب قلعہ میاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ نے ۱۲۹۰ھ میں لکھا اور ۱۲۹۱ھ میں چھپا جس میں مولانا نے ثابت کیا کہ اس عرصہ میں شرقاً غرباً پورے عالم اسلام میں تراویح ۲۰ رکعات ہی ہوتی رہیں اور کسی نے اس سے اختلاف نہیں کیا، یہ رد فارسی زبان میں تھا۔ حضرت مولانا سرفراز خان صاحب صفدر نے اس کو ترجمہ کر کے شائع کر دیا ہے اور اس کے شروع میں ایک مفید دیباچہ بھی رقم فرمایا ہے۔ مذکورہ تفصیل اسی دیباچہ سے ماخوذ ہے۔

۳۔ غیر مقلدین حدیث پر عمل کرتے ہیں یا اس سے بغاوت ؟

غیر مقلدین کے عمل بالحدیث کی حقیقت کیا ہے؟ آیا یہ لوگ واقعتاً زندگی کے تمام

---

[۱] عبد المجید سوہدروی ۔ سیرت ثنائی طبع مکتبہ قدوسیہ ص ۴۵۲

شعبوں میں قرآن و حدیث ہی سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں ؟ یا یہ صرف ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ؟ اس کو جاننے کے لیے غیر مقلدین کے بزرگوں کی تحریرات پیش کی جاتی ہیں جن سے بخوبی یہ فیصلہ ہو جاتا ہے کہ غیر مقلدین کا عمل بالحدیث فقط دعاوی کی حد تک ہے ماسوا آمین بالجہر ، رفعیدین ، فاتحہ خلف الامام اور ان جیسے چند متنازعہ مسائل کے دیگر مسائل سے انہیں کوئی دلچسپی نہیں ہے ، سارا زور و شور ان ہی مسائل پر ہے ۔ تمام تحقیقات کا مدار یہی مسائل ہیں گویا یہ مسائل فروعی مسائل نہیں بلکہ کفر و ایمان کی بنیاد ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مقلدین کے یہاں ہر وہ شخص اہل حدیث اور پکا محمدی مسلمان ہے جو آمین پکار کر کہے ، رفعیدین کرے ، سینہ پر ہاتھ باندھے امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھے خواہ وہ کتنا ہی جاہل گندے اخلاق والا اور بدکردار کیوں نہ ہو ، ہاں جو ان مسائل پر عامل نہیں خواہ وہ کتنا ہی بڑا عالم باعمل متقی و پرہیزگار کیوں نہ ہو ، وہ نہ " اہل حدیث " ہے نہ " محمدی مسلمان " ہے ۔ یا للعجب خیر آپ غیر مقلدین کے عمل بالحدیث کے متعلق ان کے بزرگوں کی تحریرات ملاحظہ فرمائیے :-

---

نواب صدیق حسن خان صاحب تحریر فرماتے ہیں

" اس زمانہ میں ایک شہرت پسند اور ریاکار فرقہ نے جنم لیا ہے جو ہر قسم کی خامیوں اور نقائص کے باوجود اپنے لیے قرآن و حدیث کے علم اور اس پر عامل ہونے کا دعویدار ہے ، حالانکہ اہل علم و عمل اور اہل عرفان سے اس کو کوئی تعلق نہیں کیونکہ یہ فرقہ ان " علوم آلیہ " سے جاہل ہے جن کی واقفیت طالب حدیث کے لیے اس فن کی تکمیل میں نہایت ضروری ہے اس کے ساتھ ساتھ ہی یہ فرقہ ان " علوم عالیۃ " سے بھی جاہل ہے جن کے بغیر طریق سنت پر چلنے کی کوئی گنجائش نہیں ، مثلاً صرف ، نحو ، لغت ، معانی اور بیان ۔ چہ جائیکہ دوسرے کمالات ان میں پائے جائیں . . . . اسی لیے تم ان لوگوں کو دیکھوگے کہ یہ محض الفاظ

حدیث کی نقل پر اکتفا کرتے ہیں اور حدیث شریف کے فہم اور اس کے معانی و مفاہیم میں غور و خوض کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ان کا گمان ہے کہ محض الفاظ کا نقل کر لینا ہی کافی ہے حالانکہ یہ خیال حقیقت سے دور ہے کیونکہ حدیث سے مقصود تو حدیث کی فہم اور اس کے معانی میں غور و فکر کرنا ہے، نہ کہ صرف الفاظ حدیث کی نقل پر اکتفا کر لینا۔ پس سب سے پہلے تو حدیث میں اس کا سننا ہے پھر اس کو زبانی یاد رکھنا ہے۔ پھر اس کو سمجھنا ہے پھر اس پر عمل کرنا ہے پھر اس کی نشر و اشاعت ہے اور ان لوگوں نے فقط حدیث کے سن لینے اور اس کی نشر و اشاعت پر اکتفا کر لیا ہے حدیث کے یاد کرنے اور سمجھنے کے بغیر حالانکہ اس پر اکتفاء و اختصار کر لینے کا کوئی فائدہ نہیں پس حدیث اس زمانہ میں بچوں کا پڑھنا پڑھانا رہ گیا ہے نہ کہ اصحاب یقین کا وہ اپنی غفلتوں میں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے حضرت ابوسفیانؓ سے نقل کیا ہے کہ وہ ایک دفعہ زائد بن احمد کی مجلس میں حاضر ہوئے تو سب سے پہلی حدیث جو ان سے سنی وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد تھا کہ "آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے ہے اس کا بے کار کاموں کو چھوڑ دینا۔" آپ (یہ حدیث سن کر) کھڑے ہو گئے اور فرمایا مجھے یہی حدیث کافی ہے۔ جب میں اس سے فارغ ہوں گا تو دوسری حدیث سنوں گا، عقلمند لوگوں کا سماع ایسا ہوتا، رہے یہ جاہل (غیر مقلد۔ ناقل) تو ان کا حدیث کے ساتھ بڑے سے بڑا سلوک فقط یہ ہے کہ یہ لوگ چند ایسے مسائل کو اختیار کر لیتے ہیں جو عبادات کے اندر مجتہدین اور محدثین کے مابین اختلافی ہیں معاملات سے متعلق مسائل جو کہ روزمرہ پیش آتے ہیں ان سے انہیں کوئی واسطہ نہیں۔

اور ان کا سارے کا سارا اتباع حدیث فقط یہ ہے کہ یہ اس خلاف کو نقل کرتے

رہتے ہیں جو ائمہ مجتہدین اور محدثین کے درمیان عبادات کے اندر واقع ہوا ہے نہ کہ ارتفاقات کے اندر، اسی لیے یہ لوگ اس باب میں ائمہ حدیث کی جانچ پرکھ سے بے بہرہ اور معاملات کے بارے میں حدیث کی سمجھ بوجھ سے ناواقف ہیں، ایسے ہی سنن اور اصحاب سنن کے اسلوب اور طریقہ کے مطابق کسی ایک مسئلہ کے استخراج اور کسی ایک حکم کے استنباط پر بھی قادر نہیں ہیں، اور انہیں اس کی توفیق بھی کیسے ہو کہ یہ حدیث پر عمل کرنے کے بجائے زبانی جمع خرچ پر اور سنت کی اتباع کے بجائے شیطانی تسویلات پر اکتفا کرتے ہیں اور پھر اس کے عین دین ہونے کا اعتقاد رکھتے ہیں اور وہ اس بات پر خوش ہیں کہ مسلمانوں کے درمیان پیچھے رہ جانے والی عورتوں کے ساتھ ہو جائیں اور یہ ان میں سے ہر ایک کی عادت ہے، امیر ہو یا غریب، تندرست ہو یا بیمار، میں نے ان کو بارہا آزمایا لیکن میں نے ان میں سے کسی کو ایسا نہیں پایا کہ جسے صالحین کے طریقہ پر چلنے کی کوئی رغبت ہو یا وہ اہل ایمان کی سیرت کے مطابق چلتا ہو، بلکہ میں نے تو ان میں سے ہر ایک کو کمینی دنیا میں منہمک، اور اس کے ردی ساز و سامان میں مستغرق، جاہ و مال کو جمع کرنے والا، حلال و حرام کی تمیز کے بغیر مال کی لالچ رکھنے والا پایا۔ اسلام کی مٹھاس سے خالی الذہن، اور عام مسلمانوں کی نسبت شریر کمینے لوگوں کی طرح بہت سنگدل پایا۔ شعر یہ انہیں ڈھیل دی پھر میں نے ان کے متعلق غور و فکر کیا تو مجھ پر روشن ہوا کہ ان میں کوئی فلاح نہیں ہے اور وہ قوم فلاح پائے بھی کیسے جس کا قول فعل کے اور فعل قول کے مخالف ہو باتیں تو "خیر البریۃ" (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی کرتے ہیں لیکن خود "شر البریۃ" مخلوق میں سب سے بدتر ہیں۔[1]

نواب صاحب چند سطروں بعد فرماتے ہیں۔

"بخدا یہ امر انتہائی تعجب و تحیر کا باعث ہے کہ یہ لوگ اپنے آپ کو خاص

---

[1] صدیق حسن خان: نواب — الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ ص ۱۵۲ تا ۱۵۴

موحد گردانتے ہیں اور اپنے ماسوی سب مسلمانوں کو مشرک بدعتی قرار دیتے ہیں حالانکہ یہ خود انتہائی متعصب اور دین میں غلو کرنے والے ہیں . . . . مقصود یہ ہے کہ یہ ایسے لوگ ہیں جن کا دیکھنا آنکھوں کی چُبھن اور گلوں کی گھٹن ، جانوں کے کرب اور دکھ ، روحوں کے بخار ، سینوں کا غم اور دلوں کی بیماری کا باعث ہے اگر تم ان سے انصاف کی بات کرو تو ان کی طبیعتیں انصاف قبول نہیں کریں گی " الخ [1]

یہ طویل ترین اقتباس نواب صاحب کی کتاب " الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ " سے لیا گیا ہے جو عربی میں ہے طوالت کے خوف سے اصل عربی عبارت نہیں لکھی گئی صرف اس کے ترجمہ پر اکتفا کیا گیا ہے ، اصل عربی کتاب کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب صاحب ان لوگوں کے کردار سے کس قدر پریشان تھے ، نواب صاحب نے ان سے تنگ آکر لوگوں کے سامنے ان کا کچا چٹھا کھول دیا اور اپنے انتہائی کرب و بے چینی کا اظہار کر دیا ۔

قارئین محترم یہ تو نواب صاحب کے زمانہ میں پیدا ہونے والے غیر مقلدین کا حال تھا اس سے اندازہ کیجئے کہ موجودہ دور کے غیر مقلدین کا کیا حال ہوگا ؟

مولانا عبد الجبار صاحب غزنوی ارشاد فرماتے ہیں :

" ہمارے اس زمانہ میں ایک فرقہ نیا کھڑا ہوا ہے جو اتباع حدیث کا دعوی رکھتا ہے اور درحقیقت وہ لوگ اتباع حدیث سے کنارے ہیں جو حدیثیں کہ سلف و خلف کے ہاں معمول بہا ہیں ان کو ادنی سی قدح اور کمزور جرح پر مردود کہہ دیتے ہیں اور صحابہ کے اقوال و افعال کو ایک بے طاقت سے قانون اور بے نور سے قول کے سبب پھینک دیتے ہیں

---

[1] صدیق حسن خان : نواب الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ ص ۱۵۴ ، ۱۵۵

اور ان پر اپنے بیہودہ خیالوں اور بیمار فکروں کو مقدم کرتے ہیں اور اپنا نام محقق رکھتے ہیں حاشا و کلا، اللہ کی قسم یہی لوگ ہیں جو شریعت نبویہ (کی حد بندی) کے نشان کو گراتے ہیں اور ملت حنیفیہ کی بنیادوں کو کہنہ کرتے ہیں اور سنت مصطفویہ کے نشانوں کو مٹاتے ہیں احادیث مرفوعہ کو چھوڑ رکھا ہے اور متصل الاسناد آثار کو پھینک دیا ہے اور ان کے دفع کرنے کے لیے وہ حیلہ بناتے ہیں کہ جن کے لیے کسی یقین کرنے والے کا شرح صدر نہیں ہوتا اور نہ کسی مومن کا سر اُٹھتا ہے۔" الخ [1]

نواب وحید الزمان صاحب رقمطراز ہیں:

"غیر مقلدوں کا گروہ جو اپنے تئیں اہلحدیث کہتے ہیں انہوں نے ایسی آزادی اختیار کی ہے کہ مسائل اجماعی کی بھی پرواہ نہیں کرتے نہ سلف صالحین صحابہ اور تابعین کی، قرآن کی تفسیر صرف لغت سے اپنی من مانی کر لیتے ہیں۔ حدیث شریف میں جو تفسیر آچکی ہے اس کو بھی نہیں سنتے، بعضے عوام اہلحدیث کا یہ حال ہے کہ انہوں نے صرف رفع یدین اور آمین بالجہر کو اہلحدیث ہونے کے لیے کافی سمجھا ہے، باقی اور آداب اور سنن اور اخلاق نبوی سے کچھ مطلب نہیں، غیبت جھوٹ افترا سے باک نہیں کرتے۔ ائمہ مجتہدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیاء اللہ اور حضرات صوفیہ کے حق میں بے ادبی اور گستاخی کے کلمات زبان پر لاتے ہیں اپنے سوا تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں بات بات میں ہر ایک کو مشرک اور قبر پرست کہہ دیتے ہیں۔" [2]

---

[1] عبدالجبار غزنوی: مولانا — فتاوی علماء حدیث ج ۷ ص ۸۰

[2] وحید الزمان: نواب — لغات الحدیث ج ۲ ص ۹۱ کتاب ش

قارئین کرام آپ نے غیر مقلدین کے نواب صاحبان اور دیگر علماء کے حوالے ملاحظہ فرمائیے، غور کیجئے کہ وہ غیر مقلدین کے رویہ سے کس قدر نالاں ہیں اور اس حقیقت کا کھلے دل سے اعتراف کر رہے ہیں کہ ان لوگوں کو حدیث سے سوائے متنازعہ مسائل کے کوئی مَس نہیں۔ یہ لوگ صرف اپنے آپ کو مسلمان اور موحد سمجھتے ہیں اور اپنے ماسوا باقی سب کو مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہیں۔

غیر مقلدین کے ان نواب صاحبان کا رونا بالکل صحیح ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ غیر مقلدین نے توحید و رسالت اپنے لیے ہی خاص کر رکھی ہے وہ اپنے ماسوٰی سب کو مشرک اور بدعتی سمجھتے ہیں اسی پر بس نہیں صاف طور پر ان کو جہنمی بتلاتے ہیں ان سے نکاح کو ناجائز قرار دیتے ہیں، غیر مقلدین کے ایک مشہور و مستند عالم ابوشکور عبدالقادر حصاروی صاحب نے خاص اس مسئلہ پر ایک کتاب لکھی ہے۔ "سیاحۃ الجنان بمناکحۃ اہل الایمان" اس کتاب سے چند حوالے نقل کیے جاتے ہیں۔

حنفی گمراہ اور فرقہ ناجیہ سے خارج ہیں ان سے نکاح جائز نہیں

عبدالقادر حصاروی صاحب لکھتے ہیں۔

"یہ امر روشن ہو چکا کہ حق مذہب اہلحدیث ہے اور باقی جھوٹے اور جہنمی ہیں تو اہلحدیثوں پر واجب ہے کہ ان تمام گمراہ فرقوں سے بچیں اور ان سے خلا ملا اختلاط میل جول دینی تعلقات نہ رکھیں یعنی باطل مذہب والوں کے پیچھے نمازیں نہ پڑھیں اور ان کے جنازہ میں شامل نہ ہوں ان سے سلام نہ لیں ان سے مناکحت نہ کریں نہ ان کو اپنی لڑکیاں دیں اور نہ ان سے لیں"۔ [1]

آگے لکھتے ہیں۔

"مقلدین حنفیہ کے ہر دو فرقے دیوبندی اور بریلوی بلاشبہ گمراہ اور اہلحدیثوں جیسے مسلمان نہیں ہیں"۔ [2]

---

[1] عبدالقادر حصاروی - سیاحۃ الجنان ص ۴ [2] عبدالقادر حصاروی - سیاحۃ الجنان ص ۵

مزید لکھتے ہیں :

" خواص تو جانتے ہیں میں عوام کی خاطر کچھ عرض کرتا ہوں کہ مقلدین موجودہ دس وجہوں سے گمراہ اور فرقہ ناجیہ سے خارج ہیں جن سے مناکحت جائز نہیں ہے، وجہ اوّل یہ کہ موجودہ حنفیوں میں تقلید شخصی پائی جاتی ہے جو سراسر حرام اور ناجائز ہے"۔ ؎١

نیز لکھتے ہیں :

"مولانا ابراہیم سیالکوٹی نے رسالہ فرقہ ناجیہ میں یہ لکھا ہے کہ ناجیہ فرقہ اہلحدیث ہے اور باقی فرقے بعد میں پیدا ہوئے ہیں، .... اسی طرح مولوی محمد صاحب جوناگڑھی نے اپنی تصنیفات میں حنفیوں کو گمراہ اور فرقہ ناجیہ سے خارج قرار دیا ہے"۔ ؎٢

آخر میں یوں زہر اُگل کر اپنے قلب کو تسکین دیتے ہیں کہ

" سچا فرقہ اور ناجیہ اہلحدیث ہے باقی سب فی النار و السقر ہیں لہٰذا مناکحت فرقہ ناجیہ کی آپس میں ہونی چاہیئے اہل بدعت سے نہ ہو تا کہ مخالطت لازم نہ آئے"۔ ؎٣

غیر مقلدین کے اکابر کے بیانات کے بعد مزید وضاحت کی ضرورت تو محسوس نہیں ہوتی تاہم چند کتب حدیث کے متعلق غیر مقلدین کے رویہ کا ذکر کیا جاتا ہے تا کہ یہ پہلو بھی سامنے آجائے۔

بظاہر ہر غیر مقلد بخاری کا متوالا نظر آتا ہے جب کوئی بات ہو تو بخاری۔ جب کسی حدیث کا ذکر ہو تو بخاری۔ ہر ایک کے منہ پر بخاری بخاری کی رٹ ہے۔ ہر ایک سب سے

؎١ عبدالقادر حصاروی۔ سیاحۃ الجنان ص ۵ ؎٢ عبدالقادر حصاروی۔ سیاحۃ الجنان ص ۱۱

؎٣ " " " " " " ص ۲۳

پہلے بخاری کا حوالہ مانگتا ہے، گویا ان کے نزدیک بخاری کے علاوہ حدیث کی کوئی اور کتاب ہی نہیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ غیر مقلدین کی بخاری سے عقیدت صرف زبانی جمع خرچ تک محدود ہے، کیونکہ جب انہیں بخاری شریف سے ان کے مؤقف کے خلاف حدیثیں دکھلائی جاتی ہیں اور ان کے موقف کے برعکس امام بخاری علیہ الرحمۃ کا اجتہاد دکھلایا جاتا ہے تو ان کی ساری عقیدت کافور ہوجاتی ہے۔ بخاری شریف میں سینکڑوں احادیث ایسی ہیں جن پر غیر مقلدین عمل نہیں کرتے اور امام بخاری رحمہ اللہ کے بیسیوں اجتہادات ایسے ہیں جنہیں غیر مقلدین ماننے کے لیے تیار نہیں راقم کے پاس بخاری شریف کی ان احادیث اور امام بخاری کے ان اجتہادات کی ایک طویل فہرست موجود ہے جس پر غیر مقلدین کا عمل نہیں ہے بخوفِ طوالت یہاں اس کا تذکرہ ترک کیا جاتا ہے کسی دوسرے مقام پر وہ فہرست پیش کی جائے گی انشاء اللہ۔ سردست یہاں وہ حوالجات پیش کئے جاتے ہیں جن سے غیر مقلدین کی بخاری اور امام بخاری سے عقیدت و محبت کا اظہار ہوتا ہے۔

بخاری شریف آگ ہیں (العیاذ باللہ)

مشہور صحافی اختر کاشمیری اپنے سفرنامۂ ایران میں لکھتے ہیں:

"اس سیشن کے آخری مقرر گوجرانوالہ کے اہل حدیث عالم مولانا بشیر الرحمن مستحسن تھے، مولانا مستحسن بڑی مستحب قسم کی چیز ہیں علم محیط (اپنے موضوع پر نافل) جسم بسیط کے مالک، ان کا اندازِ تکلم جدت آلود اور گفتگو رفت ہوتی ہے۔ فرمانے لگے۔

"اب تک جو کچھ کہا گیا ہے وہ قابلِ قدر ضرور ہے قابل عمل نہیں، اختلاف ختم کرنا ضروری ہے مگر اختلاف ختم کرنے کے لیے اسباب اختلاف کو مٹانا ہوگا، فریقین کی جو کتب قابلِ اعتراض ہیں ان کی موجودگی اختلاف کی بھٹی کو تیز تر کررہی ہے کیوں نہ ہم ان اسباب کو ہی ختم کردیں؟ اگر آپ صدقِ دل

سے اتحاد چاہتے ہیں تو ان تمام روایات کو جلانا ہوگا جو ایک دوسرے کی دل آزاری کا سبب ہیں ہم بخاری کو آگ میں ڈالتے ہیں، آپ اصول کافی کو نذر آتش کریں آپ اپنی فقہ صاف کریں ہم اپنی فقہ (محمدی ۔ناقل) صاف کر دینگے"۔ ؎۱

نواب وحید الزماں صاحب کی امام بخاریؒ پر تنقید

نواب وحید الزماں صاحب امام بخاری پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"امام جعفر صادق مشہور امام ہیں ۔ بارہ اماموں میں سے اور بڑے ثقہ اور فقیہ اور حافظ تھے، امام مالک اور امام ابو حنیفہ کے شیخ ہیں، اور امام بخاری کو معلوم نہیں کیا شبہ ہوگیا کہ وہ اپنی صحیح میں ان سے روایت نہیں کرتے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اللہ تعالیٰ امام بخاری پر رحم کرے مروان اور عمران بن حطان اور کئی خوارج سے تو انہوں نے روایت کی اور امام جعفر صادق سے جو ابن رسول اللہ ہیں ان کی روایت میں شبہ کرتے ہیں"۔ ؎۲

ایک دوسرے مقام پر رقمطراز ہیں :

"اور بخاری رحمۃ اللہ علیہ پر تعجب ہے کہ انہوں نے امام جعفر صادق سے روایت نہیں کی اور مروان وغیرہ سے روایت کی جو اعدائے اہل بیت علیہم السلام تھے" ؎۳

نواب وحید الزماں صاحب کی بخاری شریف کے ایک راوی پر سخت تنقید

نواب صاحب بخاری شریف کے ایک راوی مروان بن الحکم پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

؎۱ اختر کاشمیری ۔ آتشکدۂ ایران ص ۱۰۹ ؎۲ وحید الزمان : نواب ۔ لغات الحدیث ج ا کتاب ج ص ۶۱

؎۳ وحید الزمان : نواب ۔ لغات الحدیث ج ۲ کتاب ص ۳۹

"حضرت عثمانؓ کو جو کچھ نقصان پہنچا وہ اسی کمبخت شریر النفس مروان کی بدولت

خدا اس سے سمجھے"۔ [1]

بخاری شریف حکیم فیض عالم کی نظر میں

امام بخاری رحمہ اللہ نے واقعہ افک سے متعلق جو احادیث بخاری شریف میں ذکر کی ہیں ان کی تردید کرتے ہوئے حکیم فیض عالم لکھتے ہیں :

"ان محدثین ۔ ان شارحینِ حدیث ، ان سیرت نویس اور ان مفسرین کی تقلیدی ذہنیت پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے جو اتنی بات کا تجزیہ یا تحقیق کرنے سے بھی عاری تھے کہ یہ واقعہ سرے سے ہی غلط ہے ، لیکن اس دینی و تحقیقی جرأت کے فقدان نے ہزاروں المیے پیدا کیے اور پیدا ہوتے رہیں گے"

ہمارے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح بخاری میں جو کچھ درج فرما دیا وہ صحیح اور لاریب ہے خواہ اس سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت، انبیاء کرام کی عصمت، ازواجِ مطہرات کی طہارت کی فضائے بسیط میں دھجیاں بکھرتی چلی جائیں ، کیا یہ امام بخاری کی اسی طرح تقلید جامد نہیں جس طرح مقلدین ائمہ اربعہ کی تقلید کرتے ہیں"۔ [2]

حکیم فیض عالم کے نزدیک امام بخاری واقعۂ افک کی روایت میں مرفوع القلم ہیں

حکیم فیضِ عالم لکھتے ہیں :

" دراصل امام بخاری میرے نزدیک اس روایت کے معاملہ میں مرفوع القلم ہیں ، داستان گو کی چابک دستی کے سامنے امام بخاریؒ کی احادیث کے متعلق

---

[1] وحید الزمان : نواب لغات الحدیث ج ۲ کتاب س ص ۲۱۳

[2] فیض عالم : حکیم صدیقہ کائنات ص ۱۰۶

تمام چھان بین دھری کی دھری رہ گئی"۔ ؎۱

غیر مقلدین ذرا سوچ کر جواب دیں کہ جب امام بخاری کی اس عظیم واقعہ کے متعلق احادیث کی چھان بین دھری کی دھری رہ گئی تو دیگر احادیث کے متعلق ان کی چھان بین کا اعتبار کیونکر ہو گا؟

بخاری شریف میں موضوع روایت

حکیم فیض عالم تحریر کرتے ہیں کہ

"اب ایک طرف بخاری کی ۹ سال والی روایت ہے اور دوسری طرف اتنے قوی شواہد و حقائق ہیں اس سے صاف نظر آتا ہے کہ ۹ سال والی روایت ایک موضوع قول ہے جسے ہم منسوب الی الصحابہ کے سوا کچھ نہیں کہہ سکتے"۔ ؎۲

بخاری شریف کے ایک مرکزی راوی پر حکیم فیض عالم کی جرح و تنقید

حکیم فیض عالم بخاری شریف کے ایک مرکزی راوی جلیل القدر تابعی اور حدیث کے مدون اول امام ابن شہاب زہری پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ابن شہاب منافقین و کذابین کے دانستہ نہ سہی نادانستہ ہی سہی مستقل ایجنٹ تھے اکثر گمراہ کن، خبیث اور مکذوبہ روایتیں انہیں کی طرف منسوب ہیں"۔ ؎۳

مزید لکھتے ہیں:

"ابن شہاب کے متعلق یہ بھی منقول ہے کہ وہ ایسے لوگوں سے بھی بلا واسطہ روایت کرتا تھا جو اس کی ولادت سے پہلے مر چکے تھے، مشہور شیعہ مؤلف

؎۱ فیض عالم: حکیم صدیقہ کائنات ص ۱۰۶ ؎۲ فیض عالم: حکیم صدیقہ کائنات ص ۸۰
؎۳ " " " ص ۱۰۷

شیخ عباس قمی کہتا ہے کہ ابن شہاب پہلے سنی تھا پھر شیعہ ہو گیا (تتمۃ المنتہیٰ ص ۱۲۹)

عین الغزال فی اسماء الرجال میں بھی ابن شہاب کو شیعہ ہی کہا گیا ہے"۔ ؎۱

قارئین کرام! حکیم فیض عالم کی امام بخاری اور ابن شہاب پر اس شدید جرح کے بعد غیر مقلدین کو بخاری شریف پر سے اعتماد اٹھا لینا چاہیئے اور بخاری شریف کی ان سینکڑوں احادیث سے ہاتھ دھو لینا چاہیئے جن کی سند میں ابن شہاب موجود ہیں بالخصوص حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی رفع یدین والی حدیث اور حضرت عبادہؓ کی قرأت فاتحہ والی حدیث سے تو بالکل دستبردار ہو جانا چاہیئے کیونکہ ان احادیث کی سند میں یہی ابن شہاب موجود ہیں، دیکھئے غیر مقلدین کیا فیصلہ فرماتے ہیں۔

امام ترمذی پر حکیم فیض عالم کی تنقید

حکیم فیض عالم ترمذی شریف کی دو روایتوں پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"امام مسلم سے تقریباً ۲۱ برس بعد ابو عیسیٰ محمد ترمذی نے یہ وضعی روایات اپنی کتاب میں درج کی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ امام مسلم کی وفات کے بعد کسی سبائی ٹکسال میں انہیں گھڑا گیا ہے"۔ ؎۲

مسند امام احمد بن حنبل حکیم فیض عالم کی نظر میں

حکیم صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"مسند احمد بن حنبلؒ کا جامع اول ابو بکر شافعی کے نام سے معروف ہے حقیقت میں یہ شخص رافضی تھا اور بظاہر شافعی بنا ہوا تھا .... مسند کا جامع دوم ابو بکر قطیعی متوفی ۳۶۸ھ ہے یہ بھی شیعہ تھا، ان دونوں شیعوں نے امام احمد اور ان کے بیٹے عبداللہ سے کچھ حدیثیں لے کر ان میں جا بجا اپنے مسلک کے مطابق محو و اثبات کر کے شیعی روایات کے الفاظ کو بدل کر اپنی

؎۱ فیض عالم: حکیم صدیقۂ کائنات ص ۱۰۸ ؎۲ فیض عالم: حکیم خلافت راشدہ ص ۱۰۸

خودساختہ حدیثوں کے مناسب اسناد جوڑ کر چھ جلدوں میں ایک ضخیم مجموعہ احادیث مدون کر ڈالا"۔ [1]

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیے مسند احمد میں ۳۰ ہزار (اور ایک قول کے مطابق ۴۰ ہزار) احادیث ہیں جنہیں امام احمد بن حنبلؒ نے ساڑھے سات لاکھ احادیث میں سے انتخاب کر کے ان کی صحت کا خیال رکھتے ہوئے اپنی مسند میں جمع کیا ہے اور محدثین نے اس مسند کو دوسرے درجہ کی کتب حدیث میں شمار کیا ہے اور امہات الکتب میں سے قرار دیا ہے، لیکن کیا کہیئے غیر مقلدین کے ان محقق صاحب کو کہ انہوں نے اس قدر احادیث کو شیعوں کی کارستانی قرار دے کر ان پر سے اعتماد ختم کر ڈالا اور پھر بھی کہلائے اہلحدیث، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

شرح معانی الآثار مولوی عبدالعزیز مناظر ملتانی کی نظر میں

مولوی عبدالعزیز ملتانی ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"جواب اس کا یہ ہے کہ یہ سب امام طحاوی حنفی کا نظریہ ہے جو کسی طرح بھی قابل وثوق نہیں، آپ امام مزنی کے بھانجہ اور شاگرد ہیں اپنے ماموں سے کسی وجہ سے ناراض ہو کر حنفی ہو گئے پھر کیا تھا حنفی مذہب کی حمایت اور تائید میں ایک مستقل کتاب بنام معانی الآثار لکھ ماری جس میں ضعیف حدیثوں کی تصحیح اور صحاح کی تضعیف کر کے احناف کی رضا جوئی حاصل کی۔" [2]

غیر مقلدین کے دل میں ذرا خوف خدا نہیں، اتنے بڑے جلیل القدر محدث پر الزام لگاتے ہوئے حیا نہیں آئی، بے دھڑک جو منہ میں آیا کہہ دیا، امام طحاویؒ اپنے ماموں سے ناراض ہو کر حنفی نہیں بنے بلکہ وجہ اور ہے یہ وجہ خود امام طحاویؒ بیان فرماتے ہیں امام طحاویؒ

[1] فیض عالم: حکیم خلافت راشدہ ص ۸۴ - ۸۵

[2] عبدالعزیز ملتانی فیصلہ رفع یدین ص ۱۰ مندرج استیصال التقلید طبع فاروقی کتب خانہ ملتان

سے محمد بن احمد شروطیؒ نے پوچھا کہ آپ نے اپنے ماموں کا مسلک کیوں ترک کیا اور امام ابو حنیفہؒ کا مسلک کیوں اختیار کیا ؟

فرمایا۔

" اس کی وجہ یہ ہوئی کہ میں دیکھتا تھا کہ میرے ماموں امام اعظم کی کتابوں کا مسلسل مطالعہ فرماتے ہیں اس لیے میں نے بھی یہی مسلک اختیار کر لیا"۔ لہ

معلوم ہوا کہ امام طحاویؒ کی اپنے ماموں سے کوئی ناراضگی نہیں تھی یہ سب باتیں حاسدین کی اڑائی ہوئی ہیں۔ دوسرے امام طحاویؒ نے شرح معانی الآثار بعض علماء کے اصرار پر لکھی تھی۔ اصرار کی وجہ یہ تھی کہ بعض ملحدین لوگوں کے سامنے یہ ذکر کرتے تھے کہ احادیث آپس میں بہت متناقض و متعارض ہیں، جس سے کم علم اور کمزور ایمان والے کچھ تذبذب کا شکار ہوتے تھے، امام طحاویؒ نے اس مشکل کو حل کرنے کے لیے ایک کتاب لکھی جس میں ناسخ و منسوخ راجح و مرجوح معمول و متروک کو ظاہر کیا تاکہ عوام الناس کسی تذبذب کا شکار نہ رہیں مگر حاسدوں کا خدا بھلا کرے انہوں نے امام طحاویؒ کا احسان ماننے کے بجائے اُلٹا ان پر طعن شروع کر دیا اور الزام لگایا کہ امام طحاویؒ نے احناف کی رضاجوئی کے لیے یہ کام کیا حاشا و کلا ہرگز ہرگز امام طحاویؒ سے یہ گمان نہیں کیا جا سکتا خود ان کی کتاب شہادت دے رہی ہے کہ معاملہ ہرگز ایسا نہیں کیونکہ شرح معانی الآثار میں بہت سی احادیث ایسی ہیں جو احناف کے ہاں معمول بہا نہیں ہیں لیکن خود امام طحاویؒ کا معمول ہیں۔

۴۔ غیر مقلدین کا مقصد احیاء سُنّت نہیں امت میں اختلاف و انتشار پھیلانا ہے

جس شخص کے دِل میں بھی احیاء سنت کا جذبہ ہوتا ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

لہ سید فخر الحسنؒ حیات امام طحاوی ص ۳۷

کی چھوٹی سی چھوٹی سنت پر بھی عمل کرتا ہے اور اس کے چھوڑنے کو بُرا سمجھتا ہے اور اس میں کسی مصلحت کی پرواہ نہیں کرتا، جیسا کہ اس پر اسلاف کے واقعات شاہد ہیں۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ غیر مقلدین جو اتباع سنت کے دعویدار ہیں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام سنتوں کو اپناتے اور کسی بھی سنت کے چھوڑنے کو بُرا جانتے لیکن وہ ایسا نہیں کرتے ان کے ہاں فقط ان اعمال پر زور ہے جو مختلف فیہ ہیں اور ان لوگوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دوسری سینکڑوں سنتوں سے جو سونے جاگنے چلنے پھرنے کھانے پینے ملنے جلنے معاشرت و معاملات سے متعلق ہیں کوئی سروکار نہیں۔

اور جن متنازع فیہ اعمال پر ان کا زور ہے ان میں بھی یہ حال ہے کہ جہاں کوئی مصلحت دیکھی انہیں ترک کر دیا مثلاً رفع یدین کو لے لیجئے، ان لوگوں کے یہاں رفع یدین سنت مؤکدہ، سنت دائمہ، سنت متواترہ، بلکہ فرض و واجب تک کے درجے میں ہے جس کے اثبات کے لیے انہوں نے سینکڑوں کتابیں لکھی ہیں جس پر ہر وقت مناظرہ و مجادلہ بلکہ مقاتلہ تک کے لیے تیار ہیں، اس عمل کو بھی یہ لوگ ذاتی اغراض کے لیے ترک کر دیتے ہیں، چند حوالے ملاحظہ فرمائیے۔

عنایت اللہ اثری لکھتے ہیں:

"انہیں ایام کا ذکر ہے کہ مولوی عبدالوہاب صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ مولوی عبدالحکیم نصیر آبادی جب فلاں جگہ جاتے ہیں تو وہاں کے احناف کی خاطر رفع الیدین چھوڑ دیتے ہیں"۔ [۱]

(۲) غیر مقلدین کے جماعتی آرگن "ہفت روزہ الاعتصام" میں رفع یدین سے متعلق ایک سوال و جواب شائع ہوا ہے اُسے بھی ملاحظہ فرمائیں:

سوال یہ ہے۔

(۱) "بندہ رفع الیدین کو سنت رسول سمجھ کر نماز میں ادا کرتا ہے والدین کا

---

[۱] عنایت اللہ اثری - الجسر البلیغ ص ۲۳

اصرار ہے کہ رفع الیدین چھوڑ دو مجھے اس صورت میں سنتِ رسول پر عمل کرنا چاہیئے

یا والدین کی اطاعت ؟

(۲) چونکہ اسلامی تعلیمات میں اس قسم کی نظائر ملتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور جہاد کے مواقع پر اطاعت و خدمتِ والدین کو ترجیح دی ہے اب جبکہ رفع الیدین سنت ہے اور اطاعت و خدمتِ والدین فرض ہے مجھے کس پہلو کو ترجیح دینا چاہیئے بہرحال ابھی تک میں سنت پر پابند ہوں مگر تذبذب ضرور رہتا ہے، کہ کہیں روزِ حشر خدا کے ہاں والدین کا نافرمان نہ ٹھہر جاؤں ۔

سائل محمد گلزار عابد ولد محمد اسماعیل ارزانی پور)

غیر مقلدین کے شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی جواب دیتے ہیں ۔

" الجواب بعون الوہاب ، ان حالات میں والدین کی دلجوئی کے لیے ترک رفع یدین کی گنجائش ہے ، البتہ وقتاً فوقتاً بطریق احسن افہام و تفہیم کا سلسلہ جاری رہنا چاہیئے لعل اللہ یحدث بعد ذالك امرا

ہمارے بعض اسلاف تبلیغی مصلحت کے پیشِ نظر ترکِ رفع پر عامل تھے اس طرح ممکن ہے آپ بھی کوئی بہتر ناصحانہ کردار ادا کر سکیں " ۔ [1]

راقم کے علم میں ہے کہ تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور کے ایک بڑے مولوی صاحب جب دیو بندی اور بریلوی امام کے پیچھے ان کی مساجد میں نماز پڑھتے ہیں تو رفع یدین نہیں کرتے یہ ہے غیر مقلدین کا رفع یدین سے عشق کہ جہاں مصلحت دیکھی اسے چھوڑ دیا ۔ یہ ایک رفع یدین ہی کی بات نہیں بلکہ ان لوگوں کے یہاں مسئلہ ہی یہ ہے کہ سنت کی خلاف ورزی جائز اور اس کے ترک پر کوئی گناہ نہیں ۔

چنانچہ مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب سے سوال ہوا کہ

---

[1] ثناء اللہ مدنی رسالہ الاعتصام ص ۵ ۔ ۹۰ء ۔

"کوئی شخص فرض نماز ادا کرے اور سنتِ مؤکدہ یا غیر مؤکدہ ترک کر دے تو خدا کے پاس اس ترکِ سنت کا کیا مواخذہ ہوگا"؟

مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب نے جواب دیا

"جواب سنتوں کی وضع رفع درجات کے لیے ہے ترکِ سنن سے رفع درجات میں کمی رہتی ہے مواخذہ نہیں ہوگا انشاء اللہ" [۱]

جماعت غرباء اہلحدیث کے مفتی عبدالستار صاحب کے چند فتاوی بھی ملاحظہ فرمالیں

"سوال نمبر ۲۲۱۔ کیا قبلہ رُخ پاؤں کر کے سونا جائز ہے (محمد عاشق از ابوہر)

جواب نمبر ۲۲۱۔ لیٹنے والے کی نیت اگر توہینِ کعبہ نہ ہو تو درست ہے اگر ہو تو نادرست ہے۔ نیت درست ہو تب بھی افضل و بہتر و مسنون طریقہ یہی ہے کہ قبلہ کی طرف منہ شمال کی جانب سر ہو جنوب کی جانب پیر ہوں جس طرح مردہ کو قبر میں لٹایا جاتا ہے اگر اس کے خلاف لیٹے گا تو مسنون نہیں جائز ہے"۔ [۲]

سوال (۳) "سُنا ہے کہ آپ (مفتی عبدالستار) اور آپ کے طلباء نماز کی سنتوں کو ضروری نہ سمجھ کر نہیں پڑھتے کیا یہ صحیح ہے اور کیا حقیقتاً سنتیں نہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں فقط والسلام آپکا مخلص عبداللہ عفی عنہ صفر ۱۳۸۲ھ

جواب: (۳) میں یا میرے طلباء سنتوں کو سنت سمجھ کر پڑھتے ہیں فرض یا واجب نہیں جانتے۔ کوئی شخص کسی وجہ سے سنتیں نہ پڑھے تو ثواب سے محروم ہوگا، کافر یا گنہگار نہ ہوگا۔ حضور علیہ السلام نے ایک اعرابی اور ایک نجدی شخص کو توحید، نماز، روزہ، زکوٰۃ فرض کی ادائیگی پر مفلح اور جنتی فرمایا تھا نیز آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس عالم کو جو فرض نماز پڑھ کر کتاب و

---

[۱] ثناء اللہ: امرتسری - فتاوی ثنائیہ ج ۱ ص ۶۲۷ [۲] عبدالستار: مفتی - فتاوی ستاریہ ج ۱ ص ۱۳۰

سنت کے درس دینے میں مصروف ہو جاتا ہے عابد پر فضیلت دی ہے ،

فقط ابو محمد عبدالستار امام جماعت غرباء اہل حدیث کثر اللہ سوادھم مورخہ ۳ صفر ۱۳۷۸ھ [1]

سوال (۴) " نبی علیہ السلام نے فجر کی سنتیں کبھی ترک کی ہیں ؟ نوافل وسنت کے ترک پر گناہ تو نہیں ؟

جواب (۴) نوافل وسنن صلوٰۃ کے ترک پر گناہ نہیں" [2]

نواب صدیق حسن خان صاحب تحریر فرماتے ہیں :

"والسنۃ ان تکون السورۃ بعد الفاتحۃ و بعد آمین و یقرأ علی ترتیب المصحف و لو خالف جاز وصح بلا کراھۃ" [3]

اور سنت یہ ہے کہ سورۃ ، فاتحہ اور آمین کے بعد ہو اور (باقی سورتوں میں بھی) قرآن کی ترتیب کے مطابق پڑھے اگر ترتیب کے خلاف پڑھا تو بھی جائز اور بلا کراہت صحیح ہے ۔

نماز سے ہٹ کر دیگر سنتوں کے متعلق غیر مقلدین کے اکابر کا طرز عمل بھی ملاحظہ فرمائیے ۔ میاں نذیر حسین صاحب کے ایک شاگرد مولوی سلامت اللہ جیراجپوری صاحب کے صاحبزادے اسلم جیراجپوری صاحب لکھتے ہیں ۔

" ان (مولوی بشیر احمد سہسوانی شاگرد میاں نذیر حسین صاحب ۔ ناقل) کی بیٹی کو بیاہنے کے لیے سہسوان کے ایک معزز اور دولتمند رئیس آئے ۔ جماعت اہل حدیث میں اس شادی کی بڑی دھوم تھی ۔ میں بھی والد صاحب کے ساتھ مدار المہام صاحب کی مسجد میں گیا جہاں نکاح تھا ۔ مجھے تعجب

---

[1] عبدالستار : مفتی - فتاویٰ ستاریہ ج ۴ ص ۴۵-۴۶ [2] عبدالستار مفتی - فتاویٰ ستاریہ ج ۴ ص ۴۵

[3] صدیق حسن خان ، نزل الابرار ص ۸۳ - بحوالہ اظہار التحسین ص ۴۰

ہوا کہ مہر پچاس ہزار اشرفی مقرر کیا گیا۔ واپسی پر جب ہم سوار ہوئے تو میں نے والد سے کہا کہ اس قدر مہر تو سنت کے خلاف ہے، ہماری مسجد کے مؤذن حاجی نعمت اللہ پرتاپ گڑھی بھی ساتھ تھے جنہوں نے اجودھیا کے جہاد میں مولوی امیر علی کا ساتھ دیا تھا، متقی، مجاہد اور سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈرنے والے، میری بات سُن کر بولے کہ

"مولویوں کا حال مجھ سے سنو۔ یہی مولوی محمد بشیر اور قاضی شیخ محمد اور فلاں فلاں ہماری مسجد میں ایک دن بیٹھے ہوئے گفتگو کر رہے تھے، مسئلہ یہ طے ہوا کہ خانۂ خدا میں سوائے اللہ کے کسی کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔ اسی درمیان میں نواب صدیق حسن خان آ گئے جو اس وقت شیش محل میں رہتے تھے اور جماعت اسی مسجد میں پڑھتے تھے۔ یہ سارے مولوی ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے صرف میں بیٹھا ہوا تھا اور ہنس رہا تھا۔ نواب صاحب نے پوچھا کہ کیا بات ہے؟ میں نے سارا قصہ سنایا وہ بھی ہنس پڑے۔ یہ مولوی ہم کو تو حدیث سناتے ہیں کہ جس عورت کا مہر کم ہو وہ برکت والی ہوتی ہے اور خود اپنی بیٹیوں کا مہر بندھواتے ہیں پچاس ہزار دینار سُرخ۔" [1]

ان حوالجات سے ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کے یہاں متفق علیہ اور مؤکدہ سنتوں کی ادائیگی ضروری ہے اور نہ ان کے چھوڑنے پر کوئی گناہ ہے بلکہ سنت سے ہٹا ہوا عمل بلا کراہت صحیح ہے مکروہ بھی نہیں۔ لیکن آمین بالجہر، رفع یدین وغیرہ جن کے مستحب ہونے میں بھی امت کا اختلاف ہے وہ ان کے یہاں اس قدر ضروری ہیں کہ ان پر عملدرآمد کیے بغیر نہ کسی کی نماز صحیح ہے اور نہ کوئی ان کے بغیر محمدی بن سکتا ہے، ان باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ احیاء سنت میں مخلص نہیں اور نہ ان کا مقصد احیاء سنت ہے، ان کا مطمح نظر فقط اختلافی مسائل کو ہوا دینا ہے اور ہر اس کام کا الٹ کرنا ہے جو اہلسنت کا معمول ہے۔

---

[1] سلیم چیا اجہوری۔ نوادرات ص ۱۸۴

مشہور ہے کہ کسی شیعہ نے اپنے شیعہ ذاکر سے پوچھا یہ تو بتلائیے ہمارا مذہب کیا ہے؟ ذاکر نے جواب دیا کہ اہل سنت جو کریں اس کا اُلٹ کرنا ہمارا مذہب ہے۔

شاید غیر مقلدین نے بھی اسی روش کو اپنا لیا ہے اور ہر اس مسئلہ کی مخالفت کرنا جہاد سمجھنے لگے ہیں جو اہل سنت کے یہاں مفتیٰ بہا ہے اور اہل سنت کا اس پر عمل ہے جس کا منطقی نتیجہ اختلاف و انتشار کا پیدا ہونا ہے۔

مثلاً

(۱) یہ لوگ گُدّی پر مسح کو بلا وجہ بدعت کہتے ہیں حالانکہ گدی پر مسح احادیث سے ثابت ہے۔ [۱]

(۲) عام نائلن اور سوتی جرابوں پر لوگوں کو دکھلا کر مسح کرتے ہیں حالانکہ یہ کسی صحیح و صریح حدیث سے ثابت نہیں۔

(۳) دوران نماز زبردستی پاؤں سے پاؤں ملاتے ہیں حالانکہ کسی بھی مرفوع حدیث میں اس کا تذکرہ نہیں۔

(۴) چیخ کر آمین کہنے کو سنت سمجھتے ہیں حالانکہ شریعت میں چیخنا منع آیا ہے، [۲] بالخصوص مسجد میں۔

(۵) رکوع میں جاتے اُٹھتے رفع یدین نہ کرنے سے نماز کو ناقص بلکہ فاسد تک کہہ دیتے ہیں حالانکہ نہ یہ کسی حدیث میں ہے اور نہ ہی اہل سنت میں سے کسی امام کا یہ مسلک ہے۔

(۶) جو امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز کو باطل کہتے ہیں، ان کے نزدیک اس کی نماز ہی نہیں ہوتی، حالانکہ یہ کسی صحیح، صریح، مرفوع حدیث سے

---

[۱] دیکھئے التلخیص الحبیر ج ۱ ص ۹۲-۹۳ نیل الاوطار ج ۱ ص ۱۸۰

[۲] دیکھیے سورۂ اعراف آیت ۵۵ - بخاری ج ۲ ص ۵۰۶ مسلم ج ۲ ص ۳۴۶

ثابت نہیں اور نہ ہی یہ ائمہ اربعہ میں سے کسی کا مسلک ہے۔

(۷) فجر کی رہ جانے والی سنتوں کو فجر کی نماز کے فوراً بعد ادا کر لینے پر زور دیتے ہیں حالانکہ متعدد احادیث میں اس سے ممانعت آئی ہے۔[۱]

(۸) دیگر متفق علیہ نوافل کو چھوڑ کر جمعہ کے خطبہ کے دوران اور مغرب کی نماز سے پہلے نفل پڑھنا ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ یہ نوافل ائمہ اہل سنت کے یہاں متروک یا مختلف فیہ ہیں اور کتب حدیث میں ان کے معارض احادیث موجود ہیں۔[۲]

(۹) جمع بین الصلوٰتین پر بے خوف و خطر عمل کرتے ہیں حالانکہ صحابہ و تابعین بلا عذر جمع بین الصلوٰتین کو گناہِ کبیرہ قرار دیتے تھے۔[۳]

(۱۰) ننگے سر نماز پڑھنے میں فخر محسوس کرتے ہیں حالانکہ ننگے سر نماز پڑھنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت مبارکہ کے خلاف ہے اور بقول مولانا محمد داؤد غزنوی کے بدرسم ہے۔[۴]

(۱۱) عورت و مرد کی نماز میں فرق کو بدعت کہہ کر مٹانا کارِ ثواب سمجھتے ہیں حالانکہ متعدد احادیث میں فرق موجود ہے۔[۵]

(۱۲) عورتوں کے جمعہ و عیدین کے لیے کھلے میدان اور مساجد میں آنے پر زور دیتے ہیں حالانکہ صحابہ و تابعین زمانہ کی تبدیلی کی وجہ سے عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع کرتے تھے۔[۶]

---

[۱] دیکھئے بخاری ج ۱ ص ۸۲ نسائی ج ۱ ص ۶۷ مسلم ج ۱ ص ۲۷۶ وغیرہ [۲] دیکھئے موطا امام مالک ج ۱ ص ۸۸ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۱۱ طحاوی ج ۱ ص ۲۵۴ فتح القدیر ج ۱ ص ۳۸۸ [۳] دیکھئے ترمذی ج ۱ ص ۲۶ مستدرک حاکم ج ۱ ص ۲۷۵ موطا امام محمد ص ۱۲۹ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۵۹ [۴] دیکھئے فتاوی علماء حدیث ج ۴ ص ۲۹۱ [۵] دیکھئے مراسیل ابی داود ۸ جامع المسانید ج ۱ ص ۴۰۰ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۷۰ وغیرہ [۶] دیکھئے بخاری شریف ج ۱ ص ۱۲۰ و درمنثور ج ص

۱۳۔ آٹھ رکعت تراویح کی ترویج و تبلیغ کو جہاد سمجھتے ہیں حالانکہ صحابہ و تابعین بیس[۲۰] رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے اور اہلسنت کے ائمہ اربعہ میں سے کوئی بھی ۲۰ رکعات سے کم تراویح کا قائل نہیں۔[۱]

۱۴۔ گاؤں، دیہات میں جمعہ کی نماز پڑھنے کو فرض عین قرار دیتے ہیں حالانکہ احادیث و آثار میں اس کی ممانعت آئی ہے۔[۲]

۱۵۔ مسجد محلہ میں دوسری تیسری بلکہ چوتھی جماعت کے کروانے کو ثواب کا کام سمجھتے ہیں حالانکہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معمول مبارک کے بالکل خلاف ہے۔[۳]

۱۶۔ عیدین کی نماز میں بارہ تکبیروں کو ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ یہ کسی صحیح صریح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں جب کہ چھ تکبیریں کہنا صحیح آثار سے ثابت ہے۔

۱۷۔ نماز جنازہ اونچی آواز سے پڑھتے ہیں، حالانکہ یہ کسی صحیح صریح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں اور نہ ہی یہ ائمہ مجتہدین ائمہ اہل سنت میں سے کسی کا مسلک ہے (البتہ روافض کا ضرور معمول ہے)

۱۸۔ قربانی عید کے چوتھے دن کرنے کو احیاء سنت سمجھتے ہیں حالانکہ کسی صحیح صریح مرفوع حدیث سے چوتھے دن قربانی کرنا ثابت نہیں۔

۱۹۔ اونٹ کی قربانی میں دس آدمیوں کو شریک کرنا بھی صحیح سمجھتے ہیں حالانکہ یہ کسی صحیح صریح مرفوع حدیث سے ثابت نہیں بلکہ صحیح حدیث کے خلاف ہے اور ائمہ اہل سنت ائمہ اربعہ میں سے کسی کا بھی مسلک نہیں۔

۲۰۔ ایک مجلس کی دی ہوئی تین طلاقوں کو ایک ہی سمجھتے ہیں حالانکہ صحابۂ کرام کا اس پر

---

[۱] دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ سنن الکبریٰ بیہقی ج ۲ کنز العمال مختصر قیام اللیل للمروزی

[۲] دیکھئے فتح الباری ج مصنف عبدالرزاق ج ۳ ص ۱۶۸ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۱۰۱

[۳] دیکھئے مجمع الزوائد ج ۲ ص ۴۵ کتاب الام جلد ۱ ص ۱۵۴-۱۵۵ المدونۃ الکبریٰ ج ۱ ص ۹۰

اجماع ہے کہ ایک مجلس کی دی ہوئی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی۔ یہی ائمہ اہلسنت ائمہ اربعہ کا مسلک ہے۔

۲۔ مصافحہ ایک ہی ہاتھ سے کرنے میں اپنی شان سمجھتے ہیں حالانکہ کسی ایک بھی صحیح صریح مرفوع حدیث سے صرف کیلئے داہنے ہاتھ سے مصافحہ کرنا ثابت نہیں۔

۳۔ تقلید کو شرک و بدعت اور تمام برائیوں کی جڑ کہتے ہیں حالانکہ تقلید قرآن وحدیث اجماع امت اور قیاس مجتہد چاروں دلائل سے ثابت ہے۔ اہل باطل کو چھوڑ کر ساری امت مسائل اجتہادیہ میں ائمہ مجتہدین کی تقلید پر متفق رہی ہے جن میں بڑے بڑے محدثین۔ فقہاء اور اولیاء ہوئے ہیں۔ اور ان جیسے بیسیوں مسائل ہیں جن میں غیر مقلدین اہلسنت کے خلاف چلتے ہیں اور اس میں اجماعی مسائل کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ لہذا اب اس کے سوا اور کیا کہا جائے کہ ان لوگوں کا مقصد احیاء سنت نہیں بلکہ امت میں اختلاف وانتشار پھیلانا ہے جس کا آج کل بخوبی مشاہدہ ہو رہا ہے۔

اس موقع پر غیر مقلدین کے ایک ماہانہ رسالے "ترجمان الحدیث" ج ۲۳ شمارہ نمبر ۵ کے ایک صفحہ کا عکس پیش کیا جاتا ہے۔ یہ صفحہ ایک غیر مقلد مولوی خواجہ قاسم کے مضمون کا ہے۔ اس صفحہ کو پڑھ کر قارئین اندازہ فرمائیں کہ غیر مقلدین کی محنت و قوت کس کام میں صرف ہو رہی ہے؟ آیا یہ اختلاف وانتشار کو ہوا دی جا رہی ہے یا نہیں؟ خواجہ صاحب نے اپنے مضمون کا عنوان قائم کیا ہے۔ "غیر اہل حدیث کی گالیوں کے جواب میں" کہتے ہیں آئینہ میں اپنا ہی منہ نظر آتا ہے۔ خواجہ صاحب کا اپنے رسالوں میں خود اپنا انداز تبرائی اور سوقیانہ ہے اس لیے دوسروں کی تنقید انہیں گالیاں نظر آتی ہیں۔ خیر سردست اس کو چھوڑئیے اصل بات تو یہ عرض کرنی ہے کہ اس وقت غیر مقلدین امت میں اختلاف وانتشار کو ہوا دینے میں مصروف ہیں جس کا ایک زندہ ثبوت خواجہ قاسم کی یہ تحریر ہے جس میں تمام اختلافی مسائل کا تذکرہ ہے جنہیں ہوا دے کر غیر مقلدین اپنا مطلب نکالتے ہیں۔

لیجئے یہ ہے عکس خواجہ قاسم کی تحریر کا ۔

ماہنامہ ترجمان الحدیث

تحریر جناب محمد قاسم خواجہ

غیر اہلِ حدیث کی گالیوں کے جواب میں

تقلید پر نزاع کا عالم !

تقلید کا زور ٹوٹ رہا ہے سمجھدار لوگ اس سے کنی کترانے لگے ہیں۔ بستیوں میں جمعے ہو رہے ہیں۔ عورتوں کو مسجدوں میں آنے کی اجازت مل گئی ہے۔ غائبانہ نمازِ جنازہ پڑھی جانے لگی ہے۔ احناف کی مساجد آٹھ تراویح کے بعد دو تہائی سے زیادہ خالی ہو جاتی ہیں۔ مسجدوں میں دو بارہ جماعتیں ہونے لگی ہیں۔ — تین طلاق کے مسئلے پر حنفی علماء خود اپنے مقتدیوں کو اہلحدیثوں کے پاس جانے کا مشورہ دینے لگے ہیں۔ حلالے کے علمبرداروں کو حلالہ کا مسئلہ بتلاتے ہوئے گھبراہٹ محسوس ہونے لگی ہے۔ اب انہیں مفقود الخبر کی بیوی کے بارے میں نوے برس کی مدت بتلانے میں بھی شرم آنے لگی ہے۔ بلکہ تقلید کے مبلغین ہر مسئلے پر تحقیق کے میدان میں قدم رکھ چکے ہیں۔ جو تقلید کی عین ضد ہے۔ —— الغرض تقلید پر نزاع کا عالم طاری ہے وہ جانکنی کے عذاب میں مبتلا ہے اور بچنے کیلئے ہاتھ پاؤں مار رہی ہے۔ تقلید کے محافظ اسے آکسیجن لگا کر زندہ رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اسے ایسا خون دے رہے ہیں جس کا گروپ اس کے گروپ سے نہیں ملتا۔ جب کوئی صورت کارگر ثابت نہیں ہوتی تو غصہ نکالنے کیلئے پڑوسیوں کو گالیاں دینا شروع کر دیتے ہیں۔

حنفی علماء کرام !

شہر گوجرانوالہ میں پہلے بھی حنفی علماء کرام رہتے تھے مثلاً حضرت مولانا محمد چراغ صاحب حضرت مولانا عبد الواحد صاحب، حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب، حضرت مفتی خلیل احمد صاحب

قارئین کے سامنے حال ہی میں پیش آنے والا کراچی کا ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔ جس کا تذکرہ مفتی رشید احمد صاحب نے کیا ہے۔ انہیں کے الفاظ میں یہ واقعہ ملاحظہ فرمائیں :

مفتی صاحب رقمطراز ہیں :

" ایک اور اعجوبہ سماعت فرمائیں آبادی کے اندر بول و براز کی حالت میں قبلہ کی طرف رُخ کرنے کا جواز مختلف فیہ ہے اس لیے احتیاط بہرحال اس میں ہے کہ اس سے احتراز کیا جائے مگر اہل حدیث کے ہاں تو دوسرے مذاہب کی مخالفت ہی بڑا جہاد ہے چنانچہ کراچی میں انہوں نے اپنی مسجد کے استنجا خانے گرا کر از سر نو قبلہ رُخ تعمیر کرائے ہیں وجہ دریافت کرنے پر ارشاد ہوا کہ یہ سنت چودہ سو سال سے مردہ تھی ہم نے اسکو زندہ کیا ہے" [1]

اندازہ کیجئے۔ کیا قبلہ کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنا احیاء سنت ہے ؟ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہی حکم ہے اور کیا صحابہ و تابعین اور دیگر مسلمان ایسا ہی کرتے تھے ہرگز نہیں ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم نیز صحابہ کرام کا قصہ اور انکا عمل سن لیجیے۔

" حضرت ابو ایوب انصاری سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب تم بیت الخلا ء آؤ تو پیشاب پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف رُخ کر کے نہ بیٹھا کرو بلکہ مشرق یا مغرب کی طرف رُخ کیا کرو (یہ حکم مدینہ شریف کے اعتبار سے ہے کیونکہ مسجد نبوی کا قبلہ جنوب کی طرف ہے) حضرت ابو ایوب انصاری فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ملک شام آئے تو یہاں بیت الخلا قبلہ رُخ بنے ہوئے پائے ہم تو رُخ تبدیل کر کے بیٹھتے تھے پھر بھی اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے تھے" [2]

---

[1] رشید احمد لدھیانوی مفتی ۔ احسن الفتاوی ج ۳ ص ۱۱۰

[2] دیکھیے مسلم شریف عربی ج ۱ ص ۱۳۰

غیر مقلدین کی ایسی ناشائستہ حرکات جو سراسر حدیث کے خلاف ہیں ان کے ہوتے ہوئے اب بھی انہیں اگر انتشار و اختلاف کا باعث نہ سمجھا جائے اور بقول غیر مقلدین کے اسے احیاء سنت ہی کہا جائے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ بر خلاف سنت کام سنت ہے اور صحیح سنت پر عمل کرنا دین سے دور رہنا ہے العیاذ باللہ۔

گزشتہ صفحات میں آپ نے یوسف پنشنر کی کارروائی ملاحظہ فرمائی اس کے ان الفاظ پر ایک مرتبہ پھر نظر ڈال لیجئے وہ کہتا ہے۔

"امرتسر میں یہ گل کھلا کر میں اپنے وطن ضلع مظفر گڑھ میں شادی کرانے چلا گیا ریل نہ ہونے کی وجہ سے کئی دنوں کا سفر تھا، راستے میں بھی یہی طریق رہا، جہاں نماز پڑھی آمین بالجہر کہی اور شورش ہوئی خدا خدا کر کے اپنے وطن حسین پور ضلع مظفر گڑھ میں پہنچے وہاں بھی اپنے قصبہ (حسین پور) میں آمین بالجہر کہی تو عام شورش ہوئی یہاں تک کہ میرے سسرال والوں نے نکاح دینے سے انکار کر دیا"۔

ملاحظہ فرمائیے یہ طریقہ ہے غیر مقلدین کے احیاء سنت کا، جہاں جاتے ہیں گل کھلاتے ہیں اور وہ گل یہی کھلتا ہے کہ بھائی بھائی دست و گریباں ہو جاتے ہیں ماں باپ اور آل و اولاد میں نفرت ہو جاتی ہے۔ لوگوں میں عام شورش اور اختلاف و انتشار پیدا ہوتا ہے نوبت مقدمہ بازی تک پہنچتی ہے۔ حالانکہ احیاء سنت کا ثمرہ تو یہ ہوتا ہے کہ ٹوٹے دل جوڑ جاتے ہیں باہم الفت و محبت پیدا ہوتی ہے۔ درحقیقت غیر مقلدین احیاء سنت نہیں کرتے مسائل متنازعہ کو چھیڑتے ہیں جس کا نتیجہ تنازعہ ہوتا ہے یہ لوگ بے نمازی سے یہ نہیں کہتے کہ نماز پڑھو۔ نمازی سے کہتے ہیں کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی اس سے اصل فساد پیدا ہوتا ہے۔

اب تک جو کردار غیر مقلدین کا بیان ہوا اس کی صداقت ان کے بعض عمائد کی

تحریرات سے ظاہر ہوتی ہے ؎ جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے ۔ قارئین غیر مقلدین کے بعض علماء کی تحریرات ملاحظہ فرمائیں ۔

پروفیسر محمد مبارک غیر مقلدین کی ایک ذیلی جماعت، جماعت غرباء اہل حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں ۔

"جماعت غرباء اہل حدیث کی بنیاد صرف محدثین کی مخالفت پر رکھی گئی تھی، صرف یہی مقصد نہیں بلکہ تحریک مجاہدین یعنی سید احمد بریلوی کی تحریک کی مخالفت کرکے انگریز کو خوش کرنے کا مقصد نہاں تھا جس کا اظہار اس طرح کیا گیا کہ ۱۹۰۶ء میں مولوی عبدالوہاب ملتانی صاحب نے اپنے امام ہونے کا دعویٰ کیا اور ساتھ ہی یہ کہا جو میری بیعت نہیں کرے گا وہ جہالت کی موت مرے گا۔" [۱]

میر ابراہیم سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں ۔

"جماعت اہل حدیث اپنے ناقص العلم اور غیر محتاط نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکا نہ کھائے کیونکہ ان میں سے بعض تو پرانے خارجی اور بے علم محض اور پرانے کانگریسی ہیں جو کانگریس کا حق نمک ادا کرنے کے لیے ایک نہایت گہری زمین دوز تجویز کے تحت انگریزی پالیسی تفرقہ ڈالو اور فتح کرو سے مسلمانوں کو اختلافی مسائل میں مشغول کرکے باہمی اتفاق میں رکاوٹ اور مسلمانوں میں خصوصاً اہل حدیث میں تعصب پیدا کرنا چاہتے ہیں"۔ [۲]

قاضی عبدالاحد صاحب خانپوری تحریر فرماتے ہیں :

---

[۱] محمد مبارک : پروفیسر ۔ علماء احناف اور تحریک مجاہدین ص ۴۸

[۲] محمد ابراہیم سیالکوٹی : احیاء المیت ص ۳۶ بحوالہ تحقیق مسئلہ تراویح ص ۴۵

"اس زمانے کے جھوٹے اہلحدیث مبتدعین مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ماجاء الرسول سے جاہل ہیں وہ صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے ہیں روافض کے یعنی جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر و نفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ و زنادقہ کا تھے اسلام کی طرف اسی طرح یہ جاہل بدعتی اہل حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے بعینہ مثل تشیع کے ....

مقصود یہ ہے کہ رافضیوں میں ملاحدہ تشیع ظاہر کر کے حضرت علی اور حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی غلو کے ساتھ تعریف کر کے سلف کو ظالم کہہ کر گالی دے دیں اور پھر جس قدر الحاد و زندقہ پھیلائیں کچھ پرواہ نہیں اسی طرح ان جہال بدعتی کاذب اہلحدیثوں میں ایک دفعہ رفع یدین کرے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کو ہتک کرے مثل امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جن کی امامت فی الفقہ اجماع امت کے ساتھ ثابت ہے اور پھر جس قدر کفر بداعتقادی اور الحاد اور زندیقیت ان میں پھیلاوے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں اور ایک ذرہ چیں بجبیں بھی نہیں ہوتے اگرچہ علماء اور فقہاء اہل سنت ہزار دفعہ ان کو متنبہ کریں ہرگز نہیں سنتے سبحان اللہ ما اشبہ اللیلۃ بالبارحۃ، اور سر اس کا یہ ہے کہ وہ مذہب و عقائد اہل السنۃ والجماعۃ سے نکل کر اتباع سلف سے مستنکف و متکبر ہو گئے ہیں فافہم وتدبر"[1]

ماہانہ مجلہ "اہل حدیث دہلی" کے ایڈیٹر حکیم اجمل خان (یہ وہ حکیم اجمل خان نہیں جو خاندان شریفی کے مشہور و معروف حکیم و طبیب ہیں) اپنی جماعت کی کارروائی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

---

[1] عبدالاحد خانپوری : قاضی - التوحید والسنۃ فی رد اہل الالحاد والبدعۃ ص ۲۶۲

"فی الوقت ہماری جمعیت، مسلک کی دعوت و تبلیغ کے لیے نہیں بلکہ روپیہ، اقتدار کی ہوس کو پورا کرنے کا ذریعہ بن کر رہ گئی ہے، عوام کو بیوقوف بنایا جارہا ہے اور مسلک و جماعت کے نام اور منصب کا بلیک میل کیا جارہا ہے، جس شخص کے پاس جمعیت کا عہدہ و منصب ہو وہ پہلے اس کے ذریعہ عرب دنیا میں چمکتا ہے پھر اپنے کاروبار کو وسیع کرتا ہے کیونکہ اس منصب کے ذریعہ ویزا اور عرب شیوخ تک رسائی بہرحال آسان ہو جاتی ہے اس لیے ان عہدوں پر دوبارہ آنے اور ہمیشہ برقرار رہنے کی کوشش کی جارہی ہے جیسا کہ حالیہ جماعتی انتخابات کے نظارے سامنے آئے ہیں لوگوں نے ایک دوسرے کی ٹانگیں کھینچنے، آبروریزی کرنے، دھاندلی مچانے لاقانونیت اور شرعی تقاضوں کو پامال کرنے میں کوئی کور کسر باقی نہیں رکھی ہے اور آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ سب سے بڑی دھاندلی اور لاقانونیت مرکزی جمعیت کے ناظم صاحب کی طرف سے ہو رہی ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے عہدہ پر دوبارہ آنے کے لیے بے چین ہیں اور اس کے لیے جوڑ توڑ اور دھاندلیاں کر رہے ہیں"۔ [1]

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں:

"دہلی کا حال اس سے بھی زیادہ خراب۔ یہاں جمعیۃ کے کارکنان کو ہنگامہ آرائی اور دینی جماعت کے ماحول کو پراگندہ کرنے، پارٹی بازی پھیلانے کے لیے استعمال کیا گیا"۔ [2]

غیر مقلدین کے چودھویں صدی کے مجدد کے کارنامے

جماعت غرباء اہل حدیث کے دوسرے امام عبدالستار صاحب نے جماعت

---

[1] اجمل خان حکیم۔ مجلہ اہل حدیث انڈیا ص۲ مارچ ۱۹۹۰ء [2] اجمل خان حکیم۔ مجلہ اہل حدیث انڈیا ص۵ مارچ ۱۹۹۰ء

غرباء اہلحدیث کے اجلاس دہلی ۱۳۵۲ میں ایک خطبہ امارت پیش کیا تھا جس میں چودھویں صدی کے اپنے مجدد کی خدمات ذکر کی تھیں، کچھ خدمات آپ بھی ملاحظہ فرماتے چلیں۔

مولوی عبدالستار صاحب لکھتے ہیں ۔

"چودھویں صدی کے مجدد اعظم کی اہم ترین اسلامی خدمات، جناب حافظ کلام رب العلمین رئیس المحدثین امام زمانہ وحید دہرہ مولانا الحاج ابومحمد عبدالوہاب رضی اللہ عنہ حامیٔ توحید و ماحی الشرک محیی السنۃ قامع البدعۃ اپنے زمانہ کے بخاری نے اپنے استاد شیخ الہند میاں صاحب مرحوم سے تحصیل علم کے بعد سنہ ۱۳۰۰ھ میں مدرسہ دارالکتاب والسنۃ کی بنیاد شہر دہلی میں قائم کرکے خالص درس قرآن حدیث شروع کیا اور دیگر علوم آلیہ وعقلیہ منطق وفلسفہ فقہ مروجہ وغیرہ کے ڈھول کا پول کھولنا شروع کیا اور قرآن حدیث کے ہوتے ہوئے ان پر عمل عقیدہ رکھنا رکھانا سخت جرم بتایا اور بیان فرمایا کہ کتب فقہ مروجہ شریعت اسلام کے بالکل منافی ہیں ۔ کتاب وسنت کے ہوتے ہوئے ان پر عمل کرنا محض گمراہی اور حرام ہے بھلا اکل حلال کے ہوتے ہوئے خنزیر کھانا کب روا ہے" ۔ [1]

مزید لکھتے ہیں :

" بعد نماز علی الصباح کلام مجید کا ترجمہ ہوتا ہے، قرآن کھل جاتے ہیں۔ کشن گنج کے تمام اہلحدیث بوڑھوں سے لے کر جوانوں اور شعوردار بچے تک ترجمہ پڑھتے ہیں۔ مولانا ممدوح ترجمہ میں وہ عام فہم دقائق بیان فرماتے ہیں اور شرک وبدعت کی وہ چھاڑ کرتے ہیں اور شخصی تقلید ناسدید کا وہ کھوج کھوتے ہیں اور فقہ کے خراب اور گندہ مسائل کی جو قرآن وحدیث

---

[1] عبدالستار مفتی ، خطبہ امارت ص ۱۳

کے سراسر خلاف ہیں دردمٹی خراب کرتے ہیں کہ باید وشاید اور بے تحاشا سامعین کی زبان سے سبحان اللہ اور بارک اللہ نکلتا ہے"۔ [1]

غیر مقلدین کا احناف کی مساجد میں نماز پڑھنے کا مقصد

غیر مقلدین کے چودھویں صدی کے مجدد اعظم کے پوتے عبد الغفار سلفی حنفیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے یوں گوہر افشانی کرتے ہیں۔

"اہل حدیث کی نماز غیر اہل حدیث کی اقتدا میں بہتر نہیں۔ اگر سنت اور صحیح مسلک واشاعت کی خاطر احناف کی اقتدا میں نماز پڑھی جائے تو جائز کیا بلکہ ضروری ہے کیونکہ آپ احناف کی مسجد میں جا کر صحیح طریقہ کے مطابق صحیح وضو کریں گے پھر نماز سنت طریقہ کے مطابق آمین رفع یدین سے پڑھیں گے، مقلدین کو متبعین سنت کی نماز کا علم ہو گا وہ آپ سے دریافت کریں گے آپ نے آمین کیوں کہی رفع یدین کیوں۔ کیا آپ ان کو جواب دیں گے، سننے والوں میں دس ہوں گے تو ایک تو آپ کا حامی بھی ہو گا۔ اس طرح آپ کا مسلک پھیلے گا۔ اگر اس پوری کارروائی کی ہمت وجرأت نہ ہو تو پھر آپ اہل حدیث مسجد بنانے کی الگ کوشش کریں اور تا قیام مسجد اپنی نماز گھر پر پڑھیں"۔ الخ [2]

ایک غیر مقلد واعظ کا کرتوت

عنایت اللہ اثری صاحب لکھتے ہیں:

"بھوانی کے جس محلہ میں میرا قیام تھا اس میں اکثر اہل حدیث ہی آباد تھے۔ میں اکثر عشاء کی نماز کے بعد ان کے ساتھ ہی مسجد سے واپس آیا کرتا تھا۔ ایک روز ایک

---

[1] عبد الستار منفی، خطبہ امارت ص ۱۵-۱۶

[2] عبد الغفار سلفی، فتاوی ستاریہ ج ۲ ص ۲۸-۲۹

واعظ صاحب مغرب کی نماز میں شامل ہوئے اور سجدے میں جاتے ہوئے بھی رفع یدین کرتے تھے۔ شاید بے خبری کی وجہ سے یا ان کا مسلک ہوگا۔ نماز کے بعد انہوں نے وعظ بھی فرمایا جس میں انہوں نے احناف کی تردید فرمائی تو میں نے عرض کی کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں اپنے مسلک کا بیان کافی ہوتا ہے خیر جو کچھ مقدر تھا ان کی خدمت ہوئی۔ پھر عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر ہم گھروں کو واپس حسب معمول مل کر جا رہے تھے کہ راستہ میں دیوبندی احناف کی مسجد میں وعظ ہو رہا تھا ہم بھی بیٹھ گئے تو وہی مولوی صاحب مسلک اہل حدیث کی تردید فرما رہے ہیں۔ میں نے وعظ کے بعد ان سے عرض کی ہماری مسجد میں آپ نے ان کا رد فرمایا جس سے میں نے آپ کو روکا بھی تھا اور اب ان کی مسجد میں آپ نے ہمارا رد فرمایا۔ آپ کا خود اپنا مسلک کیا ہے جس پر سب احناف ان کے مخالف ہو گئے کہ یہ لوگ ہمیں لڑا کر اپنا اُلو سیدھا کرتے ہیں۔ یہاں پر ان کی کوئی امداد نہیں ہوگی اور کہ شام کا لیا ہوا بھی ان سے واپس لے لیا جائے"۔ [1]

۵۔ غیر مقلدین کے عقائد و نظریات

عقائد اعمال کی رُوح اور جان ہوتے ہیں۔ اگر عقائد صحیح ہوں تو اعمال بھی صحیح ہوتے ہیں اور اگر عقائد خراب ہو جائیں تو ان کی خرابی تمام اعمال پر اثر انداز ہوتی ہے خواہ وہ کتنے ہی اخلاص و للہیت اور سنت کے مطابق ادا کئے گئے ہوں اسی لیے قرآن و حدیث میں عقائد کی تصحیح پر بہت زور دیا گیا ہے۔

موجودہ دور میں غیر مقلدین حضرات اپنے آپ کو سب سے زیادہ صحیح العقائد، موحد اور حق پرست سمجھتے ہیں اور اپنے سوا سب کو فاسد العقائد، مشرک اور گمراہ سمجھتے ہیں۔ ذیل میں غیر مقلدین کے اکابر و اصاغر کے چند عقائد و نظریات پیش کیے

---

[1] حقیقت استہارئی۔ بجسر ابلینغ ص ۲۹

جاتے ہیں جس سے ایک تو غیر مقلدین کے قول و فعل میں تضاد کا کچھ اندازہ ہو سکے گا دوسرے حق و باطل میں بھی امتیاز ہو گا اور معلوم ہو گا کہ کس کے عقائد صحیح اور کس کے خراب ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی شکل و صورت

نواب وحید الزماں فرماتے ہیں۔

"ولہ صورۃ هي احسن الصور و يقدر ان يتجلى في اى صورۃ شاء" [۱]

خدا کے لیے شکل و صورت ہے تمام صورتوں میں سب سے اچھی اور وہ قادر ہے جس شکل و صورت میں چاہیے تجلی فرما سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا مکان

نواب صاحب رقمطراز ہیں:

"ومكانه العرش وقول المتكلمين انه ليس في جهة ولا مكان باطل بالشرع والعقل اذ كل موجود يبغى مكانا" [۲]

اللہ تعالیٰ کے رہنے کی جگہ اس کا عرش ہے، متکلمین کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کسی جہت اور مکان میں نہیں ہے ازروئے شرع و عقل باطل ہے کیونکہ ہر موجود مکان چاہتا ہے۔

مزید لکھتے ہیں:

فينزل ربنا تبارك وتعالى كل ليلة الى السماء

---

[۱] وحید الزماں نواب - نزل الابرار ج ۱ ص ۳ و ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۷

[۲] وحید الزماں، نواب - ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۹ و نزل الابرار ج ۱ ص ۳

الدنیا ثم یصعد الی عرشہ وکرسیہ"۔ [1]

اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف اترتے ہیں پھر اپنے عرش و کرسی کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود نہیں

جماعت غرباء اہل حدیث کے مفتی عبدالغفار صاحب ایک استفسار کے جواب میں لکھتے ہیں۔

"خداوند تعالیٰ بذاتہ وبنفسہ ہر جگہ موجود نہیں بلکہ عرش پر مستوی ہے"۔ [2]

ندا لغیر اللہ

نواب وحید الزماں لکھتے ہیں:

"اما الدعاء اللغوی بمعنی النداء فتجوز لغیر اللہ مطلقا سواء کان حیا او میتا"۔ [3]

رہا دعا کا لغوی معنی نداء کرنا تو وہ غیر اللہ کے لیے بالکل جائز ہے خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ۔

آگے فرماتے ہیں۔

"فہذا ظہر ان ما تقولہ العامۃ یا رسول اللہ او یا علی او یا غوث فبمجرد النداء لا نحکم بشرکہم"۔ [4]

اسی سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ عام لوگ جو یا رسول اللہ یا علی یا غوث کہتے ہیں ہم محض نداء کرنے پر ان کے مشرک ہونے کا حکم نہیں لگا سکتے

---

[1] وحید الزماں: نواب۔ ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۰ [2] عبدالغفار مفتی۔ فتاویٰ ستاریہ ج ۳ ص ۶۵

[3] " " " " " " ج ۱ ص ۲۳ [4] وحید الزماں: نواب۔ ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۲۴

استعانت لغیر اللہ

نواب وحید الزماں رقمطراز ہیں :

" فعلم من هذا بداهة ان النداء والتوجه او الاستغاثة لغير الله فی امور یقدر علیها المخلوق او اعتقاد النفع والضرر لغیر الله باذن الله و حکمه وارادته لیس بشرك اکبر" ۔ [1]

اس سے بداہۃً یہ بات معلوم ہوئی کہ غیر اللہ کو ندا کرنا ۔ اس کی طرف توجہ کرنا ۔ اس سے فریاد رسی چاہنا ایسے امور میں جن پر مخلوق قادر ہے ۔ یا غیر اللہ سے نفع و ضرر کا اعتقاد رکھنا ۔ اللہ کی اجازت اس کے حکم و ارادہ سے شرک اکبر نہیں ہے ۔

نواب وحید الزماں صاحب تحریر فرماتے ہیں :

" وقال السيد فی بعض تواليفه قبلهٔ دین مددے ۔ کعبهٔ ایماں مددے ۔ ابن قیم مددے قاضی شوکاں مددے "۔ [2]

نواب صدیق حسن خاں نے اپنی بعض تالیفات میں ذکر کیا ہے ۔ قبلۂ دین مدد کیجئے ، کعبہ ایماں مدد کیجئے ۔ ابن قیم مدد فرمائیے ۔ قاضی شوکانی مدد فرمائیے (کہنا جائز ہے)

لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے

نواب صدیق حسن خان صاحب کے نزدیک

---

[1] وحید الزماں : نواب - ہدایۃ المہدی ج ۱ ص ۲۰

[2] " " " " ج ۱ ص ۲۳

* لفظ اللہ کے ساتھ ذکر کرنا بدعت ہے۔ [1]

قارئین محترم یہ ہیں غیر مقلدین کے اکابر کے عقائد ذات وصفات باری تعالیٰ کے متعلق۔ اور یہ ہے ان کی توحید خود غیر اللہ سے استعانت کو جائز کہیں۔ مردوں کو دور و نزدیک سے پکارنا جائز قرار دیں۔ یاعلی اور یا غوث کہنے کو صحیح قرار دیں بلکہ یہ اعمال خود بھی بجالائیں تو توحید میں کچھ خلل نہیں آتا۔ ہاں اگر کوئی صحیح العقیدہ کسی شرعی مسئلہ میں استدلال کے بغیر کسی بزرگ کی کوئی کرامت یا کشف ذکر کر دے یا کسی بزرگ کو غیر مختار سمجھتے ہوئے وسیلہ کرے تو فوراً کفر و شرک کی مشین چلنے لگتی ہے۔

ان لوگوں کی نبوت کا انکار نہیں کر سکتے

نواب وحید الزماں صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

"ماینبغی لنا ان نجحد نبوة الانبیاء الآخرین الذین لم یذکرهم الله سبحانه فی کتابه وعرف بالتواتر بین قوم ولو کنا ان انهم کانوا انبیاء صلحاء کرامچندر ولچھمن وکشن جی بین الهنود وزراتشت بین الفرس وکنفیوسس وبدھا بین اهل الصین وجاپان وسقراط و فیثاغورث بین اهل الیونان بل یجب علینا ان نقول آمنا بجمیع انبیائه ورسله"۔ الخ [2]

ہمارے لیے مناسب نہیں ہے کہ ہم دوسرے نبیوں کی نبوت کا انکار کریں جن کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی کتاب میں نہیں کیا۔ لیکن وہ اپنی اپنی قوموں

---

[1] صدیق حسن خان: نواب۔ خیر البراہین ص ۹۴ بحوالہ البنیان المرصوص ص ۱۴۳

[2] وحید الزماں: نواب۔ ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۸۵

ہیں تواتر کے ساتھ نیکوکار انبیاء معروف ہیں اگرچہ وہ قومیں کافر ہی سہی جیسا کہ
رام چندر، لچھمن، کشن جی ہندوؤں میں، زرتشت فارسیوں میں، کنفیوسس
اور بدھا چینیوں اور جاپانیوں میں، سقراط اور فیثاغورث یونانیوں میں بلکہ
ہم پر واجب ہے کہ ہم کہیں کہ ہم اللہ کے تمام نبیوں اور رسولوں پر ایمان
لائے، جب ان لوگوں کی نبوت پر کوئی نص قطعی نہیں ہے۔

تو پھر ان کی نبوت کا انکار نہ کرنا کیا معنی؟ کیا اس سے یہ لازم نہیں آسکتا کہ غیر نبی کو نبی باور کرایا جا رہا ہے جو صریح کفر ہے؟ ہاں البتہ اگر یہ کہا جاتا کہ چونکہ یہ شخصیتیں زمانہ قبل از تاریخ کی ہیں جن کے بارے میں یقین سے کچھ نہیں کہا جا سکتا لہٰذا ان کو سب و شتم کرنا مناسب نہیں بلکہ توقف کرنا ان کے معاملہ میں بہتر ہے تو یہ کہنا یقیناً درست ہوتا۔ لیکن ان کو نبی قرار دینا کسی طور درست قرار نہیں دیا جا سکتا۔

کسی سے محبت و الفت کا تقاضا ہے کہ محبوب کی ہر ادا سے محبت و پیار ہو اس کے ہر تعلق دار سے الفت ہو اور جو لوگ اس کے مخالف اور دشمن ہیں ان سے مخالفت اور دشمنی ہو۔ اس اصول کے تحت غیر مقلدین کو چاہیئے تھا کہ یہ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابۂ کرام اور بزرگان دین سے خلوص دل کے ساتھ محبت رکھتے اور جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے چاہنے والوں کے مخالف اور دشمن ہیں ان سے نفرت کرتے لیکن افسوس صد افسوس کہ غیر مقلدین نے ایسا نہیں کیا بلکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈھیروں اداؤں سے روگردانی کی۔ آپ کے چاہنے والے صحابہ اور بزرگان دین کے متعلق اچھا نظریہ قائم نہ کیا، اور جو لوگ آپ کی ختم نبوت کے منکر اور دشمنان صحابہ ہیں ان سے نفرت و بیزاری کا اظہار نہ کیا بلکہ ان کے رنج و غم میں شریک ہوئے ان سے نکاح و بیاہ کو جائز قرار دیا۔ ان کے پیچھے نمازیں پڑھیں ان کے پیچھے نماز کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا اور ان سے اچھے تعلقات رکھے۔ چند حوالہ جات

نذرِ قارئین کیے جاتے ہیں تاکہ غیر مقلدین کی بھیانک تصویر کا یہ رُخ بھی سامنے آجائے ۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا نکاح
میاں نذیر حسین صاحب دہلوی نے پڑھایا

مؤلف تاریخ احمدیت رقمطراز ہے ۔

" (شادی کی) تاریخ طے پا گئی تو آسمانی دولہا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) دو خدام کی مختصر سی بارات لے کر دلی پہنچے خواجہ میر درد کی مسجد میں عصر و مغرب کے درمیان مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی نے گیارہ سو روپے مہر پر نکاح پڑھا جو ضعف اور بڑھاپے کی وجہ سے چل پھر نہیں سکتے تھے اور ڈولی میں بیٹھ کر آئے تھے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) نے اس موقع پر مولوی صاحب کو ایک مصلیٰ اور پانچ روپے بطور ہدیہ دیے" ۔ [1]

مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب
مرزائیوں کو مسلمان شمار کرتے ہیں

مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں :

" اسلامی فرقوں میں خواہ کتنا ہی اختلاف ہو آخر کار نقطۂ محمدیت پر جو درجہ ہے والذین معہ کا سب شریک ہیں اس لیے گو ان میں باہمی سخت شقاق ہو مگر اس نقطہ محمدیت کے لحاظ سے ان کو باہمی رحماء ہونا چاہیئے مرزائیوں کا سب سے زیادہ مخالف میں ہوں مگر نقطہ محمدیت کی وجہ سے میں ان کو بھی اس میں شامل سمجھتا ہوں" ۔ [2]

---

[1] تاریخ احمدیت ص ۵۶ بحوالہ فتویٰ امام ربانی ص ۴۶

[2] اخبار اہل حدیث امرتسر ۱۹ اپریل ۱۹۱۵ء بحوالہ ترک تقلید کے بھیانک نتائج ص ۵۵

ایک اور مقام پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے مرزائیوں کو مسلم فرقوں میں شمار کیا ہے وہ مولوی عبداللہ صاحب روپڑی کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"لطیفہ۔ حافظ عبداللہ اور ان کے نامہ نگار کے نزدیک متقی کا دائرہ اتنا تنگ ہے کہ کوئی اور دائرہ اتنا تنگ نہ ہوگا، غیر مسلم تو متقی کی تعریف سے بالبداہت خارج ہیں۔ مسلم فرقوں میں سے رافضی، خارجی، معتزلہ، جہمی، قادیانی، عرشی، فرشی وغیرہ سب لوگ غیر متقی ہیں۔" ۱

مولوی عبدالعزیز سیکرٹری جمعیۃ مرکزیہ اہل حدیث ہند لکھتے ہیں:

"آپ نے (مولوی ثناء اللہ صاحب) مرزائیوں کو عدالت میں مرزائی وکیل کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے مرزائیوں کو مسلمان مانا۔" ۲

مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک مرزائیوں سے نکاح جائز ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:-

"اگر عورت مرزائن ہے تو علماء کی رائے ممکن ہے مخالف ہو میرے ناقص علم میں نکاح جائز ہے۔" ۳

مولوی ثناء اللہ صاحب کے نزدیک مرزائی کی اقتداء میں نماز جائز ہے

مولوی ثناء اللہ صاحب لکھتے ہیں:

"میرا مذہب اور عمل ہے کہ ہر کلمہ گو کے پیچھے (نماز میں) اقتداء جائز ہے چاہے وہ شیعہ ہو یا مرزائی۔" ۴

---

۱ ثناء اللہ امرتسری۔ مظالم روپڑی ص ۳۷ ۲ عبدالعزیز:- فیصلہ مکہ ص ۳۶ ۳ اخبار اہل حدیث امرتسر ۲ نومبر ۱۹۳۳ء بحوالہ ترک تقلید کے بھیانک نتائج ص ۱۲۵ ۴ اخبار اہل حدیث ۱۲ اپریل ۱۹۱۵ء بحوالہ فتویٰ امام ربانی ص ۵۰

مولوی عبدالعزیز صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔

"آپ نے لاہوری مرزائیوں کے پیچھے نماز پڑھی آپ مرزائی کیوں نہیں، آپ نے فتویٰ دیا کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے، اس لیے آپ خود مرزائی کیوں نہیں"۔ ؎۱

مولوی ثناء اللہ صاحب ایک مقام پر خود رقمطراز ہیں :

"بعض لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ چونکہ مرزائی وغیرہ فرقوں کے اعتقادات اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ ان کو کفر لازم آتا ہے بلکہ علماء نے ان پر کفر کا فتویٰ بھی دیا ہے اس لیے ان کی تو اپنی نماز جائز نہیں پھر ان کے پیچھے ہماری نماز کیوں کر ہوگی، دراصل یہی ایک سوال ہے جس نے مسلمانوں کو اس حد تک پہنچایا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر خدا کے حضور میں کھڑے نہیں ہو سکتے، اسی طرح بعض لوگ میرے اس فتوے سے (کہ مرزائیوں کے پیچھے نماز جائز ہے) یہ سمجھتے ہیں کہ مرزائیوں کے پیچھے جب نماز ہوگی تو ان کے فتویٰ کفر میں بھی تخفیف آجائے گی اس لیے میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جوازِ اقتدار سے نہ میں ان کے اعتقادات کا مصحح ہوں نہ ان کے فتویٰ میں تخفیف ہوتی ہے میں ارکانِ صلاۃ میں امام اور مقتدی کا ربط مانتا ہوں مگر قبولیت اور عدمِ قبولیت میں ان دونوں کا کوئی تعلق نہیں سمجھتا اس لیے جو شخص نماز کو فرض جان کر ارکان نماز ادا کرتا ہے اس کے پیچھے اقتدار کرنا میں جائز جانتا ہوں گو اعتقادی فتور کی وجہ سے امام کی نماز قبول نہ ہو تاہم مقتدی کی قبول ہو جائے گی"۔ ؎۲

؎۱ ۔۔۔ العزیز، فیصلہ مکہ ص ۳۶

؎۲ فتاویٰ علماء حدیث ج ۲ ص ۱۹۸ بحوالہ اخبار اہل حدیث، ۹ صفر ۱۳۲۶ھ

مشہور غیر مقلد عالم عنایت اللہ اثری صاحب

عنایت اللہ اثری صاحب مشہور غیر مقلد عالم ہیں۔ جماعت غرباء اہل حدیث کے امام اول عبدالوہاب صاحب صدری ملتانی کے شاگردِ خاص ہیں۔ انہوں نے دو حصوں میں اپنی آپ بیتی لکھی ہے جو دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سی معلومات سے پُر ہے، اور اس میں عجیب و غریب انکشافات بھی ہیں۔

اثری صاحب اپنے بارے میں لکھتے ہیں :۔

"میرا نام عنایت اللہ ہے اور والد صاحب کا نام امام الدین اور دادا صاحب کا نام محمد عظیم اور پردادا صاحب کا نام فتح علی ہے بس مجھے اپنا سلسلہ نسب اتنا ہی معلوم ہے اس سے زیادہ معلوم نہیں۔ ہماری قوم مغل (چغتہ) اور پیشہ درزی اور کپڑوں پر ٹلہ چڑھانا ہے اور سکونت وزیر آباد ہے۔ میرا اپنا مسلک شروع سے اہل حدیث ہے"۔ [1]

غیر مقلدین کے شیخ الحدیث اسماعیل سلفی صاحب نے حافظ عنایت اللہ اثری صاحب کے اہل حدیث ہونے کی توثیق فرمائی ہے۔

اثری صاحب لکھتے ہیں :۔

"۲۰، دسمبر ۵۲ء کو مولوی اسماعیل صاحب گوجرانوالہ نے اپنے ایک کارکن کو خط لکھا جس میں میری بابت یوں ارقام فرمایا کہ محترم حافظ صاحب جہاں تک مسلک اہل حدیث کا تعلق ہے بے حد مخلص ہیں"۔ [2]

حکیم فیض عالم صاحب نے اپنی کتاب "اختلافِ امت کا المیہ" صفحہ ۲۰۴ میں عنایت اللہ اثری صاحب کو جلیل القدر ہستیوں میں شمار کیا ہے۔

---

[1] عنایت اللہ اثری، الجبر البلیغ ص۱

[2] " " " ، العطر البلیغ ص۲۱

عنایت اللہ اثری صاحب کا مبلغ علم

عنایت اللہ اثری صاحب اپنے بارے میں رقمطراز ہیں :-

"میرے جیسے کم علموں کے لیے جو کہ صرف بہائی اور شرح مائۃ عامل اور کریما کے چند ابتدائی صفحوں کے علاوہ علم صرف و نحو اور منطق اور ادب سے قطعاً نابلد اور فارسی و انگریزی سے محض ناآشنا ہو کوئی مناسب اور بہتر جگہ کیسے مل سکتی ہے"۔ ؂۱

حافظ صاحب کی آپ بیتی سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی طبیعت رنگین اور مزاج شوخ تھا۔ باوجود علمی کم مائیگی بلکہ بے مائیگی کے اپنے اساتذہ پر نکتہ چینی اور اعتراضات کرتے تھے بلکہ استہزاء و تمسخر سے بھی دریغ نہیں کرتے تھے۔ ان واقعات کو طوالت کے خوف سے ترک کیا جاتا ہے۔ قارئین اصل رسالوں میں خود ملاحظہ فرمالیں، اصل بات جو قارئین کے گوش گزار کرنی ہے وہ یہ ہے کہ حافظ صاحب کے مرزائیوں کے ساتھ گہرے روابط تھے۔ مرزائی حافظ صاحب سے ملنے آتے تھے اور حافظ صاحب خود قادیان تشریف لے جاتے تھے مرزائیوں سے حافظ صاحب کی مجلسیں ہوتی تھیں۔ حافظ صاحب کے ایک استاد بھی مرزائی تھے جو انہیں قادیان بھیجا کرتے تھے۔ اس سلسلہ کے چند حوالجات حافظ صاحب کی اپنی آپ بیتی سے نذرِ قارئین کیے جاتے ہیں۔

حافظ عنایت اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

" اور درزی کا کام اور تلہ کاری ماسٹر ٹیلر کریم بخش صاحب وزیر آبادی سے سیکھا ہے اور پھر کچھ عرصہ تک حافظ غلام محمد صاحب وزیر آبادی سے بھی سیکھا ہے"۔ ؂۲

حاشیہ میں حافظ صاحب لکھتے ہیں :-

؂۱ عنایت اللہ اثری، الجبر البلیغ ص ۲۵ ؂۲ عنایت اللہ اثری، الجبر البلیغ ص ۲

"یہ حافظ صاحب مرزائی خیال تھے۔ انہوں نے مجھے قادیان کے سالانہ جلسہ پر روانہ کر دیا"۔ [1]

آگے تحریر فرماتے ہیں :-

"جمادی الاخری ۱۳۳۴ھ مطابق اپریل ۱۹۱۶ء میں مجھے قادیان جانا پڑا، تو مولوی عبید اللہ صاحب احمدی وزیر آبادی کے یہاں قیام کیا چونکہ کئی دنوں تک قیام کا ارادہ تھا اس لیے دیگر سامانِ ضرورت کے ہمراہ ایک نیا جوتا بھی ہمراہ لے گیا تھا اور کبھی کبھی اسے بھی استعمال کرتا تھا کہ پاؤں کے ساتھ مانوس ہو جائے۔ ایک روز مسجد اقصیٰ (قادیان) سے وہ چوری ہو گئی اور کافی تلاش پر بھی وہ دستیاب نہ ہو سکی۔ مولوی عبید اللہ صاحب نے دوستوں سے ذکر کیا کہ یہ میرے دوست بھی ہیں اور مہمان بھی ہیں اور ہیں بھی غیر احمدی۔ ان پر اس چوری کا کیا اثر ہوگا تو انہوں نے فرمایا کہ انہیں جوتی ہم خرید دیتے ہیں۔ میں نے کہا کہ نہیں میں پرانی جوتی سے کام چلا لوں گا۔ .... احمدی علماء باری باری میرے پاس آتے اور باتیں کرتے رہتے۔ ایک دفعہ مولوی غلام رسول صاحب (مرزائی) آف راجیکے میرے پاس تشریف لائے اور باتیں کرتے رہے اور فرمایا کہ میں آپ کے بالمقابل جاہل ہوں۔ میں نے کہا کہ میں تو آپ کو عالم بلکہ جیّد عالم ٹھہراتا ہوں۔ آپ نے ایسا کیوں فرمایا۔ اگر انکساری ہے تو بھی ٹھیک نہیں"۔ [2]

اثری صاحب کا مرزائیوں کو مسلمان جان کر انکی نمازیں اقتدا کرنا اور مرزائیوں کو ترادیح پڑھانے کی پیش کش کرنا

عنایت اللہ اثری صاحب لکھتے ہیں :-

---

[1] عنایت اللہ اثری، الجبر البلیغ ص ۲

[2] عنایت اللہ اثری۔ الجبر البلیغ ص ۱۲

"رمضان المبارک سے کچھ روز پیشتر میں نے میاں محمود احمد صاحب (خلیفہ مرزا غلام احمد قادیانی) سے کہا کہ نماز تراویح مسجد اقصیٰ (قادیان) یا کہ مسجد مبارک میں مَیں پڑھاؤں گا، آپ دوستوں میں اعلان فرما دیں۔ موصوف نے فرمایا کہ آپ کی اقتدار میں کوئی نماز نہیں پڑھے گا کہ آپ نے بیعت نہیں کی۔ میں نے عرض کی کہ بیعت تو سوچ سمجھ کر ہوگی۔ بے سوچے بیعت کیسے کر لوں، نماز کا تعلق اسلام سے ہے بیعت سے نہیں۔ جب مَیں آپ کو مسلمان سمجھ کر اقتدار کر رہا ہوں تو آپ کو میری اقتدار سے کونسی چیز مانع ہے۔ فرمایا ہمارا تو کوئی ایماً نہیں تو اپنے طور پر آزادی سے ہمیں مسلمان قرار دیتا ہے اور ہمارا آزادانہ خیال یہ ہے کہ تو کافر ہے اور تیری اقتدار میں ہماری نماز نہیں ہو سکتی۔" [1]

اثری صاحب کے سامنے مرزائیوں کا تجزیہ کہ اکثر اہلحدیث احمدی ہوئے ہیں اور مرزا قادیانی بھی اہلحدیث تھا

عنایت اللہ اثری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"۱۹؍ اگست ۱۹۶۲ء کو میں ظہر پڑھ کر مسٹر بدر الاسلام صاحب سٹوڈنٹ بی ایس سی سالِ سوم کو بلوغ المرام پڑھا رہا تھا کہ دو مسافر تشریف لائے اور ظہر و عصر دونوں کو بصورت جمع پڑھا تو میں سمجھ گیا کہ یہ احمدی ہوں گے، چنانچہ فارغ ہو کر ایک صاحب نے فرمایا کہ مَیں ربوہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں ..... انہوں نے باتوں باتوں میں یوں بھی فرمایا تھا کہ اکثر اہلحدیث احمدی ہوئے ہیں مَیں نے کہا کہ مرزا صاحب تو حنفی تھے، فرمایا کہ نہیں وہ بھی اہلحدیث ہی تھے۔" [2]

قارئین! ایک قادیانی کا یہ کہنا کہ "اکثر اہلحدیث احمدی ہوئے ہیں"۔ حقیقت پر مبنی ہے اسے یہ کہہ کر کہ یہ ایک قادیانی کا بیان ہے جو قابلِ قبول نہیں رد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ

---

[1] عنایت اللہ اثری، الجسر البلیغ ص ۱۲-۱۳ [2] عنایت اللہ اثری، العطر البلیغ ص ۵۶

اس حقیقت کا اعتراف غیر مقلدین کے ایک متقدر عالم میر ابراہیم سیالکوٹی نے بھی کیا ہے چنانچہ وہ رقمطراز ہیں :-

"اس سے پیشتر اسی طرح کے اختلاط سے جماعت اہلحدیث کے کثیر التعداد لوگ قادیانی ہو گئے تھے جس کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ ابتدار میں مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب ... بٹالوی نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے ان کو الہامی مان کر ان کی موافقت کی اور ان کی تائید میں اپنے رسالہ اشاعت السنۃ میں زوردار مضامین بھی لکھتے رہے جس سے جماعت اہلحدیث کے معزز افراد مرزا صاحب کی بیعت میں داخل ہو گئے"[1]

عنایت اللہ اثری صاحب اپنی علمی کم مائیگی اور بے بضاعتی کے اعتراف کے باوجود مجتہد بھی تھے، انہوں نے عجیب وغریب اجتہادات کئے ہیں انہیں اگر ایجادات کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا ۔ اثری صاحب کے چند اجتہادات قارئین کی ضیافت طبع کے لیے پیش کئے جاتے ہیں ۔

اثری صاحب کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن باپ کے پیدا نہیں ہوئے ان کا باپ تھا

عنایت اللہ اثری صاحب نے ۱۹۶۳ء میں اپنی تصنیف کردہ کئی ایک کتابیں شائع کیں جن میں سے ایک کا نام ہے " عیون زمزم فی میلاد عیسیٰ ابن مریم "۔ یہ کتاب موصوف نے صرف اس مسئلہ پر لکھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن باپ کے پیدا نہیں ہوئے ان کے باپ تھے ۔

چنانچہ اثری صاحب لکھتے ہیں :

" دوسرے (رسالہ) میں عیسیٰ علیہ السلام کی بے پدری پیدائش پر پوری پوری

---

[1] ابراہیم سیالکوٹی ، احتفال الجمہور ص ۲۳

بحث و تمحیص ہے اور دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے کہ موصوف (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کا باپ تھا اور وہ معلوم النسب اور شریف النسب تھے۔ بے پدری کا خیال خطرناک خیال ہے"۔ [۱]

"عیون زم زم" رسائل اہل حدیث جلد دوم میں شامل اشاعت ہے، اسے آپ ملاحظہ فرمالیں سردست دو حوالے ذکر کیے جاتے ہیں انہیں ملاحظہ فرماتے چلیں۔

اثری صاحب رقمطراز ہیں :-

"افسوس ہے کہ مریمؑ بیچاری کے ساتھ بہت بڑا ظلم ہوا کہ دوسروں کے لیے تو نکاح کے بعد بھی چھ ماہ تک کوئی کرامت قبول نہیں کی گئی اور اس (مریم) کے لیے نکاح کیے بغیر ہی خلاف شرع کرامۃً بچہ پیدا کر لیا گیا کیا خوب ہے"۔ [۲]

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں :-

"عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ تو اپنا شوہر اور اس کا باپ بتا رہی ہے اور باپ بیٹا بھی دونوں اسے تسلیم فرما رہے ہیں مگر صدیوں بعد لوگوں نے انہیں بے پدر بتایا اور آپ کی والدہ کو بے شوہر بتایا کیا خوب ہے"۔ [۳]

اثری صاحب نے یہ کتاب چھاپ کر مرزائیوں کے پاس اور دیگر مختلف مقامات پر تبصرہ کے لیے بھیجی ملے جلے ردعمل کا اظہار ہوا البتہ مرزائیوں نے کتاب کی خوب تحسین کی اسے اثری صاحب کا جرأت مندانہ اقدام قرار دیتے ہوئے ایک تو انہیں مبارکباد دی دوسرے یہ مشورہ دیا کہ اثری صاحب ہمت کریں اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے متعلق بھی ایک ایسی ہی کتاب لکھیں۔ تفصیلات کے لیے قارئین "العطر البلیغ" کے

---

[۱] عنایت اللہ اثری، العطر البلیغ ص ۱۷۵ [۲] عنایت اللہ اثری، عیون زم زم ص ۱۹

[۳] عنایت اللہ اثری، عیون زم زم ص ۴۰

ص۱۷۷ و ص۱۸۳ ملاحظہ فرمائیں۔ یہ کتاب بھی اس مجموعہ میں شامل اشاعت ہے،
مرزائیوں کا اس کتاب کے چھپنے پر خوش ہونا ایک فطری امر تھا کیونکہ مرزائیوں کا یہ ایک اہم
عقیدہ ہے جسے وہ شد و مد کے ساتھ ثابت کرتے ہیں، جب ایک غیر مقلد عالم نے
اس عقیدہ کے اثبات پر کتاب لکھی تو ان کے وارے نیارے ہو گئے۔

اثری صاحب کے نزدیک "ہدہد" ایک انسان تھا

اثری صاحب ارشاد فرماتے ہیں :-

" پھر مولوی عطاء اللہ (حنیف) صاحب (بھوجیانی) کے طلباء نے دریافت
کیا کہ ہدہد کی بابت آپ نے البیان المختار میں بیان کیا ہے کہ وہ ایک انسان
تھا یہ تفسیر سلف کے خلاف ہے میں نے سمجھایا کہ اس سے سلطان مبین کا
مطالبہ ہوا ہے جو کہ انسانوں سے ہوتا ہے پرندوں سے ایسا مطالبہ نہیں
کیا جاتا، پھر جو اس نے سلطان مبین (اپنی صفائی) میں پیش کیا ہے' اس کی
بابت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہم اس کی تحقیق کریں گے
کہ تو نے سچ بولا ہے یا کہ جھوٹ بیان کیا ہے اس سے بھی صاف ظاہر ہے
کہ وہ انسان ہے کہ اس کے علاوہ تمام حیوان بلکہ جماد و نباتات و دیگر
اشیاء میں سچ اور جھوٹ کی اہلیت نہیں"۔ [1]

اثری صاحب کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس پتھر پر کپڑے رکھ کر غسل کیا تھا اس سے مراد گھوڑی ہے

اثری صاحب لکھتے ہیں :-

" مولوی احمد الدین صاحب نے ایک مذاکرہ کے سلسلہ میں فرمایا کہ موسےٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس حجر پر کپڑے رکھ کر غسل فرمایا تھا اس کا ترجمہ

---

[1] ... ت اللہ اثری، العطر البلیغ ص ۱۹-۲۰

آپ نے اپنی کتاب میں گھوڑی کر دیا ہے حالانکہ دیگر روایتوں میں صخرہ کا لفظ صاف ہے جس کا گھوڑی ترجمہ کرنا ممکن نہیں، میں نے عرض کی کہ اگر کوئی ایسی روایت ہے تو وہ روایت بالمعنی پر محمول ہے"۔ [1]

مزید لکھتے ہیں :-

"ظہر کے بعد محترم عبداللہ صاحب اہل حدیث کی دکان پر گیا تو وہاں پر موصوف و نیز محترم غلام محمد صاحب ڈار و دیگر بعض دوست میری شائع کردہ کتابوں کے بعض مسائل کا ذکر کر رہے تھے تو مجھے دیکھ کر فرمایا کہ لو وہ بھی آگئے ہیں اس پر روشنی ڈالیں گے چنانچہ میں نے زیر بحث باتوں کو بیان کیا کہ پتھر کپڑے لے کر نہیں بھاگا وہ گھوڑی تھی جو کہ چل پڑی ....." [2]

اثری صاحب کے نزدیک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مچھلی زندہ ہو کر دریا میں نہیں گئی

اثری صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"اسی طرح پر (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ، مردہ مچھلی جی کر پانی میں نہیں گئی"۔ [3]

اثری صاحب کے نزدیک حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نہیں نگلا

اثری صاحب لکھتے ہیں :-

"اور کہ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی مچھلی کے پیٹ میں نہیں گرے بلکہ اس کا وہی مطلب ہے جو میں نے محولہ کتاب میں بیان کر دیا ہوا ہے اور اگر فرضاً

---

[1] عنایت اللہ اثری ، العطر البلیغ ص ۲۵
[2] عنایت اللہ اثری ، العطر البلیغ ص ۲۸
[3] ،، ،، ،، ،، ص ۲۶

گرے بھی ہوں تو فوراً اسے قے ہوئی تو اس نے اسے کنارے پر جاکر اگل دیا زیادہ دیر تک پیٹ میں ٹھہرانا ہرگز ٹھیک نہیں"۔ [۱]

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں :-

" ۳۱ جنوری ۱۹۶۰ء کو وزیر آباد شیخ حافظ عبد الرحیم صاحب کی دکان پر اور پھر مسجد اہلحدیث میں دریافت ہوا کہ قرآن مجید نے تصریح فرمائی کہ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مچھلی نے نگل لیا تھا مگر آپ نے اس کا انکار کیا ہے، میں نے کہا .... یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام جوتی کپڑوں میں ملبوس تھے اور جیب میں پیسے بھی ضروری ہوں گے۔ اگر لوگوں نے آپ کو دریا میں دھکیل دیا تو وہ ظالم اور آپ مظلوم تھے اور اگر خود عمداً کود پڑے تھے تو یہ خلاف شرع ہے آپ کی شان نہیں اور اگر ان کی کوئی پیش گوئی جھوٹی ثابت ہوئی اور شرمندہ ہوکر وہاں سے بھاگے اور اللہ پاک نے سزا کے طور پر اسے مچھلی کے پیٹ (جیل خانہ) میں ڈال دیا اور چالیس دن تک اس قید خانہ میں سزا پاکر نکلے تو سزا یافتہ نبی ٹھہرے جیسے کہ تفسیروں میں درج ہوکر مشہور ہوا ہے اور آپ لوگوں کا خیال ہے"۔ [۲]

اثری صاحب کے نزدیک سورۂ عبس میں عابس سے مراد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں کوئی کافر ہے

اثری صاحب لکھتے ہیں :-

" اکتوبر ۱۹۵۹ء میں تسفیر الغبس (عن) تفسیر سورۃ عبس شائع کرائی جس میں ایک صفحہ پر فصیح بلیغ عربی اور دوسرے صفحہ پر اس کا ترجمہ برابر چلا گیا ہے۔ اس میں ثابت کیا ہے کہ عابس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز نہیں، عابس

---

[۱] عنایت اللہ اثری، العطر البلیغ ص ۲۹ [۲] عنایت اللہ اثری، العطر البلیغ ص ۷۹

سے مراد کوئی کافر ہے جس پر اللہ پاک نے خفگی ظاہر فرمائی ہے"۔ [1]

قارئینِ کرام! اثری صاحب کے یہ چند اجتہادات ذکر کئے گئے ہیں ان جیسے اور بیسیوں اجتہادات ہیں جو بخوفِ طوالت ترک کیے جا رہے ہیں۔ مذکورہ اجتہادات ایسے ہیں جن کا اہلسنت میں سے کوئی بھی قائل نہیں۔ ان کے قائل یا نیچری ہیں یا مرزائی یا پھر غیر مقلد مولوی۔

محی الدین لکھوی صاحب سابق امیر جمعیۃ اہلحدیث اور معین الدین لکھوی صاحب سرپرست متحدہ جمعیت اہلحدیث کے نظریات

مشہور غیر مقلد عالم عبدالقادر حصاروی لکھتے ہیں:۔

"میری (عبدالقادر حصاروی کی) لاہوری جمعیت میں اس لیے شمولیت نہیں ہو سکتی کہ اس کے لکھوی امیر صاحب کے عقائد میں مرزائیت سرایت کر گئی ہے۔ جس شخص کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں، خروجِ دجال، ظہورِ مہدی نہیں ہوگا یہ سب افسانے ہیں، اور یہ عیسائی عقیدہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے، اور بخاری و مسلم میں جعلی و ناقابلِ اعتبار حدیثیں ہیں۔ مولوی معین الدین لکھوی اور محی الدین لکھوی ایسے عقائد والے شخص کو کافر نہیں کہتے۔ حالانکہ لکھوی خاندان کے جدِ بزرگوار عارف باللہ مولانا عبدالرحمٰن مدفون مدینہ منورہ اور دیگر اکابر علماء اہلحدیث کا فتوےٰ شائع ہو چکا ہے کہ حیاتِ مسیح کا منکر کافر ہے مگر مولوی محمد علی کے دونوں صاحبزادے صرف اپنے والد کی رعایت کے لیے اپنے خاندان کے بزرگِ اعلیٰ کے فتویٰ کا انکار کرتے ہیں اور مولوی محی الدین تو اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ مرزائیوں کو کافر نہیں کہتے"۔ [2]

---

[1] عنایت اللہ اثری، العطر البلیغ ص ۸، [2] عبدالقادر حصاروی ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث لاہور ص ۱۶ کالم نمبر ۱۔ ۲۰، ۲۲ جون ۱۹۷۲ء

قارئین کرام مندرجہ بالا بیان کسی غیر اہلحدیث کا نہیں ہے بلکہ غیر مقلدین کے ایک بڑے عالم کا بیان ہے اس سے اندازہ فرمائیے کہ غیر مقلدین کی ذہنیت کیا ہے ؟ ان کے نزدیک قرآن و حدیث اور اجماعِ امت سے ثابت شدہ ضروریاتِ دین کا منکر بھی کافر نہیں، نہ جانے پھر کس کو کافر کہا جائے گا ؟۔

باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ معین الدین لکھوی صاحب اور ان کے والد مولوی محمد علی صاحب نہ صرف حیاتِ عیسیٰ کے منکر کو کافر نہیں کہتے بلکہ ان کا اپنا عقیدہ بھی یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فوت ہو چکے ہیں ۔ لکھوی حضرات کے جدِ بزرگوار مولوی عبدالرحمٰن تو حیاتِ عیسےٰ کے منکر کو کافر کہتے ہیں ۔ اگر واقعتہً لکھوی حضرات حیاتِ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انکار کرتے ہیں تو اپنے جدِ بزرگوار کے فتوے کی رُو سے بھی صراحتہً کافر قرار پاتے ہیں ورنہ عبدالقادر حصاروی کے بیان کے مطابق کفر کو کفر نہ سمجھنے کے باعث کافر بنتے ہیں ۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور غیر مقلدین

صحابہ کرام وہ مقدس ہستیاں ہیں جنہوں نے خدا و رسول کی رضا کے لیے اپنا تن من دھن لٹایا، جنہوں نے دین کی کھیتی کی آبیاری اپنے خون سے کی جنہوں نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے لازوال اور بے مثال قربانیاں دیں جن کی تعریف خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کی لیکن غیر مقلدین نے ان پاکباز ہستیوں کو بھی معاف نہیں کیا، ۲۰ رکعات تراویح کو بدعتِ عمری قرار دیا، جمعہ کی پہلی اذان جو حضرت عثمان غنیؓ کے حکم سے جاری ہوئی اسے بدعتِ عثمانی قرار دیا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ترک رفع یدین نقل کیا تو ان پر الزامات کی بوچھاڑ کر دی ۔ صحابۂ کرام کے اجتہادات، فتاویٰ اور تفاسیر کو ناقابلِ اعتماد ٹھہرایا، بعض غیر مقلدین نے بعض جلیل القدر

صحابۂ کرام کے خلاف بغض و نفرت کا وہ اظہار کیا کہ الامان۔ اس سلسلہ کے چند حوالجات ذکر کئے جاتے ہیں جن سے آپ کو غیر مقلدین کی صحابہ دشمنی کا کچھ اندازہ ہو سکے گا۔

نواب صدیق حسن خان لکھتے ہیں :-

" علامہ شوکانی در مؤلفاتِ خود ہزار بار می نویسد کہ در موقوفاتِ صحابہ حجت نیست"۔ [1]

علامہ شوکانی اپنی تالیفات میں ہزار مرتبہ لکھتے ہیں کہ صحابہ کے موقوفات میں حجت نہیں ہے،

نواب صاحب ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں :-

" حاصل آنکہ حجت بتفسیر صحابہ غیر قائم است لاسیما نزد اختلاف"۔ [2]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحابہ کرام کی (قرآن کی) تفسیر سے دلیل قائم نہیں ہوتی بالخصوص اختلاف کے موقعہ پر"

نواب نور الحسن لکھتے ہیں :-

" در اصول متقرر شدہ کہ قول صحابی حجت نیست"۔ [3]

اصول میں یہ بات طے ہو گئی ہے کہ صحابہ کا قول حجت نہیں۔

موصوف کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں :-

" و اجتہادِ صحابہ بر احدے از امت حجت نہ باشد"۔ [4]

صحابہ کا اجتہاد امت میں سے کسی فرد پر بھی حجت نہیں۔

قارئین کرام : صحابہ کرام کے فتاویٰ، اجتہادات اور ان کی تفاسیر کو نہ ماننا یہ غیر مقلدین کے صرف ان دو حضرات ہی کا نظریہ نہیں بلکہ میاں نذیر حسین صاحب، ان کے بہت

---

[1] صدیق حسن خان نواب۔ دلیل الطالب ص ۶۱۷ بحوالہ احسن الکلام ص [2] صدیق حسن خان نواب۔ بدور الاہلۃ ص ۱۳۹

[3] نور الحسن خان نواب۔ عرف الجادی ص ۱۰۱ [4] نور الحسن خان نواب، عرف الجادی ص ۲۰۰

کے شاگرد اور دیگر غیر مقلدین کا بھی یہی نظریہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دونوں نے جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایمان اور عمل دونوں میں معیار حق قرار دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

(۱) فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَنتُم بِهِ فَقَدِ اهْتَدَوا ۖ وَّإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۖ ۲ : ۱۳۷

سو اگر وہ (یہود و نصاریٰ) اسی طرح سے ایمان لے آئیں جس طرح سے تم ایمان لائے ہو تب تو وہ ہدایت پالیں گے اور اگر وہ (اس سے) روگردانی کریں تو وہ لوگ برسر مخالفت ہیں ہی۔

(۲) وَمَن يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۴ : ۱۱۵

اور جو شخص رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ حق کام ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں (صحابہ کرام) کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے ہو لیے تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے جو بری جگہ ہے۔

پہلی آیت کریمہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان کو معیار بنایا گیا اور یہود و نصاریٰ سے کہا گیا کہ اگر وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا ایمان لے آئیں تو ہدایت پالیں گے ورنہ نہیں۔

دوسری آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راستے (عمل) کو معیار بنایا گیا اور ارشاد ہوا کہ جو ان کے راستے کو چھوڑ کر کوئی اور راستہ اختیار کرے گا تو انجام کار دوزخ میں جائیگا گویا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راستے کو چھوڑ دینا خدا تعالیٰ کی ناراضی اور دخول جہنم کا سبب ہے۔ ان دونوں آیات سے روز روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عقائد

واعمال دونوں میں معیارِ حق ہیں اور دین میں ان کا قول وفعل حجت ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

(۱) "اَصْحَابِی کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ"[۱]

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی تم اقتداء کر لوگے ہدایت پاجاؤ گے۔

(۲) "اِنّ بنی اسرائیل تفرقت علیٰ ثنتین وسبعین ملة و تفترق امتی علیٰ ثلث و سبعین ملة کلھم فی النار الا ملة واحدة قالوا من ھی یارسول اللہ قال ما انا علیہ و اصحابی"[۲]

بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گئے اور میری امت کے تہتر فرقے ہوں گے جن میں سوائے ایک کے تمام دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ وہ (نجات پانے والا) ایک فرقہ کون سا ہوگا، فرمایا جو اس راستہ پر ہو جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

ان دونوں احادیث سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق ہیں اور ان کے اقوال و افعال بھی حجت ہیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ کسی کے حجت ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ کتاب اللہ پر مقدم یا اس کے برابر ہے ورنہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی کتاب اللہ پر مقدم یا اس کے برابر ہو جائے گی۔ بلکہ حجت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز اپنے اپنے درجہ کے مطابق حجت ہے جو درجہ کتاب اللہ کی نص قطعی کا ہے وہ مرفوع خبرِ واحد کا نہیں اور جو درجہ خبر مرفوع کا ہے وہ خبر موقوف کا نہیں۔ ہٰذا پہلا درجہ کتاب اللہ کا، دوسرا درجہ حدیثِ مرفوع کا اور تیسرا درجہ حدیث موقوف کا ہے اس کے بعد قیاس کا درجہ ہے چنانچہ

---

[۱] مشکوٰۃ ص ۵۵۴ [۲] مشکوٰۃ ص ۳۰

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اپنے اصولِ اجتہاد ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

" آخذ بکتاب اللہ فما لم اجد فبسنّۃِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان لم اجد فی کتاب اللہ ولا سنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذت بقول اصحابہ آخذ بقول من شئت منہم وادع من شئت منہم ولا اخرج من قولہم الی قول غیرہم فاما اذا انتھی الامر او جاء الی ابراھیم والشعبی وابن سیرین والحسن و عطاء و سعید بن المسیب وعَدَّدَ رجالا فقوم اجتہدوا فاجتہد کما اجتہدوا " [1]

میں کتاب اللہ کو لیتا ہوں اگر اس میں حکم نہیں پاتا تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو لیتا ہوں اور اگر کتاب وسنت میں حکم نہیں پاتا تو حضرات صحابۂ کرام کے قول کو لیتا ہوں، ان میں سے جس کے قول کو چاہتا ہوں لے لیتا ہوں اور جس کا قول چاہتا ہوں چھوڑ دیتا ہوں، لیکن سب حضرات صحابہؓ کے قول کو چھوڑ کر کسی اور کے قول کو نہیں لیتا اور جب معاملہ ابراہیمؒ۔ شعبیؒ ابن سیرینؒ حسنؒ۔ عطاءؒ اور سعید بن مسیبؒ تک (اور ان کے علاوہ کچھ اور کے نام بھی گنے) پہنچتا ہے تو جیسے انہوں نے اجتہاد کیا میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

لیکن اس کے برعکس غیر مقلدین کے ہاں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی نہ تفسیر حجت، نہ ان کا اجتہاد معتبر، اور نہ ان کے اقوال وفتاویٰ قابلِ استدلال، یا للعجب۔

"حضرات شیخین کی افضلیت تسلیم نہیں"

اس بات پر اجماعِ امت ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما تمام صحابہ

---

[1] تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۶۸ بحوالہ مقام ابی حنیفہ ص ۱۸۳

کرام سے افضل ہیں۔ اور یہ اجماع دورِ صحابہ ہی سے چلا آرہا ہے چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"کنا فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نعدل بابی بکر احداً ثم عمر ثم عثمان ثم نترك اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا نفاضل بینھم" [1]

ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں حضرت ابوبکرؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے پھر حضرت عمرؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے پھر حضرت عثمانؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے۔ ان کے بعد ہم اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان (ان حضرات کی طرح) کسی کو کسی پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔

ایک دوسری حدیث میں حضرت ابن عمرؓ کا ارشاد اس طرح نقل کیا گیا ہے۔

کنا نقول ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی افضل امۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعدہ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان رضی اللہ عنھم۔ [2]

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں کہا کرتے تھے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد امت میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر ہیں پھر عثمان ہیں رضی اللہ عنہم۔

ان دونوں احادیث سے ثابت ہوا کہ حضرات شیخینؓ کو دورِ صحابہ میں بلکہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیوٰۃ ہی میں بترتیب خلافت ساری امت میں سب سے افضل شمار کیا جاتا تھا، لیکن غیر مقلدین کے نواب وحید الزمان صاحب کو شیخینؓ کی افضلیت تسلیم نہیں۔

---

[1] مشکوٰۃ ص ۵۵۵ بحوالہ بخاری

[2] مشکوٰۃ ص ۵۵۵ بحوالہ ابوداؤد

چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

" لا یقال ان تفضیل الشیخین مجمع علیہ حیث جعلوہ من امارات اہل السنۃ لانا نقول دعوی الاجماع غیر مسلم"۔ [1]

یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ شیخین کی تفضیل ایک اجماعی مسئلہ ہے کیونکہ علماء نے اس کو اہل سنت والجماعت ہونے کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے اس لیے کہ ہمیں اجماع کا دعوے ہی تسلیم نہیں"۔

ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں :-

" اس مسئلہ میں قدیم سے اختلاف چلا آیا ہے کہ عثمانؓ اور علیؓ دونوں میں افضل کون ہیں لیکن شیخین کو اکثر اہل سنت حضرت علیؓ سے افضل کہتے ہیں اور مجھ کو اس امر پر بھی کوئی قطعی دلیل نہیں ملتی۔ نہ یہ مسئلہ کچھ اصول اور ارکان دین سے ہے زبردستی اس کو متکلمین نے عقائد میں داخل کر دیا ہے"۔ [2]

نواب صاحب کی اس تحریر سے ایسے لگتا ہے کہ جیسے حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے درمیان افضلیت میں علماء کا کوئی بڑا اختلاف ہے جو قدیم سے چلا آرہا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں جمہور اہل سنت حضرت عثمانؓ کی حضرت علیؓ پر افضلیت کے قائل ہیں جیسا کہ مذکورہ دو حدیثوں سے ثابت ہو رہا ہے۔ حضرت علیؓ کی افضلیت کے قائل بہت کم لوگ ہیں اور ان کا قول شاذ کے درجہ میں ہو کر ناقابل التفات ہے اور شیخینؓ کو اکثر اہل سنت نہیں بلکہ تمام اہل سنت حضرت علیؓ سے افضل گردانتے ہیں اسی پر اجماع ہے جیسا کہ پیچھے گزرا۔ اسی لیے متکلمین نے اس نظریہ کو عقائد میں شامل کیا اور اہل سنت میں سے ہونے کی نشانی قرار دیا۔

---

[1] وحید الزماں : نواب ، ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۹۶۔

[2] وحید الزماں : نواب ، حیات وحید الزماں ص ۱۰۳ بحوالہ وحید اللغات مادہ عثم۔

ہم نے اختصار کی بناء پر زیادہ دلائل ذکر نہیں کئے ورنہ اس ترتیب پر اور بہت دلائل موجود ہیں۔

خطبہ میں خلفاء راشدین کا تذکرہ بدعت ہے

وحید الزمان صاحب اہل حدیثوں کے اعمال ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں :۔

" ولا یلتزمون ذکر الخلفاء ولا ذکر سلطان الوقت لکونہ بدعۃ " [1]

اہل حدیث خطبہ جمعہ میں خلفاء راشدین اور بادشاہ وقت کے ذکر کا التزام نہیں کرتے کیونکہ یہ بدعت ہے۔"

خطبہ میں خلفاء راشدین کا تذکرہ نہ کرنا اولیٰ ہے

موصوف مزید رقمطراز ہیں :۔

" وذکر الخلفاء فیھا لم ینقل عن السلف الصلحین فترکہ اولیٰ " [2]

اور خطبہ میں خلفاء راشدین کا ذکر چونکہ سلف صالحین سے منقول نہیں ہے اس لیے اس کا چھوڑ دینا ہی اولیٰ و بہتر ہے۔"

نواب صاحب خطبہ میں خلفاء راشدین کے ذکر کو بدعت اور سلف سے منقول نہ ہونے کی بناء پر اسے ترک کر دینے کو اولیٰ قرار دے رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ نواب صاحب بدعت کی حقیقت سے ناآشنا ہیں اور انہیں اسلاف کے اعمال کا بھی کوئی علم نہیں ورنہ وہ ایسی بات ہرگز نہ کہتے کیونکہ خطبہ میں خلفاء راشدین کا ذکر اہل سنت کا شعار ہے اور قدیم سے متوارث چلا آرہا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کے دور میں ہندوستان کے ایک شہر "سامانہ" کے ایک خطیب نے خطبہ میں خلفاء راشدین کا ذکر چھوڑ دیا تھا۔ حضرت مجددؒ صاحب کو علم ہوا تو آپ اس پر سخت ناراض ہوئے اور آپ نے شہر سامانہ کے سادات، قاضی

---

[1] وحید الزمان نواب، ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۱۱۰ [2] وحید الزمان نواب، نزل الابرار ج ۱ ص ۱۵۳

صاحبان اور عمائدین کو لکھا ۔

"معلوم ہوا ہے کہ آپ کے یہاں خطیب شہر نے عید قربان میں خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر مبارک چھوڑ دیا ہے ۔ جب کچھ لوگوں نے امام صاحب کی توجہ دلائی تو بجائے اس کے کہ فراموشی وغیرہ کا کوئی عذر کرتے، نہایت سختی اور متمردانہ انداز میں جواب دیا اور کہا کہ اگر خلفاء راشدین کے نام نہیں لیے گئے تو کیا ہوا ۔ نیز معلوم ہوا ہے کہ وہاں کے حضرات نے بھی اس معاملہ میں چشم پوشی اور نرمی اختیار کی ہے سختی کے ساتھ اس خطیب بے انصاف سے بازپرس نہیں کی ۔ وائے نہ یک بار کہ صد بار وائے ۔ خلفاء راشدین کا ذکر اگرچہ شرائط خطبہ میں داخل نہیں ۔ مگر اہل سنت والجماعت کا شعار ہے شکر اللہ سعیہم ۔ خطبہ میں خلفائے راشدین کا ذکر مبارک قصداً وہی شخص چھوڑ سکتا ہے جس کا دل مریض ہو اور باطن خبیث" الخ [1]

حضرت مجدد صاحب رحمہ اللہ کے اس حوالے سے ثابت ہوا کہ خطبہ میں خلفاء راشدین کا ذکر اہل سنت کا شعار اور قدیمی معمول ہے اور اس معمول کو جاری رکھنا ضروری ہے اور نواب صاحب کا اسے بدعت کہہ کر چھوڑ دینے کو اولیٰ قرار دینا بالکل غلط ہے اور شیعی ذہن کی غمازی کرتا ہے ۔

بہت سے غیر صحابی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھے ہوئے ہیں

اس بات پر بھی اجماع ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ساری امت میں سب سے افضل ہیں، بعد میں آنے والا کوئی فرد کسی مقام پر بھی پہنچ جائے لیکن کسی معمولی سے معمولی صحابی سے بھی افضل نہیں ہو سکتا ۔ لیکن نواب وحید الزماں صاحب کو معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کچھ چڑ ہے کہ ان کی عظمت وافضلیت ان کو ایک آنکھ نہیں بھاتی، ان

[1] علمار ہند کا شاندار ماضی ج ۱ ص ۹۴ ا بحوالہ مکتوب نمبر ۱۵ ج ۲ ص ۲۸ - ۲۹

کا کہنا ہے کہ بہت سے بعد میں آنے والے افراد عام صحابہ سے افضل تھے۔
چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

"فان كثيرا من متاخرى علماء هذه الامة كانوا افضل من عوام الصحابة فى العلو والمعرفة ونشر السنة وهذا مما لا ينكره عاقل ...... ولكنه يمكن للاولياء وجوه اخرى من الفضيلة لو تحصل للصحابى كما روى عن ابن سيرين باسناد صحيح ان امامنا المهدى يكون افضل من ابى بكر وعمر"۔ [1]

اس امت کے بہت سے (صحابہ کرامؓ کے) بعد آنے والے علماء عوام صحابہؓ سے افضل تھے علم میں، معرفت الٰہی میں اور سنت کے پھیلانے میں اور یہ ایسی بات ہے جس کا کوئی بھی عقلمند انکار نہیں کر سکتا (چند سطر بعد) لیکن یہ ممکن ہے کہ اولیاءِ کرام کو دوسری وجود سے ایسی فضیلت حاصل ہو جو صحابی کو حاصل نہ ہو۔ جیسا کہ ابن سیرین سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ ہمارے امام مہدی حضرت ابوبکر و عمر سے افضل ہیں۔

اس اقتباس پر غور فرمائیے جس کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو العیاذ باللہ علم، معرفت الٰہی اور سنت کو پھیلانے میں پیچھے رہ گئے اور بعد میں آنے والے ان سے سبقت لے گئے۔ کیا یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سخت توہین نہیں ہے؟ کیا کوئی شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر عارف باللہ اور عامل بالسنۃ ہو سکتا ہے؟ حاشا وکلا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ صرف غیر مقلدین ہی کا حوصلہ ہے کہ وہ ایسی بات منہ سے نکالیں

---

[1] وحید الزماں نواب۔ ہدیۃ المہدی ج ۱ ص ۹۰

کوئی اور ایسی بات ہرگز نہیں کر سکتا ؎ ایں کار از تو می آید و مرداں چنیں کنند۔ نواب صاحب کا یہ کہنا کہ ابن سیرین سے صحیح سند کے ساتھ مروی ہے کہ ہمارے امام مہدی حضرت ابوبکر وعمر سے افضل ہیں۔ بھی غلط ہے کیونکہ اول تو صحیح سند سے یہ بات اہل سنت کی کتب میں ثابت ہی نہیں، اور اگر شیعوں کے ہاں ثابت بھی ہو تب بھی یہ قابل استدلال نہیں کیونکہ یہ اجماع سابق کے خلاف ہے، جب اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ انبیاء کرام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ امام مہدی جو نبی نہیں ہیں وہ شیخین سے افضل ہوں ؟۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں فسق

نواب وحید الزماں صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

" ومنه يعلم ان من الصحابة من هو فاسق كالوليد ومثله يقال في حق معاوية وعمرو ومغيرة وسمرة " [1]

اس سے معلوم ہوا کہ کچھ صحابہ فاسق ہیں جیسا کہ ولید (بن عقبہ) اور اسی کے مثل کہا جائے گا۔ معاویہ (بن ابی سفیان) عمرو (بن عاص) مغیرہ (بن شعبہ) اور سمرۃ (بن جندب) کے حق میں (کہ وہ بھی فاسق ہیں)

معلوم نہیں نواب صاحب کو صحابہ کرامؓ سے اتنا بغض کیوں ہے ؟ اس کے علاوہ اور متعدد مقامات پر بھی انہوں نے صحابۂ کرام پر اس قدر تنقید کی ہے کہ خدا کی پناہ، قارئین کے ملاحظہ کے لیے چند حوالے نقل کیے جاتے ہیں۔

نواب صاحب لکھتے ہیں :-

" بھلا ان پاک نفسوں پر معاویہؓ کا قیاس کیونکر ہو سکتا ہے جو نہ مہاجرین میں سے

---

[1] وحید الزماں نواب ، نزل الابرار ج ۲ ص ۹۴

نہ انصار میں سے نہ انہوں نے آنحضرتؐ کی کوئی خدمت اور جاں نثاری کی بلکہ آپ سے لڑتے رہے اور فتح مکہ کے دن ڈر کے مارے مسلمان ہو گئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ کو یہ رائے دی کہ علیؓ اور طلحہؓ اور زبیرؓ کو قتل کر ڈالیں" [1]

آگے لکھتے ہیں :-

"ایک سچے مسلمان کا جس میں ایک ذرہ برابر بھی پیغمبر صاحب کی محبت ہو دل یہ گوارا کرے گا کہ وہ معاویہ کی تعریف اور توصیف کرے البتہ ہم اہلسنت کا یہ طریق ہے کہ صحابہؓ سے سکوت کرتے ہیں اس لیے معاویہؓ سے بھی سکوت کرنا ہمارا مذہب ہے اور یہی اسلم اور قرین احتیاط ہے مگر ان کی نسبت کلمات تعظیم مثل حضرت و رضی اللہ عنہ کہنا سخت دلیری اور بے باکی ہے اللہ محفوظ رکھے" [2]

ایک اور مقام پر رقمطراز ہیں :-

"ان لوگوں کو یہ معتبر تاریخی روایات نہیں پہنچیں کہ معاویہؓ برسر منبر حضرت علیؓ کو برا کہا کرتے تھے بلکہ دوسرے خطیبوں کو بھی حکم دے رکھا تھا کہ وہ ہر خطبہ میں جناب امیر کو برا کہیں معاذ اللہ ان پر لعنت کرتے رہیں - سچی بات یہ ہے کہ معاویہؓ پر دنیا کی طمع غالب ہو گئی تھی وہ حضرت علیؓ کو اعلانیہ برا کہا کرتے اور منبر پر ان پر لعنت کیا کرتے .... اور حضرت علیؓ کیا معاویہؓ کو تمام خاندان رسالت سے دشمنی تھی" [3]

ایک دوسرے مقام پر حضرت معاویہؓ و حضرت عمرو بن عاصؓ کے خلاف یوں گوہر افشانی فرماتے

---

[1] وحید الزماں: نواب، حیات وحید الزماں ص ۱۰۷، بحوالہ وحید اللغات مادہ عق [2] وحید الزماں: نواب، حیات وحید الزماں ص ۱۰۹ بحوالہ وحید اللغات مادہ عق [3] وحید الزماں: نواب، لغات الحدیث ج ۲ کتاب س ص ۴۳

ہیں :-

" مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ معاویہؓ اور عمرو بن عاص دونوں باغی اور سرکش اور شریر تھے اور ان دونوں صاحبوں کے مناقب یا فضائل بیان کرنا ہرگز روا نہیں۔ بلکہ صرف صحابیت کا لحاظ کر کے ان کے ذکر کو سب و شتم سے پاک رکھنا ہی کافی ہے"۔ [1]

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

" مغیرہ نے اس سے بڑھ کر سخت ظلم اور بیدادیاں کی ہیں اور معاویہ کی حکومت میں صدہا آدمیوں کو ستایا اور ایذائیں دی ہیں مگر چونکہ مغیرہ صحابی تھے لہذا اہل سنت ان کی صحابیت کی حرمت کر کے ان سے سکوت کرتے ہیں اور ان کا امر اللہ کے سپرد کرتے ہیں"۔ [2]

مولوی عبدالحق بنارسی نے کہا

قاری عبدالرحمن پانی پتی مرحوم تمیذ و خلیفہ حضرت شاہ اسحقؒ صاحب لکھتے ہیں :-

" مولوی عبدالحق بنارسی نے ہزار ہا آدمی کو عمل بالحدیث کے پردہ میں قید مذہب سے نکالا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور مولوی صاحب نے ہمارے سامنے کہا کہ عائشہؓ حضرت علیؓ سے لڑ کر مرتد ہوئی اگر بے توبہ مری تو کافر مری (العیاذ باللہ) اور صحابہ کو پانچ پانچ حدیثیں یاد تھیں ہم کو سب کی حدیثیں یاد ہیں۔ صحابہ سے ہمارا علم بڑا ہے صحابہ کو علم کم تھا"۔ [3]

حکیم فیض عالم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

موجودہ دور میں غیر مقلدین میں سے سب سے زیادہ دبن صاحب نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

---

[1] وحید الزماں، نواب، لغات الحدیث ج ۲ کتاب ر ص ۷۰ [2] وحید الزماں: نواب، لغات الحدیث ج ا کتاب غ ص ۵۷ [3] عبدالرحمن پانی پتی: قاری، کشف الحجاب ص ۲۱

بالخصوص اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم پر سب و شتم کیا اور جی کھول کر دشنام دہی اور دریدہ دہنی کی ہے وہ حکیم فیض عالم کے نام سے معروف ہیں، اس زمانہ کے خوارج میں موصوف کو خاص مقام حاصل ہے۔ انہوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ تقریباً ہر کتاب میں اسلاف کو ہدف تنقید بنایا ہے، یہ کتابیں اس قدر مذموم و مسموم ہیں کہ پڑھنے سے بھی طبیعت منقبض ہوتی ہے افسوس صد افسوس کہ غیر مقلدین کے ہاں حکیم صاحب کو خوب پذیرائی حاصل ہے اور یہ غیر مقلدین کے بے نظیر و مایہ ناز محقق کہلاتے ہیں۔ اس موقعہ پر حکیم صاحب کی کتابوں سے کچھ حوالے ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ صحابۂ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم اور دیگر اسلاف امت کے متعلق غیر مقلدین کے بے نظیر محقق کی ذہنیت کا آپ کچھ اندازہ کر سکیں۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی سخت توہین

خلیفۂ راشد داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ اور حضرات حسنین رضی اللہ عنہم سے حکیم صاحب کو شاید خدا واسطے کا بیر ہے کیونکہ ان حضرات کے خلاف جو سب و شتم انہوں نے کیا ہے۔ تاریخ سے شاید اس کی مثال نہ پیش کی جا سکے دشمنوں نے بھی شاید ایسی زبان استعمال نہ کی ہو۔ حکیم صاحب نے جگہ جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو نام نہاد خلافت کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔ کہیں آپ کی خلافت کے حق ماننے والوں کو رافضی قرار دیا ہے۔ کہیں سبائیت کا پیرو کار بتلایا ہے۔ کہیں ان کی تعریف میں کچھ کہنے والوں پر برسے ہیں۔ چند حوالے نذر قارئین کیے جاتے ہیں۔

حکیم صاحب لکھتے ہیں:-

"جہالت، ضد، ہٹ دھرمی، نسلی عصبیت کا کوئی علاج نہیں، اپنے خود ساختہ نظریات سے چمٹے رہنے یا مزعومہ تخیلات کو سینے سے لگائے رکھنے کا دفعیہ ناممکن ہے۔ مگر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نام نہاد خلافت کے متعلق قرآنی آیات، حضور صادق و مصدوق کے ارشادات کی روشنی میں حقائق گزشتہ صفحات میں بیان

کیے جا چکے ہیں ان کی موجودگی میں سیدنا علی رضؓ کے خود ساختہ حکمرانہ عبوری دور کو خلافت راشدہ میں شمار کرنا صریحاً دینی بددیانتی ہے مگر اغیار نے جس چابکدستی سے آنجنابؓ کی نام نہاد خلافت کو خلافت حقہ ثابت کرنے کیلئے دُنیائے سبائیت سے درآمد کردہ مواد سے جو کچھ تاریخ کے صفحات میں قلمبند کیا ہے اس کا حقیقت سے قطعاً کوئی تعلق یا واسطہ نہیں"۔ [۱]

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں :۔

"اسی طرح اگر سیدنا علی کو بھی مسلمان منتخب کر کے خلیفہ بناتے تو ان کی ذات کی وجہ سے خلافت کو ضرور وقار ملتا مگر سیدنا علیؓ نے خلافت کے ذریعہ اپنی شخصیت اور ذات کو قدآور بنانا چاہا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کی سیلاب آسا فتوحات ہی ٹھپ ہو کر رہ گئیں بلکہ کم و بیش ایک لاکھ فرزندانِ توحید خاک و خون میں تڑپ تڑپ کر ٹھنڈے ہو گئے"۔ [۲]

نیز آپ کی خلافت کو خلافتِ راشدہ اور خلافت حقہ ماننے والے حضرات کے متعلق یوں لب کشائی کرتے ہیں کہ :

"اب ان تصریحات کی موجودگی میں بھی کوئی رفض سے مرعوب یا متاثر مولوی سبائیت کے خرمن سے برآمد کردہ نظریہ سے رجوع نہیں کرتا تو ہم اسے اگر تقیہ کا مولوی بھی نہ کہہ سکیں تو ہمیں یہ کہنے میں کوئی باک نہیں کہ وہ سیدنا علی رضؓ کی نام نہاد خلافت کی طرح صرف نام نہاد مولوی ہے"۔ [۳]

مزید نشتر زنی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :۔

"ہمیں اس مقام پر یہاں مکرر یہ کہنے کی اجازت دیجیے کہ سیدنا علیؓ کی نام نہاد خلافت

---

[۱] فیض عالم : حکیم ، خلافت راشدہ ص ۵۵ - ۵۶ [۲] فیض عالم : حکیم ، خلافت راشدہ ص ۵۱

[۳] " " " " ص ۷۹

نہ تو قرآنی معیار پر پوری اترتی دکھائی دیتی ہے نہ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی خلافت کے متعلق کوئی اشارہ فرمایا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا ولا اراکم فاعلین اور نہ ہی کسی صحابیؓ نے آپ کی خلافت پر آپ کی بیعت کی تھی اور نہ محض زبانی ہی آپ کی خلافت کو تسلیم کیا تھا اور نہ ہی بعد کے مؤرخوں نے آپ کی خلافت کے حق میں کوئی ثبوت پیش کیا ہے تو آج کے ان بزعم خویش "مولاناؤں" کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ وہ سیدنا علیؓ کو خلافت راشدہ میں شمار کر کے بالواسطہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی تکذیب کا ارتکاب کریں۔ حضور صادق و مصدوق کے فرمودات کو جھٹلانے کی جرأت کریں اور صحابہ کرامؓ کے عمل کو باطل قرار دینے کا اقدام کریں گویا اللہ تعالیٰ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہؓ کو جو بات نہ سوجھی وہ زکوٰۃ و صدقات اور خیرات کی روٹیوں پر پلنے والے اور یتیم خانوں کے مطبخوں کی ہنڈیاں چاٹ کر پروان چڑھنے والے نام نہاد مولویوں کو نظر آ گئی اور آج انہوں نے خلافت راشدہ حق چار یار کے نعروں سے ایک عالم کو پریشان کر رکھا ہے"۔ [1]

ایک مقام پر یوں زہر افشانی کرتے ہیں:۔

"صدیقۂ کائنات جنگ جمل کے بعد مدینہ پہنچ کر گوشہ نشین ہو گئیں مگر سیدنا علیؓ نے بصرہ میں بقول مشہور باطنی داعی ناصر خسرو۔ مسعود نہشلی کی دختر لیلےٰ سے نکاح کر کے اس کے مکان میں قیام فرمایا۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۳۵ھ کا ہے یعنی اس وقت حضرت علیؓ کی عمر ۵۰ سال سے زیادہ تھی، حضرت طلحہ الخیر اور حواری رسول حضرت زبیرؓ کے علاوہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں صحابہ کرامؓ کی شہادت

---

[1] فیض عالم ؔحکیم، خلافت راشدہ ص ۷۸۔ ۷۹

کے بعد سبب کہ عالمِ اسلام کا تقریباً ہر گھرانہ ماتم کدہ کا منظر پیش کر رہا تھا۔ سیدنا علیؓ کا لیلیٰ اسے نکاح فرمانا عظیم عزم، حوصلہ اور استقلال سے بھرپور کارنامہ ہے یا للعجب"۔ [1]

حضرت علیؓ کو خلافت کا طالب و حریص قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"سیدنا علیؓ صرف اپنی ذات میں خلیفہ تھے اور نبی علیہ السلام کی زندگی میں ہی آپ حصولِ خلافت کے خیال کو اپنے دل میں پروان پڑھانے میں مشغول تھے"۔ [2]

آگے چل کر اپنے بغض و دشمنی کا یوں اظہار کرتے ہیں کہ

"آپ کو امت نے اپنا خلیفہ منتخب نہیں کیا تھا، آپ دنیائے سبائیت کے منتخب خلیفہ تھے، اسی لیے آپ کی خود ساختہ خلافت کا چار پانچ سالہ دور امت کے لیے عذابِ خداوندی تھا جس میں ایک لاکھ سے زیادہ فرزندانِ توحید خون میں تڑپ تڑپ کر ختم ہو گئے، آپ کی شہادت عالمِ اسلام کے لیے ایک آیۂ رحمت ثابت ہوئی کہ میانوں سے نکلی ہوئی تلواریں، ترکشوں سے نکلے ہوئے کمانوں میں زدہ تیر ترکشوں میں واپس چلے گئے اور علم ہوئے ہوئے نیزوں کی انیاں جھک گئیں اور عالمِ اسلام نے چار پانچ سال کی تاریکی کے بعد سکھ کا سانس لیا"۔ [3]

حضرات حسنین رضی اللہ عنہم کو صحابہ میں شمار کرنا سبائیت کی ترجمانی ہے (العیاذ باللہ)

حکیم صاحب کو حضرات حسنینؓ سے اس قدر بغض ہے کہ وہ انہیں زمرۂ صحابہ میں شمار کرنے کو بھی تیار نہیں بلکہ جو حضراتِ حسنینؓ کو زمرۂ صحابہ میں شمار کرے اُسے سبائیت کا ترجمان

۱ے فیض عالم: حکیم، صدیقہ کائنات ص ۲۲۷ ۔ ۲ے فیض عالم: حکیم، صدیقہ کائنات ص ۲۸۸

۳ے " " " " " ص ۲۲۸

بتلاتے ہیں۔

چنانچہ حکیم صاحب لکھتے ہیں :-

"حضرات حسنین کو زمرۂ صحابہ میں شمار کرنا صریحًا سبائیت کی ترجمانی ہے یا اندھا دھند تقلید کی خرابی" [۱]

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بغض۔ (العیاذ باللہ)

حکیم صاحب حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ سیدنا حسنؓ کو اپنی ماں کا دودھ پینے کا موقع نہ ملا تھا، آپ کی پرورش دوسرے دودھ سے ہوئی تھی اس لیے صحت کے لحاظ سے آپ کمزور تھے اور کماحقہٗ نشوونما نہ پا سکے تھے اور اس پر کثرت سے حرم کی زندگی (کثرتِ جماع) کے دلدادہ تھے جس کی وجہ سے آپ کو بعض روایات کے مطابق آخری ایام میں سل کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔" [۲]

ایک اور مقام پر لکھتے ہیں :-

"سیدنا حسن کی موت کے متعلق میں اپنی تالیفات "عترتِ رسول" اور "حسن بن علی" میں بدلائل ثابت کر چکا ہوں کہ کثرتِ جماع ذیابطیس اور تپِ محرقہ سے ہوئی آپ کہاں شہید ہوئے تھے اور آپ کو کس نے شہید کیا تھا۔" [۳]

حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بغض (العیاذ باللہ)

حکیم صاحب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سفر کوفہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"حقیقت یہ ہے کہ مکہ سے روانگی تک خروج کے ارادہ کو کسی نے کوئی اہمیت نہ دی، ایک پُرامن سلطنت کے اندر ایک آدمی کی اس قسم کی حرکات سنجیدہ

---

[۱] فیض عالم: حکیم، سیدنا حسن بن علی ص ۲۳ [۲] فیض عالم: حکیم، سیدنا حسن بن علی ص ۸۰

[۳] " " " ، خلافت راشدہ ص ۱۱۵

لوگوں کے نزدیک ایک بچگانہ حرکت تھی۔ جن لوگوں نے آپ کو روکا ان کے روکنے کا مقصد یہ تھا کہ گھر سے نکل کر شدائد سفر کی تکالیف ایک شہزادے کے بس کا روگ نہیں ہونگی"۔ [1]

مزید لکھتے ہیں :۔

"آپ اعلائے کلمۃ الحق کے نظریہ کے تحت عازم کوفہ نہیں ہوئے تھے بلکہ حصولِ خلافت کے لیے آپ نے یہ سفر اختیار کیا تھا"۔ [2]

ایک مقام پر یوں زہر افشانی کرتے ہیں :۔

"میں یقین سے کہتا ہوں اور کتب تاریخ میرے اس دعوے کی موید ہیں کہ سیدنا حسین رضؓ کو امیر یزید میں کوئی بُرائی نظر نہیں آئی تھی ورنہ وہ امیر یزیدؒ کے خلیفہ بنتے ہی مدینہ کے گورنر کو صاف کہہ دیتے کہ میں کسی فاجر و فاسق کی بیعت نہیں کر سکتا اور یقیناً مدینہ کے لوگ ان کا ساتھ دیتے مگر مدینہ کے عامل کو کہتے ہیں کل صبح تک مہلت دیجئے اور رات کو چھپ کر مدینہ سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ اگر عامل مدینہ چاہتا تو راستہ سے ہی گرفتار کرا کے واپس بلا لیتا مگر اس نے آپ کے اس فعل کو ایک بچگانہ حرکت سمجھا۔ آپ مکہ پہنچتے ہیں مگر وہاں کے قیام کے دوران بھی آپ نے یزید کے مفروضہ فسق و فجور کے متعلق کسی سے کچھ بیان نہ کیا اور بیان کیسے کرتے جب کہ سالہا سال تک خود دمشق جاتے رہے عطیات سے لدکر واپس پہنچتے رہے اور تمام عالم اسلام امیر یزیدؒ کی بلند کرداری کا معترف اور جاننے والا تھا۔ اچانک کوفہ کے شرپسندوں کی طرف سے خطوط کا تانتا بندھ گیا اور آپ کے دل میں حصولِ خلافت کی دبی ہوئی پرانی خواہش انگڑائیاں لے کر بیدار ہو گئیں اور آپ تمام عالم اسلام کے منتخب

---

[1] فیض عالم : حکیم، واقعہ کربلا ص ۷ ، [2] فیض عالم حکیم، واقعہ کربلا ص ۱۸

اور مایہ ناز صحابہ کرام اور تابعین کے سمجھانے کے باوجود دس ذی الحجہ کو مکہ سے عازم کوفہ ہو گئے۔ سگے چچا زاد اور بہنوئی عبداللہ بن جعفر نے جب سمجھانے کی تمام بے سود پائیں تو اپنی زوجہ سیدہ زینب بنت سیدنا علیؓ کو طلاق دے کر اپنا لڑکا علی ان سے چھین لیا۔ سگے بہنوئی اور چچا زاد کا یہ فعل سمجھنے والوں کے لیے کافی ہے کہ حسینؓ کسی شر کو مٹانے کے لیے مکہ سے عازم کوفہ نہیں ہوئے تھے مکہ میں موجود کوئی صحابی ایسا باقی نہ رہا جس نے آپ کو نہ سمجھایا ہو مگر آپ نے کسی کی بات پر دھیان نہ دیا اور مکہ سے چل نکلے۔

سیدنا حسینؓ برسام کے مریض تھے (العیاذ باللہ)

حقیقت یہ ہے کہ آپ برسام کے مریض تھے اور اس مرض کے مریض اول تو مر جاتے ہیں ورنہ پاگل ہو جاتے ہیں اور اگر بچ بھی نکلیں تو ان کی زبان لکنت آمیز ہو جاتی ہے اور ذہن کماحقہ سوچنے سمجھنے کی قوتوں سے محروم ہو جاتا ہے"۔ [1]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت اور صحابہ کرامؓ

حکیم صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی ہاتھ تھا جن میں سرفہرست حضرت ابوحذیفہؓ ہیں۔ حضرت ابوحذیفہ کے ایک قول کو ابن سعد کے حوالے سے نقل کر کے حکیم صاحب لکھتے ہیں۔

"کیا حذیفہ کے ان الفاظ سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ اس سازش سے باخبر تھے، اور اگر یہ سازش صرف مجوس یا یہود کی تیار کردہ تھی تو حذیفہ کو تمام واقعات بیان کرنے سے کون سا امر مانع تھا۔ اسی حذیفہ کا بیٹا محمد اور محمد بن ابوبکر دونوں مصر میں ابن سبا کے معتمد خاص تھے۔" [2]

---

[1] فیض عالم حکیم: خلافت راشدہ ص ۱۳۸، ۱۳۹   [2] فیض عالم حکیم: شہادت ذوالنورین ص ۱۱

مزید لکھتے ہیں :-

" ان واضح شواہد کی موجودگی میں کیا اس بات سے انکار کیا جا سکتا ہے کہ فاروق اعظمؓ کی شہادت کے پیچھے ایک بہت بڑی سازش کا ہاتھ نہیں تھا؟ صرف چند نو مسلم یا مجوسی اپنے اندر اتنا دم خم نہیں رکھتے تھے، غور کیجئے کہ اس سازش کے پیچھے کون سا خفیہ ہاتھ تھا؟ اگر وہ سازشی لوگ معمولی حیثیت کے تھے تو کعبؓ اور حذیفہ دبی زبان میں اظہار خیالات کے بعد خاموش کیوں ہو گئے؟ انہیں کس کا ڈر تھا یا انہیں نئی حکومت میں کسی عہدے ملنے کی توقع تھی"۔ [1]

حضرت ابوذر غفاریؓ اور حکیم صاحب

علامہ اقبال کا ایک شعر ہے ؎

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو کس نے
وہ کیا تھا زورِ حیدرؓ فقرِ بوذر صدق سلیمانی

اس شعر پر حکیم صاحب تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

(اس شعر میں) " دوسرے نمبر پر حضرت ابوذر غفاریؓ کا نام ہے جو ابن سبا کے کمیونسٹ نظریہ سے متاثر ہو کر ہر کھاتے پیتے مسلمان کے پیچھے لٹھ لے کر بھاگ اٹھتے تھے"۔ [2]

حکیم صاحب اور اسلاف امت

حکیم فیض عالم نے ایک کتاب لکھی ہے۔ " اختلاف امت کا المیہ" اس نام سے بظاہر ایک عام آدمی یہ سمجھتا ہے کہ اس میں امت کے اندر واقع ہونے والے اختلاف کی وجوہات ذکر کی گئی ہوں گی لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس کتاب میں اصل موضوع سے

---

[1] فیض عالم حکیم : شہادت ذوالنورین ص ۲۷

[2] فیض عالم حکیم ، خلافت راشدہ ص ۱۴۲

ہٹ کر ائمہ احناف فقہ حنفی اور دیگر بزرگانِ دین کے متعلق موصوف نے وہ زہر اُگلا ہے جو شاید ہی اس سے پہلے کسی نے اُگلا ہو۔ غیر مقلدین اس کے طابع و ناشر ہیں اور یہ ان کی پسندیدہ کتاب ہے۔ اس کتاب سے بھی چند حوالے نذرِ قارئین کیے جاتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ اور حکیم صاحب

حکیم صاحب حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر یوں برستے ہیں :-

"امام ابوحنیفہ کے فرضی اور مزعومہ فضائل کی داستانیں شیعیت کے مزعومہ ائمہ سے بھی کئی گنا زیادہ ہیں مگر اس باب کو اس بات پر ختم کرنا چاہتا ہوں کہ فقہ حنفیہ کے اس ناگفتہ بہ پلندہ میں بار بار ان الفاظ کی جو تکرار کی گئی ہے عند ابی حنیفہ قال ابی حنیفہ ھذا مذھب ابی حنیفہ وغیرہ وہ کون سے ابوحنیفہ ہیں؟ ابوحنیفہ نعمان بن ثابت کوفی کے ہاں ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے، مجوسی النسل تھے کسی صحابی سے ملاقات ثابت نہیں آپ کے دادا مسلمان ہوئے تھے۔ چہ عجب کہ باقی مجوسی النسل نومسلموں کی طرح نسلی عصبیت ورثہ میں پائی ہو اور بال عمر کینہ قدیم است عجم را کے زمرہ میں شمار ہوتے ہوں"۔ [1]

ایک مقام پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو عبداللہ بن سبا اور مختار ثقفی کے ساتھ ملاتے ہوئے یوں گوہر افشانی کرتے ہیں :-

"الغرض ہزاروں من گھڑت وضعی اور دور از کار تاویلات پر مبنی جھوٹ کے پلندے گھڑ گھڑ کر اللہ کی عاجز مخلوق کو الوہیت کے مقام پر سرفراز کرنے کی کوشش میں تمام حنفی اور شیعہ طابق النعل بالنعل (پورے پورے ایک دوسرے کے مطابق) نظر آتے ہیں، شرک و بدعت کے تمام شعبے ان لوگوں میں پورے

---

[1] فیض عالم: حکیم، اختلاف امت کا المیہ ص ۳۷-۳۸ طبع سوم

طور پر قدرِ مشترک کی حیثیت رکھتے ہیں۔ امرِ رب سے اعراض کے بعد ان لوگوں کے ذہنوں سے صراطِ مستقیم پر چلنے کی طاقت سلب کر لی گئی۔ حضرت ابو حنیفہ نے جس عقلیت اور قیاس کا بیج بویا تھا، مامون کے زمانہ میں جس عقلیت کو عروج ملا تھا، عبداللہ بن سبا اور مختار ثقفی نے جن نظریات کی ابتدا کی تھی اور عروج دیا تھا ان سب کا مرکزی نقطہ قرآن و سنت سے دوری تھا اور آخر ان لوگوں کے نظریات نے امت کو سینکڑوں فرقوں میں بانٹ دیا۔" [1]

فقہ حنفی اور حکیم صاحب

حکیم صاحب کو احناف اور فقہ حنفی سے بھی بلاوجہ کا بیر ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں احناف اور فقہ حنفی کے متعلق خوب زہر اگلا ہے اور جی بھر کر بے سروپا خرافات اس میں بھری ہیں۔ چند حوالجات ملاحظہ فرمائیے

حکیم صاحب لکھتے ہیں:۔

"میں مکرر اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتا ہوں کہ آج فقہ حنفیہ کے نام سے جو اسفار لہوالحدیث (دل بہلانے والی باطل قوتوں) کا مجموعہ دنیا میں پھیلے ہوئے مسلمانوں کے ایک حصے کو گمراہ کرنے کا موجب بن رہا ہے اس کا ایک لفظ بھی حضرت امام ابوحنیفہ سے تعلق نہیں رکھتا۔" [2]

آگے چل کر لکھتے ہیں:۔

"مجھے یہ کہنے کی اجازت دیجئے کہ آج فقہ حنفی کی آڑ میں جو مجموعہ اسفار لہو الحدیث ہمارے ہاں مروج اور شائع ہے اس میں ایک حرف بھی سیدنا امام ابوحنیفہؒ سے ثابت نہیں کیا جا سکتا اور نہ آج تک کوئی ثابت کرنے کی جرأت کر سکا ہے، اس مقام پر بے اختیار سبائیت کی اس ڈاکہ زنی اور

---

[1] فیض عالم: حکیم، اختلاف امت کا المیہ ص ۳۲ و ۳۳ [2] فیض عالم: حکیم، اختلاف امت کا المیہ ص ۱۴

رفض کی اس نقب زنی کی داد دینے کو جی چاہتا ہے:۔ [1]

مزید لکھتے ہیں :۔

"شیعوں کے تقیہ کی بگڑی ہوئی شکل "باب الحیل" کا جو پودا حضرت ابو حنیفہؒ نے لگایا تھا اسی زمانہ میں بار آور ہوا جو آخر میں فتاویٰ عالمگیری کی دسویں جلد کے ستر صفحات میں بھی مکمل طور پر نہیں سما سکا"۔ [2]

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے متعلق ہرزہ سرائی

حکیم صاحب قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں :۔

"مذہب حنفی کی ترقی اور ترویج کی وجہ صرف امام ابو یوسف کی شخصیت تھی۔ موصوف کسی مفلوک الحال اور مجہول النسب خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ حالات نے امام ابو حنیفہ کے مدرسہ میں پہنچا دیا۔ ذہین الطبع تھے اور فکر رسا پایا تھا۔ جلد ہی امام ابو حنیفہ کی توجہ مبذول کرانے پر قادر ہو گئے مگر تعلیم کے سلسلہ میں تواتر نہ تھا۔ امام صاحب کو ان کی تنگدستی کا علم ہوا تو تمام ذمہ داری اٹھا کر ان کی تعلیم میں پوری کوشش سے کام لیا۔ جتنا عرصہ امام صاحب زندہ رہے ابو یوسف کے لیے بس راوی چین لکھتا ہے۔ مگر امام صاحب کے انتقال کے بعد ابو یوسف کو پیٹ کے لالے پڑ گئے۔ بغداد کے کسی کنارے پر ایک چھوٹی سی مسجد میں امامت کے فرائض سنبھالنے کا موقع مل گیا اور پیٹ کا ایندھن بہم پہنچانے کی نعمت میسر آ گئی۔ آدمی ذہین اور دور اندیش تھے۔ امام صاحب جیسے علامۃ الدھر کے قیاسی معرکے دیکھے ہوئے تھے، امام صاحب کے اثر و رسوخ اور تجارتی لین دین کی وجہ سے حلقہ شناسائی بھی کافی تھی۔ اب ان کی خوش نصیبی سمجھیے یا امت

---

[1] فیض عالم حکیم : اختلاف امت کا المیہ ص ۳۲ [2] فیض عالم حکیم : اختلاف امت کا المیہ ص ۳۰

کے ایک کثیر گروہ کی بدبختی کہ ان ایام میں ہی ہارون الرشید خلیفہ عباسی نے اپنی آنکھوں سے اپنے گھر میں کسی کو زنا کے ارتکاب میں مشغول پایا اور کسی خادم کو کہا کہ کسی فقیہ کو لے آ۔ خادم ابو یوسف کا شناسا تھا وہ ابو یوسف کو لے آیا" الخ [1]

مؤرخین و سیرت نگار حضرات پر تبرا

حکیم صاحب ایک موقعہ پر تین ارباب تاریخ و سیر کو بیک زبان یوں دشنام دیتے ہیں :-

"ہم نے یہاں کسی ابن اسحق جیسے مسخرے' ابن ہشام جیسے تقیہ باز اور واقدی جیسے کذاب کو گھسنے نہیں دیا۔" [2]

مجدد الف ثانیؒ اور حکیم صاحب

حکیم صاحب نے اپنی کتاب اختلافِ امت میں بڑے بڑے اولیاء کرام کو باطنی اور شیعہ قرار دیتے ہوئے سلسلہ چشتیہ قادریہ سہروردیہ نقشبندیہ وغیرہ کو شیعیت کی پیداوار قرار دیا ہے اور آخر میں حضرت مجدد الف ثانیؒ پر بُری طرح برسے ہیں لکھتے ہیں :-

"ہندوستان میں اس سلسلہ (نقشبندیہ) کے سب سے بڑے بزرگ حضرت خواجہ باقی باللہ ہوئے ہیں جن کے مرید خواجہ احمد فاروق سرہندی تھے، جنہوں نے اپنے لیے مجدد الف ثانی کا خطاب خود تجویز کیا، یا ان کے مریدان می پرانند کی طرف سے ان کے لیے تحفہ کے طور پر پیش کیا گیا ...
.... ہمیں آپ کے مکتوبات سے یہ ضرور نظر آتا ہے کہ آپ نے کتاب و سنت کے علی الرغم فقہ حنفی کے فرسودہ نظریات کو پھیلانے

---

[1] فیض عالم، اختلافِ امت کا المیہ ص ۶۸ [2] فیض عالم، خلافت راشدہ ص ۷۷

کی کوشش کی اور شیعوں کے تصورِ امامت سے متاثر ہو کر اپنے لیے ایک مقام پیدا کرنے کی کوشش کی"۔ [1]

آگے چل کر لکھتے ہیں :۔

"حضرت خواجہ صاحب کو مجدد الف ثانی کہا جاتا ہے آپ کو اکبری دور کے الحاد اور بدعات کا قاطع کہا جاتا ہے۔ مگر معمولی بصیرت رکھنے والے تاریخ دان بھی جانتے ہیں کہ یہ سراسر اسی قسم کا بہتان حضرت خواجہ کی ذات کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے جیسے شیعہ لوگ من گھڑت حدیثیں حضرت جعفر الصادق کی طرف منسوب کرتے ہیں"۔ [2]

مزید رقمطراز ہیں :۔

"ورنہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت خواجہ شیعہ سنی عقائد کے اُلجھے ہوئے تصورِ امامت کی پیداوار تھے، خود تو ان کی جیسی گزری گزر گئی مگر یہاں اولاد کے لیے بے تاج بادشاہی چھوڑ گئے وہاں مرزا قادیانی جیسے لوگوں کے لیے نبوت کی راہیں بھی ہموار کر گئے"۔ [3]

شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ اور حکیم صاحب

حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت نص سے ثابت ہے۔ حکیم صاحب اس پر بگڑتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"کاش کہ شاہ صاحب اس نص کی طرف اشارہ ہی فرما دیتے تو امت پر ان کا یہ بڑا احسان ہوتا۔ اندھی عقیدت سے اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے شاہ صاحب نے "نص" کا بھاری بھرکم لفظ لکھ دیا حالانکہ سیدنا علیؓ کی

---

[1] فیض عالم، اختلاف امت کا المیہ ص ۲۳۵ [2] فیض عالم، اختلافِ امت کا المیہ ص ۲۳۸

[3] " " " " ص ۲۳۹

خلافت کے متعلق کہیں ہلکا سا اشارہ بھی تمام دینی ذخیرہ میں موجود نہیں" [1]

آگے لکھتے ہیں :-

"غضب بر بالائے غضب کہ شاہ صاحب جیسے نابغہ عصر اور عبقری دوراں سے بھی اس قسم کے غیر ذمہ دارانہ بلکہ مخبوط الحواسانہ کلمات کا اظہار ہو رہا ہے"۔ [2]

مولانا عبد الحیؒ اور مولانا تھانوی رحمہما اللہ شیعیت کے ترجمان ؟

حکیم صاحب تحریر فرماتے ہیں :-

"اور مولوی عبد الحی فرنگی محلی ہوں یا شاہ اشرف علی تھانوی اپنی فضیلتوں کے باوجود غیر شعوری طور پر شیعیت کے ترجمان ہو کر رہ گئے تھے" [3]

اکابر دیوبند سے بغض و نفرت کا اظہار

حکیم صاحب رقمطراز ہیں :-

"کتاب و سنت کی روشنی میں دیوبندی اور بریلوی دونوں ہی بدعتی ہیں اہلحدیث کی (بزعم خویش) حق گو جماعت نے اگر ان میں سے کسی میں کسی قسم کی حق گوئی دیکھی تو اس کی تعریف کی اور جس میں شرک و بدعت دیکھا اسے ٹوکا، وقت کے ساتھ ساتھ حنفیوں کے دیوبندی طبقہ سے ایک طبقہ تو گاندھی اور کانگریس کی گود میں جا گرا اور ایک گروہ نے اعلاء کلمۃ الحق کا نعرہ بلند کرتے ہوئے مسلمانوں کا ساتھ دیا مگر غالی گروہ انگریز کے جور و استبداد کے باوجود انہیں اولی الامر ثابت کرنے اور تمسک بکتاب اللہ والسنت والوں کو کافر بنانے میں لگا رہا۔ اور تقسیم ملک کے بعد تشتت [4] و افتراق کی راہیں

---

[1] فیض عالم، خلافت راشدہ ص ۹۲ [2] فیض عالم : خلافت راشدہ ص ۹۳

[3] " " " ص ۱۵۶

ہموار کرنے میں آج تک منہمک ہے"۔ [1]

کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں :۔

"علماء دیوبند میں سے مولانا محمود الحسن نے اپنے طور پر تحریک آزادی ہند چلائی مگر اپنی موقتہ حکومت کا صدر ایک ہندو راجہ مہندر پرتاب کو بنایا .... پھر آگے چل کر یہ لوگ عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے وجود میں سٹیج پر نمودار ہوئے یا مولانا حبیب الرحمٰن کے جبّہ و دستار میں دیوبند کے صدر اعلیٰ کی حیثیت میں حسین احمد مدنی کی شکل میں سامنے آئے، یا ابوالکلام آزاد بن کر ——— مسلمانوں سے کٹ کر کفر کا دامن ہی تھامے رہتے"۔ [2]

آپ نے حکیم فیض عالم صاحب کے نظریات صحابہ کرام اور اسلاف عظام کے متعلق ملاحظہ فرمائے یہ نظریات اس قدر غلط اور گمراہ کن ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے ایمان و اسلام کا بچا رہنا بھی مشکل ہے لیکن حیرانگی کی بات ہے کہ حکیم فیض عالم کے ایسے نظریات اور غیر مقلدین کے ہاں ان کی اس قدر پذیرائی کہ وہ انہیں نہایت زیرک۔ معاملہ فہم۔ دور اندیش بزرگ محقق۔ مجاہد دین و ملت، پیر مرد۔ صاحب دل بزرگ جیسے خطابات سے یاد کرتے ہیں چنانچہ جمعیت علماء اہلحدیث کے جنرل سیکرٹری قاضی عبدالقدیر خاموش لکھتے ہیں :۔

"اللہ تعالیٰ نے اس سعادت کا سہرا جس مجاہد دین و ملت کے لیے تیار کر رکھا تھا وہ عظیم شخصیت اس وقت ہمارے درمیان حکیم فیض عالم صدیقی کے نام سے موجود ہے۔ موصوف نے اس عجمی سازش کے مالہٗ و ما علیہ سے جس چوکھے انداز میں ملت کو روشناس کرایا ہے وہ اسی صاحب دل پیر مرد کا کام ہے"۔ [3]

---

[1] فیض عالم، اختلاف امت کا المیہ ص ۱۳۵ [2] فیض عالم، اختلاف امت کا المیہ ص ۲۱۳ [3] عبدالقدیر خاموش، شہادت ذوالنورین مقدمہ

قاضی صاحب اپنے پیر مرد کے بارے میں اپنے تاثرات ذکر کرنے کے بعد اپنی جماعت کے ایک مستند عالم حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری کے تاثرات ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

" اپنے ان تاثرات میں ہم منفرد نہیں بلکہ جو بھی ایک بار اس مرد پیر کی خدمت میں پہنچ گیا وہ کچھ حاصل کرکے ہی اٹھا، چنانچہ جماعت اہلحدیث کے مشہور خطیب ادیب، راہنما اور صحافی حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم کمیرپوری " ایک محقق اور صاحب دل بزرگ سے ملاقات" کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں "چند ہی منٹوں میں (حکیم صاحب) ایسے گھل مل گئے کہ میری طبیعت کا خوف و حجاب اور احترام بے تکلفی میں بدل گیا۔ میں اس بات پر مجبور تھا کہ جن دوستوں سے حکیم صاحب کی خشک مزاجی بلکہ تلخ نوائی کا تذکرہ سنا تھا ان کے لیے رب ذوالجلال کے حضور میں عفو و درگزر کی دعا کروں"۔

مزید لکھتے ہیں :-

" میں نے اس ماحول سے جو کچھ اخذ کیا اس کے مطابق حکیم صاحب نہایت زیرک، معاملہ فہم اور دور اندیش بزرگ ہیں ...... ان کا ماحول ان کی دیانت کا معترف ہے"۔ [1]

حکیم فیض عالم صاحب غیر مقلدین کے مایہ ناز اور بے نظیر محقق کہلاتے ہیں۔ معلوم نہیں کہ غیر مقلدین نے حکیم صاحب کو یہ القاب فقط خوش عقیدگی کے تحت دیئے ہیں یا ان کی تحقیقات کی تحقیق کرکے انہیں ان القابات سے نوازا ہے۔ ہمارے خیال کے مطابق غیر مقلدین حکیم صاحب کی اندھی عقیدت کا شکار ہیں، کیونکہ حکیم صاحب تاریخ سے اس قدر نابلد ہیں کہ انہیں اپنے گھر کی ماضی قریب کی تاریخ کا بھی صحیح علم نہیں چہ جائیکہ ماضی بعید میں ہونے والے واقعات کی تاریخ اس سلسلہ میں حکیم صاحب کی فقط ایک

---

[1] عبدالقدیر خاموش، شہادت ذوالنورین ص ۶-۷

کتاب سے چند اغلاط پیش کی جاتی ہیں تاکہ غیر مقلدین اپنے محقق کی تحقیق کے متعلق مزید معلومات حاصل کر سکیں۔

حکیم صاحب لکھتے ہیں :-

"مولانا نذیر حسین کے بعد آپ کے خلف اکبر مولانا محمد شریف نے یہ سلسلہ چلانے کی کوشش جاری رکھی"۔ [۱]

تاریخی اعتبار سے حکیم صاحب کی یہ بات غلط ہے کیونکہ میاں صاحب کے فقط ایک ہی صاحبزادے تھے جن کا نام محمد شریف نہیں شریف حسین تھا اور میاں صاحب کی وفات سے ۱۶ سال پہلے فوت ہو گئے تھے۔ [۲]

لہٰذا میاں صاحب کے بعد ان کے سلسلہ چلانے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

(۲) حکیم صاحب لکھتے ہیں :-

"مولانا نذیر حسین ۱۲۲۰ میں سورج گڑھ ضلع مونگیر میں پیدا ہوئے ۱۲۴۲ھ میں دہلی آئے، مولانا عبدالخالق سے چند کتب پڑھیں، پھر شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین سے چند کتب پڑھیں"۔ [۳]

حکیم صاحب کی یہ بات بھی بالکل غلط ہے کیونکہ شاہ عبدالقادر صاحبؒ کی وفات ۱۲۳۰ھ اور شاہ رفیع الدین صاحبؒ کی وفات ۱۲۳۳ میں ہو گئی تھی اور میاں صاحب شاہ رفیع الدینؒ کی وفات کے ۱۰ سال بعد ۱۲۴۳ میں دہلی آئے ہیں۔ اس صورت میں میاں صاحب کا ان دو حضرات سے پڑھنا تو دور رہا ان حضرات کا دیکھنا بھی ثابت نہیں ہوتا۔

(۳) حکیم صاحب نے تبلیغی جماعت (کو جس کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ ہیں) غیر مقلد قرار دیا ہے [۴] جسے سفید جھوٹ کہا جائے تو بجا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ

---

[۱] حکیم فیض عالم، اختلافِ امت کا المیہ ص ۱۸۴   [۲] فضل حسین بہاری، الحیات بعد الممات ص ۱۰۲ و ص ۲۷۷

[۳] " " " " " ص ۱۸۳   [۴] حکیم فیض عالم، اختلافِ امت کا المیہ ص ۵۴: - ۱۵۵

مولانا الیاس و مولانا محمد یوسف کون ہیں؟ کس لڑی سے ہیں؟ کن عقائد کے حامل ہیں؟

(۴) حکیم صاحب منہاج السنۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔

"جعفر بن محمد (امام جعفر صادق) امام ابو حنیفہ کے ہم عصر تھے۔ ابو حنیفہ نے ان سے علم حاصل نہیں کیا باوجود ان کی شہرت کے"۔ ؎۱

تاریخی اعتبار سے یہ بات بھی غلط ہے کیونکہ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے امام محمد باقرؒ اور ان کے صاحبزادے حضرت امام جعفر صادقؒ دونوں سے استفادہ کیا ہے

چنانچہ علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:۔

"امام ابو حنیفہ کی معلومات کا بڑا ذخیرہ حضرت ممدوح کا فیض صحبت تھا امام صاحب نے ان کے فرزند رشید حضرت جعفر صادق کے فیض صحبت سے بھی بہت کچھ فائدہ اٹھایا ہے جس کا ذکر عموماً تاریخوں میں پایا جاتا ہے"۔ ؎۲

(۵) حکیم صاحب فقہ حنفی کی تدوین کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"ہم دیکھتے ہیں کہ فقہ حنفی کی تدوین امام صاحب کی وفات سے تقریباً پونے تین سو سال بعد شروع ہوئی"۔ ؎۳

حکیم صاحب کی یہ بات سو جھوٹوں کا ایک جھوٹ ہے تاریخ کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ فقہ حنفی کی تدوین خود حضرت امام صاحب کی زندگی میں ہوئی۔ اور فقہ حنفی کی بنیاد حضرت امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد امام محمدؒ کی ۶ کتابوں پر ہے جنہیں ظاہر الروایۃ کہا جاتا ہے۔

(۶) حکیم صاحب ابن حزم ظاہری کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"بعض اہل علم نے انہیں مذہب ظاہریہ یعنی محمد بن اسحاق راہویہ کا مقلد قرار دیا ہے مگر جس حد تک ان کی تحقیق کا تعلق ہے اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ غیر مقلد اور پکے اہل حدیث تھے"۔ ؎۴

؎۱ حکیم فیض عالم، اختلاف امت کا المیہ ص ۸۹ ؎۲ شبلی نعمانی، سیرت النعمان ص ۵۸

؎۳ " " " " ص ۴۵ ؎۴ حکیم فیض عالم، اختلاف امت کا المیہ ص ۱۳۲

حکیم صاحب کی بدحواسی کا اندازہ لگایئے کہ وہ اپنی کتاب میں اس جگہ مذہب ظاہریہ کا بانی محمد بن اسحاق بن راہویہ کو قرار دے کر ابن حزم کو ان کا پیروکار بتلا رہے ہیں حالانکہ مذہب ظاہریہ کے بانی داؤد بن علی اصفہانی ہیں اور ابن حزم ظاہری انہی کے پیروکار ہیں۔

(۷) حکیم صاحب لکھتے ہیں :-

"امام ابوحنیفہؒ ایک نومسلم گھرانہ میں سنہ ۹۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے"۔ ؎۱

ایک مقام پر لکھتے ہیں :-

"ابوعمرو عبدالرحمن بن عمرو اوزاعی سنہ ۸۸ھ میں بعلبک میں امام ابوحنیفہؒ کی ولادت سے دو سال پہلے پیدا ہوئے"۔ ؎۲

تاریخی اعتبار سے حکیم صاحب کی یہ بات بھی غلط ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کی تاریخ ولادت ۶۱ھ ہے لیکن مشہور روایت سنہ ۸۰ھ کی ہے نہ کہ سنہ ۹۰ھ کی۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حکیم صاحب حضرت امام ابوحنیفہ کی تاریخ ولادت کے بیان میں بھی بدحواسی کا شکار ہیں کیونکہ وہ اپنی اس کتاب کے ص ۱۱ پر امام صاحب کی ولادت سنہ ۸۰ھ ہی لکھتے ہیں۔

(۸) حکیم صاحب نے بہت سے صحابہ کرام کے سنینِ وفات بالکل غلط لکھے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

"اس روایت کے نقل کرنے والے عقل کے اندھے کو اتنا بھی علم نہیں کہ سیدنا علیؓ ۵۸ھ میں شہید ہوئے"۔ ؎۳

حالانکہ حضرت علیؓ کی شہادت سنہ ۴۰ھ میں ہوئی ہے۔

ایک اور مقام پر حکیم صاحب لکھتے ہیں :-

؎۱ حکیم فیض عالم، اختلافِ امت کا المیہ ص ۳۳ ؎۲ حکیم فیض عالم، اختلافِ امت کا المیہ ص

؎۳ " " " " " ص ۲۱۷

"ان عقل کے اندھوں کو اس قدر بھی معلوم نہیں کہ انس بن مالک ۶۰ ہجری میں انس بن مالک الکعبی امیر یزید کی خلافت کے زمانہ میں عبداللہ بن ابی اوفی ۶۰ ہجری میں جابر بن عبداللہ ۷۲/۷۴ ہجری میں عبداللہ بن انیس ۵۷ ہجری میں واثلہ بن الاسقع ۸۵/۸۶ ہجری میں عبداللہ بن جزء ۵۹/۶۰ ہجری میں فوت ہوئے"۔ [1]

حکیم صاحب نے جو سنین وفات ذکر کئے ہیں وہ قطعاً غلط ہیں ۔ اب معلوم نہیں کہ وہ اپنے لیے اپنے ہی تجویز کردہ خطاب (عقل کے اندھے) کو پسند کرتے ہیں یا صرف دوسروں ہی کو سب و شتم کرنا ان کا مشغلہ ہے جو از روئے حدیث شریف منافق کی علامت ہے ۔ حکیم صاحب کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی کا سن وفات ۶۰ھ نہیں بلکہ ۹۳ھ اور ایک قول کے مطابق ۹۵ ہے ۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی کا سن وفات ۶۰ھ نہیں بلکہ ۸۷ھ ہے ، اسی طرح حضرت عبداللہ بن جزء رضی کا سن وفات ۵۹ ۔ ۶۰ نہیں بلکہ ان کے سن وفات کے بارے میں مختلف اقوال ہیں ۸۵ھ ، ۸۶ھ ، ۸۷ھ ، ۸۸ھ ۔

یہ چند حوالجات تاریخ کے حوالے سے ذکر کر دیئے گئے ہیں تاکہ حکیم صاحب کی تاریخ دانی اور تحقیق کا کچھ اندازہ لگایا جا سکے ورنہ یہ ساری کتاب بالخصوص احناف و فقہ کے متعلق اکاذیب و اباطیل سے بھری ہوئی ہے ۔ چونکہ اس وقت ہمارا مقصد حکیم صاحب کی اغلاط شمار کرانا نہیں کیونکہ اس کے لیے مستقل مبسوط تصنیف کی ضرورت ہے اس لیے اس بحث کو ہم یہیں ختم کرتے ہیں ۔ موقع ملنے پر انشاء اللہ اس پر مفصلاً لکھا جائے گا ۔

اسی طرح غیر مقلدین کے عقائد و نظریات کو بھی تفصیلی طور پر واضح کرنے کو جی چاہتا ہے لیکن مقدمہ کی طوالت اس سے مانع ہو رہی ہے ۔ اس لیے اس مقدمہ کو بھی یہیں ختم

---

[1] حکیم فیض عالم ، اختلاف امت کا المیہ ص ۳۷

کیا جا رہا ہے۔ ان تمام باتوں کے ذکر سے اصل مقصد یہ ہے کہ جو سادہ لوح ان لوگوں کے دامِ تزویر میں پھنس رہے ہیں وہ اُن کی حقیقت سے آگاہ ہو کر ان سے دور رہیں، رہے غیر مقلدین تو ان سے یہ توقع نہیں کہ وہ اِن باتوں کو پڑھ کر کچھ اثر لیں اور اصلاحِ حال کی کوئی کوشش کریں کیونکہ وہ ائمہ کرام سے بدظنی اور اسلافِ عظام پر بدزبانی کی وجہ سے حدیث قدسی " من عادیٰ لی ولیا فقد آذنته بالحرب جس نے میرے ولی سے دشمنی کی اسے میرا اعلانِ جنگ ہے ـــــ کا مصداق بن چکے ہیں اور اصلاحِ حال سے اس قدر دور ہو چکے ہیں کہ اب ان کا لوٹنا مشکل ہے الا ماشاء اللہ۔ اور وہ اپنی کج روی پر اس قدر متشدد واقع ہوئے ہیں کہ غیر تو غیر خود ان کے اپنے بھی ان کی اس سختی اور بد مزاجی کی وجہ سے ان لوگوں کے قبولِ خیر سے مایوس ہیں۔ مشہور غیر مقلد رہنما جناب پروفیسر ابوبکر غزنوی کو اپنے ایک سفر کے دوران غیر مقلدوں سے واسطہ پڑا تو ان کے رویہ سے تنگ آکر انہوں نے مولانا ابوالکلام آزاد کے حوالہ سے ایک فقرہ کہا تھا جو قابلِ دید ہے یہاں انہی کے الفاظ میں وہ فقرہ ذکر کیا جاتا ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

جناب ابوبکر غزنوی لکھتے ہیں :-

" اس آواز سے درشتی ٹپک رہی تھی، مجھے معاً مولانا آزاد کا اہلِ حدیثوں کے بارے میں وہ فقرہ یاد آگیا۔

" ان پتھروں کو اگر میں ہزار برس بھی تراشتا رہوں تو ان سے انسان کا بچہ تو میں پیدا نہیں کر سکتا ہوں " [1]

ابوبکر غزنوی صاحب غیر مقلدین کے رویہ سے اس قدر دل تنگ تھے کہ جب انہوں نے اپنے والد مولانا داؤد غزنوی کی سوانح لکھی تو انہوں نے اپنے والد کا بطور اہلحدیث کہیں تذکرہ نہیں کیا۔ چنانچہ غیر مقلدین کے شیخ الحدیث محمد علی جانباز صاحب لکھتے ہیں۔

---

[1] ابوبکر غزنوی: مولانا ، فاران سلور جوبلی نمبر ۱۹۸۶ ص ۲۱۹

" میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہی وجہ تھی کہ سید صاحب نے اپنی مرتب کردہ کتاب
" سیدی وابی " میں اپنے والدِ محترم حضرت مولانا سید محمد داود غزنوی رح کے
" اہل حدیث " ہونے کا کہیں اس انداز سے ذکر نہیں فرمایا جتنا کہ وہ اہلحدیث
ہی کے حوالے سے معروف تھے ؛" [1]

ہمیں بھی غیر مقلدین کے اکابر کی طرح ان کے اس رویہ سے جو انہوں نے اپنی تقریر و تحریر میں اپنا رکھا ہے مایوسی ہے۔ لیکن چونکہ ہمارا مقصد عوام الناس کی اصلاح ہے اس لیے چند باتیں ان کی اصلاح کے لیے عرض کر دی گئی ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو صراطِ مستقیم پر چلنے اور اس پر ثابت قدم رہنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

مراد ما نصیحت بود و گفتیم   حوالت با خدا کردیم و رفتیم

الراقم
نعیم الدین متعلم جامعہ مدنیہ
کریم پارک راوی روڈ لاہور

457

---

[1] محمد علی جانباز ۔ حاشیہ تذکرہ علماء اہلحدیث جلد دوم ص ۸۲

ہماری چند اہم مطبوعات

نماز پیمبر	شیخ محمد الیاس الفیصل مدینہ منورہ	۸۰/-
اصلاحی خطبات	مفتی محمد تقی عثمانی (۹ جلد)	۵۰۰/-
مواعظ اصلاحیہ	مولانا احمد اللہ صاحبؒ	۱۵۰/-
فضیلت کی راتیں	مولانا نعیم الدین صاحب	۴۰/-
تعارف علماء اہل حدیث	مولانا نعیم الدین صاحب	۴۰/-
حدیث اور اہل حدیث (ایک تحقیق ایک تجزیہ)	مولانا انوار خورشید صاحب	۲۲۵/-
پرنور دعائیں	مفتی محمد تقی عثمانی صاحب	۲۲/-
شاہ اسماعیل شہیدؒ	علامہ خالد محمود	۶۰/-
گلدستۂ توحید	مولانا سرفراز خاں صفدر	۴۰/-
راہ ہدایت	مولانا سرفراز خاں صفدر	۴۰/-
ایک منٹ کا مدرسہ	مولانا ابرار الحق صاحب	۳۰/-
باطل شکن تقریریں	مولانا ادریس قاسمی	۵۰/-
نورانی قاعدہ ہردوئی		۶/-
تحفظ ناموس رسالت اور گستاخ رسول کی سزا	ایچ ساجد اعوان	۲۰۰/-
علمی ادبی تاریخی جواہر پارے	مولانا نعیم الدین صاحب	۷۰/-
قادیانیت شکن	محمد طاہر رزاق	۷۰/-
کچھ دیر غیر مقلدین کیساتھ	مولانا ابو بکر غازیپوری	۸۰/-
التائید الضروری لمسائل القدوری	مولانا اسماعیل مدنی	۱۲/-
مروجہ محفل میلاد	مولانا مفتی عبد الرشید صاحبؒ	۲۰/-
آنکھوں کی ٹھنڈک	مولانا سرفراز خاں صفدر	۵۰/-
حلال و حرام	مولانا نعیم الدین	۱۲/-
عبارات اکابر	مولانا سرفراز خاں صفدر	۶۰/-
فوائد مکیہ مع حاشیہ توضیحات مرضیہ		۴۰/-
جمال القرآن مع حاشیہ ایضاح البیان		۲۰/-
معلم التجوید		۶۰/-

مکتبہ مدنیہ دیوبند

فون - 23183(R), 24729(O)

Designed by: Crescent Computers, Deoband, Ph:01336-28183